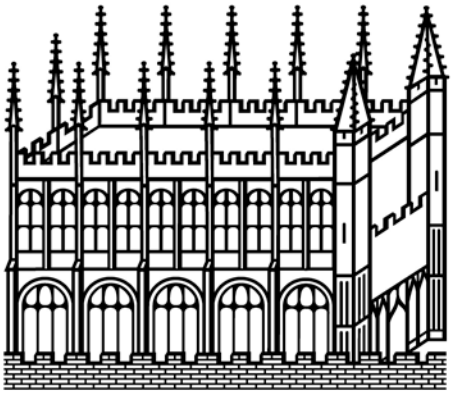


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.







16.A.35.

16A35

INDIAN INSTITUTE

پادت بھاکھا مترجم - بہ ترجمہ منشی احمد علی
مدیر شعلہ طور کانپور -
پادت اردو - مولوی قلسم علی خان صاحب
بدایونی نے بھاکھا کی پدماوت کو شعر مشتمل
دوہرہ بہ دوہرہ نظم فرمایا ہے -
طلسم فصاحت - فسانہ مرغوب مصنفہ مولوی
محمد حسین صاحب جاہ -
پدماوت اردو نظم - مشہور تصنیف عبرت
دعشرت -
پدماوت فارسی نظم - تصنیف رازی شاعر
معروف مطابق قصہ اردو کے فصاحت
دبلاغت مین پاکیزہ -
گلزار نسیم - نسیم لکھنوی کی تصنیف سے
یادگار ہے -
سہیل یمن - قصہ ہے تصنیف مولوی
ربیع الدین صاحب وکیل -
فسانہ عجائب منظوم -
وقائع راجکمار ایک فسانہ سراپا ہوش زادہ
طبع پر جوش کنور جگت سنگھ خلف الصدق
مہاراجہ جان سنگھ کے حالات مین
مثنوی میر حسن - اردو مشہور معروف
مدمن اردو - قصہ نل ودمن کا اردو
مین منظوم ہے -
بیتال پچیسی نثر - راجہ بکرم کے حالات اور
جو انمردے کے قصوں کا قصاید -
ہدیۂ انظار - منظوم - مولوی ممتاز علی
سنبھلی -
سچی بہادری - مصنفہ دختر رحم جناب بابو
شیو پرشاد صاحب بہادر -
الف لیلہ نثر - ہر چار جلد مطبوعہ مصطفائی
گل بکاؤلی نثر - نہال چند شاہ ہمایوں آبادی
کی تصنیف -
طوطا کہانی تصنیف سید حیدر حسین قصہ
نہایت دلچسپ -
مجموعہ چوبیس نامہ دہلی نامہ مشہور قصہ
باتصویرات چھپا ہے -
قصہ گل وصنوبر - تصنیف بیم چند کاہی
رینجا اردو - تصنیف متخلص بہ فگار
سے مشہور ہے -
آرایش محفل مشہور قصہ حاتم طائی تصنیف
حیدر بخش
ایضاً - باتصویر ایضاً -
داستان امیر حمزہ - نہایت عمدہ زبان
مین باتصویرات ہے -
گلزار ابراہیم - حضرت ابراہیم ادہم کا
قصہ
جیتمہ شیرین - فرہاد شیرین کا دلچسپ قصہ
پرکالۂ آتش - نادر قصہ ہے تصنیف
طوطا رام مرحوم شایان کا -
نوطرز مرصع - قصہ چار درویش اردو
مین مجمع لکھا ہے -

کلیات ظفر — سہ چہار جلد یہ مجموعہ دیوان ظفر مشہور ہے —

کلید سدتہ لغت — از محمد واجد علیخان

قصائد مدحیہ سرور کائنات تصنیف مولوی جمیل الدین احمد صاحب

دیوان لطف — یہ عمدہ دیوان اردو پاکیزہ و دلچسپ ہے —

مجمع الاشعار — مجموعہ کلام استادہ قدیم و حال ہے —

دیوان نیاز — تصنیف شاہ مختار احمد اردو و فارسی —

کلیات مومن — نہایت پاکیزہ و لاثانی کاغذ پر چھپا ہے —

کلیات مومن خان — ایضاً — حنائی چند

چمن بے نظیر — مجموعہ کلام شعرای قدیم

دیوان اسیر مسمی بمرآۃ الغیب تصنیف منشی سید احمد صاحب

دیوان غالب دہلوی اردو — کئی مرتبہ مختلف مقامات میں طبع ہوا اور ہر خریدار کی خواہش باقی رہی آخر کار اس مطبع میں منقول مطبوعہ نظامی سے طبع ہوا —

دیوان جرار — مشہور شاعر مرزا حسین بیگ متخلص بہ جرار —

دیوان شہیدی — مشہور شاعر —

دیوان تلق مشتمل بر عشق — نام تصنیف شاعر شیریں زبان خواجہ اسد علی خاں تلق کا —

ہنجار سالک — یہ ایک دیوان عمدہ نتیجہ طبع مرزا قربان علی بیگ خان تخلص سالک ہے

ہفت خوان مستوم — تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب —

مثنوی زینت انجمن — در مدح نواب غوث محمد خان والی جاورہ —

مثنوی سحر بیان — تصنیف منشی انوار حسین صاحب سہسوانی تخلص تسلیم —

الف لیلہ نثر — تصنیف منشی طوطا رام شایان مشہور —

الف لیلہ نظم — پہلی جلد مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی کی تصنیف ہے اور دوسری و تیسری جلد منشی طوطا رام شایان کی تصنیف اور چوتھی شادی لال حسین کی ہر ایک کا رنگ مضمون علیحدہ —

سروش سخن — یہ بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین سرور دہلوی —

باغ و بہار — معروف قصہ چار درویش تصنیف میر امن دہلوی مشہور —

فسانہ عجائب نثر — از مرزا رجب علی بیگ سرور با تصویر —

فسانہ عجائب نثر — با تصویر کاغذ عمدہ

مجموعہ قصص — اس مجموعہ میں قصہ شاہ روم قصہ عجیبہ بادشاہ قصہ منصور قصہ سودا گر بچہ قصہ ماہی گیر وغیرہ عمدہ چھپا ہے —

پدماوت بھاکھا — از تصنیف شاہ ملک محمد جائسی

مصنف کا قسم رباعیات و مخمسات و غزلیات و مثنوی وغیرہ سی ہے یہ مصنف بڑے صاحب کمال تھے خصوص فن سیاق مین انکا نظیر نہ تھا شہر مراد آباد وغیرہ کے اکثر لوگ انکے فیض علم سے بہرہ یاب رہے علاوہ دیوان و غزل و تضمیر و مثنوی وغیرہ کے ایک رسالہ انکا سیاق مین نہایت مفید لائق درس مدارس ہی اور یہ شخص بہت ثقہ باوضع گذرا تمام باشندگان مراد آباد نے انکی تعظیم و تکریم بزرگانہ کی نواب فیض اللہ خان والی رام پور کے جلیس تھے اور یہ بات غرائبات سے ہے کہ قبل وفات کے دو ایک روز پہلے جناب کمالات انتساب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سے اپنی وفات کی تاریخ کی فرمایش کی چنانچہ تسلیم صاحب نے دو قطعہ فی البدیہہ کہکر پیش کیے بہر دو روز کے بعد انتقال فرمایا یہ ایک تصرف باطنی حضرت مصنف کا تصور کیا جاوے چنانچہ وہ دو قطعہ یہ ہین —

قطعہ تاریخ وفات حضرت مصنف طبعزاد شاعر ذکی و فہیم منشی انوار حسین صاحب تسلیم

طرف خلد برین کے جبکہ صنعت
صدا انہی سال ماتم مین فلک سے

سفر دار فنا سے کر گیا ہے
کریم الدین صنعت مر گیا ہے

۱۲۶۳ ہجری

تاریخ دیگر طبعزاد ایضاً

موئے جسدم کریم الدین صنعت
وہین تسلیم نے روی بقا سے

کوئی کرتا تھا ہے ہے اور کوئی وا ے
کہا — اوستاد خمسہ کا مو ا ہے

۱۲۶۳ ہجری

تو حاصل کر لیا وہ کام اوسنے — قلق کھویا کیا آرام اوسنے
اسی صورت سے تو ہووے سکا جویان — اگر کچھ بھی ہے تجھ مین عقل نادان
طلب مین اوسکی گر تو جان کھاوے — یہ کیا معنی کہ پھر اوسکو نہ پاوے
فقیر اس وقت کے ہین جو کہ صنعت — بڑے مکار ہین وہ فی الحقیقت
نہین مکار ہین وہ بلکہ نادان — کہ مکاری کو ہے درکار سامان
یہ اول آپ بے پرواہ جو ہوتے — گرہ سے اپنی کچھ پونجی تو کھوتے
کرے پھر فکر سے ایسی کوئی بات — کرین چھوٹے بڑے اوس سے رجوعات
وگر ہو حق کے جانب یہ سر بہر — قدمبوس اسکے ہون سب اہل افسر
جو اوسکی راہ مین ایذا اوٹھاوے — تو شہزادیسی بہتر چین پاوے
وگر باور نہین یہ قول میرا — لکھا قرآن مین ہے عسر لیسرا

یہ ہے تاریخ ہاتف کی زبانی
نوادر شعر ہین نادر کہانی
سنہ ۱۲۳۷ ہجری

خاتمۃ الطبع

بعد حمد صانع کردگار و نعت رسول مختار کی سخنوران روزگار کو واضح ہو کہ اندنون ایک کلیات کلام شاعر کامل فن جلی بند شاہد سخن حضرت شیخ کریم الدین مرحوم و مغفور مراد آبادی صنعت تخلص کا جو مسمی بہ کلیات صنعت ہی مطبع نامی سرچشمہ اہبت جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مین بموجب ایمای بعض شایقین سخن و زبان آوران ماہر فن بماہ اکتوبر ۱۸۲۶ع مطابق ماہ شوال سنہ ۱۲۴۲ ہجری مقام لکھنؤ مین چھپکر طیار ہوا اس کلیات مین ہر قسم کلام حضرت

کہ ہون مین آپکا ادنے سا دستور — مین کیا ہون اور میرا کیا ہے مقدور
جو کچھ ہے پاس میرے ملک و دولت — سو وہ بالکل ہے حضرت کی بدولت
ولیکن رسم دنیا ہے یہ مشہور — خسر کا جسقدر رہوتا ہے مقدور
سو وہ داماد کو دیتا ہے اکثر — تو مینے بھی کیا ہے کچھ مقرر
جسے ہو حکم وہ جاکر اوٹھالے — کرون یہ فرد مین اوسکے حوالے
اگرچہ آپ کے شایان یہ کب ہے — ولیکن اپنی عزت کا سبب ہے
یہ سنکر شاہ نے بھی ہوکے خوشحال — کیا معروضہ دستور اقبال
تو حضرت نے یہ فرمایا کسیکو — کہ اسباب جہیز اب جملہ لے لو
چلے پھر وہ دولہن کو وہانسے لیکر — نثار اوسپر چلے کرتے ہوئے زر
بہت خوشدل چلی جاتی تھے حضرت — سواری کی وہ تھی شان و شوکت
ہوا داخل مکان مین جب جوان بخت — گئی ڈیوڑہی یہ دونون پالکی تخت
خوشی تھی بسکہ شہزادی کی ماکو — اوتارا اوسنے سلطان النساء کو
نثار اوسنے کئے اوسپر سے گوہر — اور اوسکی رونمائی دی مکرر
اور اوسنے کر دیا خوشحال ہوکر — جدا اک محل رہنے کو مقرر
لگے رہنے خوشی ہر روز و ہر شب — پدر فرزند مادر اور بہو سب
بظاہر گرچہ تو تھی یہ کہانی — ولیکن اسمین ہے راز نہانی
نہین لکھنے سے گو کچھ فائدہ ہی — ولے کچھ اور اس سے مدعا ہے
جو کچھ بھید مدعا میرا عزیزو — یہ قصہ اوسکی تم تمثیل سمجھو
کہ شہزادی کا تھا وہ فسق کامل — عبث جاتا رہا تھا ہاتھ سے دل
تو وہ جاکر بنا درویش بیکار — حقیقت مین نہ تھا درویش زنہار
ولے تقلید کی کامل کی اوسنے — بلاشک کی کہی سب دل کی اوسنے

غرض آیا تھا جیسے شاہزادہ — تو اوس سے دہوم تھی اوسمین زیادہ
بندہے تر لوگ لیئے وان جا بجا تھے — عجائب خوشنما وہ روشنی کے
کھڑے تھے جہار طرحی کی اک جا — تھے کرتے اوسمین گنجگر تماشا
بنایا تھا کہین سرو چیراغان — دل عاشق کیصورت تھا نمایان
وہ اس خوبی سے آرایش ہنی تھی — نہ کبھی تھی کسی نے سنی تھی
وہ مٹھی تھین جو گوناگون نمایان — مگر باغ ارم کی تھین جنیا بان
انار اسطرح چھٹے اور غدارے — دل عاشق سے نکلین جون شرارے
جو ہون چھٹنے نے شور اپنا مچایا — تو اوسدم رعد نے بھی خوف کھایا
لگھون کیا اونکا مین طول و کثافی — ہر اک تھا برج برج آسمانی
ہوئین روشن وہان لاکھون جو مہتاب — نہ لاسکتا تھا اوسدم اونکی مہتاب
انار اور قلعہ سب چھوٹے جو سارے — ہزارون گنج سے نکلے ستارے
ستارونکی جو وان کثرت ہوئی تھی — زمین بھی آسمان سی بنگئی تھی
برات اس دہوم سے اوسکی چڑھی جب — ہوا خوش شاہزادہ اوسگھڑی تب
دلہن کے گھر غرض پہونچی سواری — کہ تھی لوگونکو وان کے انتظاری
یہ سب اوترے مکانمین جا کے بیٹھے — لگین کرنے طوائف آ کے مجرے
کیا تھا وان خوشی نے کچھ عجب ڈھنگ — جدہر دیکھو ادہر ہی راگ اور رنگ
ہوا تھا عقد جسدم اوس پری سے — قمر باہم ہوا تھا مشتری سے
ہوئی خلقت کو جب یہ رسم معلوم — مبارک کی پڑی چار و طرف دہوم
دلہن کے گھر رہے سب تا بہ نوروز — عجائب جشن تھا وان یا تھا نوروز
ہوئی رخصت کی پھر وان سے تیاری — طلب کی شاہ نے اوسدم سواری
وزیر آکر ہوا حاضر اوسی دم — کہا مجرے کے بعد اے شاہ اعظم

کہا اوسنے یہی ہے مجکو منظور — تو کہہ اسبات سے خاطر کو مسرور
بلا دستور کو اوسنے اوسی آن — کہا جلدی کرو شادی کا سامان
کہ سلطان النسا کو یان سے لیجا — تری دختر یا اور فرزند میرا
کرے دونونکی پھر آپسمین شادی — وہین تاریخ تبھی اوسکی بتادی
اوٹھا یہ سنتے ہی والسی باداب — منگایا آکے گھر شادیکا اسباب
یہان تو تھا فقط بس حکم درکار — ہوا اسباب شادی جبکہ تیار
تو وان پہونچایا سلطان النسا کو — بنایا باپ کا گھر اوسکے خوش ہو
کیا یان شاہ نے شادیکا سامان — نکالین حسرتین اور دل کے ارمان

بیان شادی شاہزادۂ جوان بخت بلسانہ سلطان النسا کے بموجب حکم بہرام شاہ اور بخوشی باہم رہنا اونکا

پلا ساقی مجھے اک آخری جام — کہ ہے اب عیش و عشرت سے مجھی کام
کیا ارشاد شہ نے یہ فی الحال — کہ حاضر ہون طوائف اور قوال
سب ارباب نشاط آئے جہان کے — ہوئے وہ مجرئی شاہ زمان کے
تو حضرت نے نہایت شاد ہوکر — کیا جب جشن شاہانہ مقرر
بلایا پھر وہان خرد و کلان کو — تماشے کے لئے پیر و جوان کو
لکھون تعداد کیا مین مہمانکی — کہ دعوت عام تھی ہندوستانکی
رہا چالیس دن تک جشن جمشید — ہوئی دعوت برآئی سب کی امید
دکھا کر نیک ساعت پھر سر شام — چلا پھر بیاہنے کو شاہ بہرام
جب آیا باندہ کر سہرا جوان بخت — منگایا اوسکی خاطر شاہ نے تخت
چلی اس دھوم سے اوسکی سواری — کہ سکتے مین قلم ہے جسکی عاری

عجب آواز قرنا مہی طرب زا — خبر عشرت کی دیتا تہا وہ گویا
وہ روشن چوکیان بجتی تہیں اور بیچ آن — کہ روشن جسکے سُننے سے ہوے کان
قرنے سے وہ یون جاتی تہی پلٹن — روش پر جسطرح مرغان گلشن
چلی آتی تہی فیلون کی وہ یون فور — اوٹھے کالی گھٹا جسطرح گھنگھور
عماری اونپہ یون ہر اک جہلکتی — کہ گویا ابر مین بجلی چمکتی
سوار یکے ہزارون ہی پر تہے — وہ سب فولاد مین گویا جڑے تہے
تہے اونکے خود فولادی سر پنہ — جہلم گردن مین تہی سبکی سر اسر
ہر اک کے داستانے ہاتہہ مین تہے — سبہی چار آئینے چہاتی پہ باندہے
زرہ پہنے ہوے تہے سب دلاور — پڑی گہوڑونکے اوپر سب کے پاکر
عراقی اسپ ہر اک اور تازی — ہوا سے جو بدین چلنے مین بازی
غرض اس ٹہاٹہہ سے آئی سواری — اور اوسکی ماکو تہی یان انتظاری
ہوا بستی مین وہ اسطرح داخل — ہو جیسے جان تن بیجان مین اصل
گیا خدمت مین ماکی جب جوان بخت — بغل مین اوسنے تب اوسکو لیا سینچ
بہت تہی دیر تک چہاتی لگایا — وہ روئی آپ اور اوسکو رولایا
ہوئی خوش دیکہہ سلطان النسا کو — اوس اپنی دلربا کی دلربا کو
اوسے بہی اپنی چہاتی سے لگایا — منہ اوسکا چوم پاس اپنے بٹہایا
پہر اوسکو دی رسوم رونمائی — کہ دولت اوسنے خاطر خواہ پائی
پہر اوسنے شاہ کو اپنے بلایا — کہا بیٹیا دلہن تو بیاہ لایا
ولیکن ہمنے کچہہ شادی نہ دیکہی — رہی حسرت ہمارے جیمن جی کی
پہر اب لازم ہے تمکو اے شہنشاہ — کہ اپنے روبرو اسکا کرو بیاہ
جو دیکہون اسکی شادی مین سامان — تو نکلین دلسے میرے سارے ارمان

داخل ہونا شاہزادہ لیکا اپنے ملک میں سے سلطان الشہدا اور بہرام شاہ باپ اپنے سے ملنا اور خوشی کرنا

پلا ساقی شراب ارغوانی — کہ شادی سی ہو دلکو شادمانی
کرو سامان اب جلدی چھٹی کا — ہوا ہے از سر نو اب یہ پیدا
وزیرون نے کیا اسباب تیار — خبر شہر کو ہوئی ارزوی اخبار
کہ آپہونچا دولہن لیکر جوان بخت — کہا سنتے کہ ہان تیار ہو تخت
چلا لینے کو جد شاہ بہرام — ہراک کو ہوگئی پھر یہ خبر عام
ہوئی آمد جو شہزادی کی معلوم — جا مین ہوگئی چار و نطرف دھوم
جو تھے اوس شاہ کے نوکر اٹالی — سواری راہ مین اون سب نی جالی
یہانتک تو ہوا اقبال اوسکا — کیا والد نے استقبال اوسکا
ملا جاکر جب اوس سے شاہ بہرام — کیا یارون کو اوسکی خوش بانعام
نثار اوسپر کیئے پھر گوہر و زر — غنی سب ہو گئے مفلوک یکسر
چلی پھر شہر کیجانب سواری — جہلا جھل ماہتیون پر تھی عماری
مغرق پالکی صد ہا برابر — لگی تھی موتیونکی سب مین جھالر
چلی جاتی تھین خالی پھر شوکت — کہ ہو خورشید کو جس سے ندامت
ہزارون اسپ تھے باساز و اعراق — سواری کے تھے شہزادی کی مشتاق
چلے جاتے تھے کوتل سب وہ خاصے — سدا رہتے تھے جو آگے ہوا سے
نکلتا تھا نقیبون کے یہ لب سے — چلو صاحب تفاوتسی ادب سے
کیا تھا جو بدارون نی عجب کام — کہ مجرا اسبکا کرتے عرض لے نام
وہ کرتے اہتمام شاہ اکثر — عصائے نقرئی ماہتو مین لیکر
عجب اک رعب سی بجتی تھی نوبت — کہ پہونچی شور کی گردون پہ نوبت

کہا ہے فضل مجیر یہ خدا کا — کہ دیکھا منہ جو سلطان الہ آباد کا
کیا یہ شکر سلطان الہ آباد نے — ملایا تجھسے مجکو اوس خدا نے
جو دونون چپ ہوئے کہکر کہانی — منگائی پھر شراب ارغوانی
پیالی پھر کے شہزادے نے فی الفور — شروع عیش پھر اوسنے کیا زور
ہوئے جسوقت وہ مسرور و مدہوش — گلے مل مل ہوے باہم ہم آغوش
ہوئی حاصل اونہین اوسدم وہ عشرت — کہ بالکل اوڑ گئی سب دل کی کلفت
سحر کو کوچ کی ٹھہری تیاری — منگائی اپنی ہر اک نے سواری
وہ آیا شاہزادہ پھر رخصت — دیا شاہ جہان نے اوسکو خلعت
کیا نذر اوسنے پھر مبلغ زر و سیم — ہوا رخصت وہ شہ کو کر کے تسلیم
چلی اسطرح اوس شہ کی سواری — روان ہو جسطرح ابر بہاری
بجز عشرت کے تھا اونکو نہ کچھ کام — چلے جاتے تھے وہ با عیش و آرام
وزیر حسن کش تھا بسکہ ہشیار — عجب مضمون سوجھا اوسکو یکبار
کہا منشی سے عرضی کیجے فی الحال — سب اوسمین کیجئے مرقوم احوال
بلا کر ایک ہرکارہ کو ناگاہ — روانہ کر دیا سوئے شہنشاہ
جب آئی ہاتھہ ہرکارہ کے عرضی — نہ تھی عرضی مگر پائی تھی ہنڈی
خوشی کی تھی لکھی اوسمین ہر آیات — چلا جاتا تھا ہرکارہ دن اور رات
وہ پہونچا جبکہ بعد از چند مدت — اوٹھا کر رنج اور طے کر مسافت
وہ عرضی جبکہ گذرانی تو اوسدم — ہوا خرم نہایت شاہ اعظم
کہا اوسنے زبانی اور پیغام — ہوا حد سے زیادہ اوسکو انعام
ہوا آمد سے بیٹے کی زلبس شاد — وزیرون سے کیا یکبا کے ارشاد
کہ سنکر یہ خبر خوش ہی بہت دل — ہوئی ہے جان تازہ مجکو حاصل

تو وہ بھی پیشتر آگہہ ہوا تھا | کہ آیا شاہ سلطان النسا کا
لکھا پہرا سنے ہو جلدی خبردار | کہ آپہونچا ہے اب شاہ جہاندار
لکھا اوسنے کہ میرے یہ کہان بخت | کہ آئے گھر مرے شاہ جوان بخت
ہوئی تقصیر ہے جو مجھسے ناگاہ | نہین آگاہ تہا مین اس سے واللہ
مری ہے عرض تجھسے اے خطا بخش | خطا یہ بہر سلطان النسا بخش
بجالاؤن جو کچھ ہو مجھسے ارشاد | ولے کیجے نہ میرا ملک برباد
بہت بھیجا جواہر پیش کش کو | بلا کر اسنے پونچہا حسن کش کو
کہ کہیئے اس سے کیا ہے اب ارادہ | بہت ہے ملتجی یہ شاہزادہ
کہا اوسنے نہین یہ داب شاہی | کہ جاہین آپ اب اوسکی تباہی
شہنشاہون کا ہوتا ہے یہ معمول | کہ کرتے ہین ہر اک کا عذر مقبول
کہا پہر حسن کش سے اوسنے اچہا | اب اوسکی جا کے تم کر دو دلاسا
لے آؤ ساتہہ اپنے تم سواری | نہایت مجکو ہے اب بیقراری
سواری آئی سلطان النسا کی | عجب آئی نظر قدرت خدا کی
جلوخور کرتے چلا وہ شاہزادہ | جلو مین اوسکی آیا پا پیادہ
یہ کی تب عرض سلطان النسا سے | مجھے معذور رکہیئے اب خطا سے
کہا اوسنے کہ تونے کی ہی خدمت | دلا دیتی ہون تجکو ملک و خلعت
جوان بخت اوسکی تکتا تہا کہڑا | سواری اسمین آپہونچی جو ناگاہ
گئی خیمہ کے اندر وہ سواری | تو اسنے ہاتہہ سے اپنے اوتاری
گلے اوسکو لگا کر خوب رویا | کہ ہر اک چشم سے چشمہ بہایا
غرض آکے وہ جب مسند پہ بیٹہی | ہوئی پہر گفتگو باہم خوشی کی
بیان کی باہم اپنی اپنی خواری | کہی پہر اپنی اپنی بیقراری

بہت مدت کے بعد اک شہر آیا — ہوا اون غمزدونکا وان گذارا
ہر اک تہا حال کو وان اِنکے تکتا — ولیکن خوف سے کچہہ کہہ نہ سکتا
کسی نے حال پر گر رحم کہایا — وہ اِنکے واسطے کہانیکو لایا
یہ بولے ہم نہین کہاتے ہین کہانا — کہ دیوانے ہین ہم عالم نے جانا
کہا اوسنے کہ ہے یہ کیا حقیقت — بنائی کیلئے تمنے یہ صورت
تو ہوکر حسن کش نے مضطرب حال — سنایا اوسکو بالکل غم کا احوال
کہا اوسنے یہ مشکل ناجرا ہے — اوسے تو شاہزادہ لیگیا ہے
بہت مدت سے تہا وہ عاشق زار — پر اوسپر تہا نہ قابو اسکا زنہار
تو آوہ پاکے قابو لیگیا ہے — ولیکن حال اوسکا یون سنا ہے
کہ شہزادہ ہی اوسپر عاشق زار — ولے شہزادی شکل اوسکی ہی بیزار
وہ روتی ہے نہ کہاتی ہے نہ پیتی — خدا جانے کہ ہے کسطرح جیتی
یہ سنکر خوش ہوا وہ شاہزادہ — کہا اب جنگ کا کیجے ارادہ
سبہونکو ہوش پہر بخشا خدا نے — ہر اک کی عقل بہی آئی ٹہکانے
کیا پہر حسن کش نے دہیان دلپر — گئے تہے چہوڑ ہم کسجا یہ لشکر
کیا تحقیق پہر با این تباہی — کہ ہر افواج ہے وہ بادشاہی
طلب مین خط کیا اوسکی روانہ — کہ آوے کوچ کر روز و شبانہ
مقام اوس شہر مین اپنا کیا پر — نکہولا راز وان اپنا کسی پر
کئی دن بعد آئی کرکے یلغار — وہ فوج قاہرہ خونریز جرار
جو پایا فوج نے وہ شاہ عالی — زبان سے حمد پہر سب نے نکالی
جو تہے سالار لشکر سب نے آکر — کہا کیا حکم ہے ای بندہ پرور
جو کچہہ احوال تہا سب کہہ سنایا — کہ کیا عزم اوسجانب بڑہایا

اور ناف ہے اوسکی چاہ بخشب | گرداب بلا ہے یا وہ مجکو
یا داوسکی مین دل ہے پارہ پارہ | مین غم کی لپیٹ مین ہون اتو
غم سے نہین مشیں وکم ہے وحشت | اسکا تو علاج کچہ بتاؤ ؛
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا | اب بہر خدا مجہے نکالو ؛
کسطرح مین اس بہنور سے نکلون | تم راہ کوئی مجہے بتاؤ ؛
ہے حسن کے باغ کی خیابان | گر غور سے زیر ناف دیکہو
خاشاک کو دیکہئے تو گویا | ممکن نہین اوسمین نام کو ہو
ہین اوسکا اسیر مو بمو ہون | اور تونے دغا سے پاکے قالو

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان مستور | کیا اوسکی صفت ہو چشم بدور
سمجہے اوسے وہ شگاف گندم | آدم ہوے جس سبب سے مقہور
خواہش مین ہوا ہے اوسکی میرا | اب سینہ شگاف اور دل چور
رانین وہ بہری ہوئی ہین شفاف | حیران ہو دیکہہ کر جسے حور ؛
یاد اوسکی مین کیون نہ دل بہر آوے | اور کیون نہ بنے یہ چشم ناسور
ہین ساق بلورین اوسکی ایسی | ہو دیکہہ کے شمع جسکو کافور
سر تا بقدم ہے کیا سراپا | سانچے مین ڈہلا وہ بقعۂ نور
پاتا نہین مین نشان جو اوسکا | اپنا نہین اور کچہ تو مقدور
اوس شکل کا بندہ کر تصور | ضعنت کی زبان پہ ہے یہ مذکور

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

اور خال ہے اوسمین اک نمایان — کچھ ماہ سے بھی ہے چند بیدم
گویا مہ چاہ نخشبی ہے — گاہے نہین اوسکی روشنی کم
داغ اوسکا ہے یہ نہین سویدا — فرقت کا ہے دلمین اسقدر غم
گردن وہ صراحی دار اوسکی — دیکھے جسے ہو ہر ایک خرم
عاشق کے ہے حق مین وہ تو گویا — جون آب حیات و آب زمزم
ملتی نہین دیکھنے کو وہ اب — ہے جی مین یہی کہ کھائیے سم
یہ خواب مین مینے اوس سے کی عرض — بیجرم و گناہ ہو کے برہم

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

سینہ نہین بحر حسن کا ہے — وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے
اور اوسپہ نشان حباب سے دو — باہم جو ہر ایک خوشنما ہے
یا کلیان گنول کی ہین کہ مہوا — اون دونون پہ آلپٹ رہا ہے
یا داوسکی مین چشمہ نیلگی چشم — دریا کیطرح سے خون بہا ہے
پستا ہو نمین اوسکا دہان کر کے — اور آنکھون مین دم حباب سا ہے
ہے دل پہ جو اوسکا کچھ تصور — اک داغ سیاہ پڑ گیا ہے
غنچہ کیطرح سے بستگی ہے — دل سخت بلا مین آپھنسا ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ — سینے سے میرا تہ کب جدا ہے
اللہ ری تیری سخت چھاتی — یہ تونے ستم نیا کیا ہے

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

مد پارہ کا کچھ شکم نپوچھو — مہتاب کا بحر ہے وہ یارو

پائی ہی جو وہ اوسنے ایسی بینی — غمناک ہون اوسکی یاد کر کر
یاقوت سے اوسکے دونو لب ہین — یاقوت ہے عاشقون کا وہ پیر
لپکا مجھے پڑ گیا ہے اونکا — ہونجا لب گور اب مین مضطر
کر یاد مین ہونٹ چاٹتا ہون — اب دیکھئے کب ہون وہ میسّر
مین شکل کا اوسکی کر تصوّر — اور مُوند کے اپنے دیدۂ تر
کہتا ہون کہ واہ آفرین باد — کیا رسم وفا یہی ہی دلبر

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

وہ بانکی چمک وہ آبداری — ہے برق کو سین سے بیقراری
یاد اوسکی مین آہ برق سا ہون — نیسان کیطرح ہے اشکباری
کیا کیجئے دہن کی اوسکے تنگی — تعریف مین جسکی ہو نمین عاری
معلوم نہین کہ وہ کہان ہے — دیکھون تو ہو کچھہ زبان سی جاری
پر پان سے کچھہ پتا ملے ہی — گر کیجئے غور رنج و خواری
جون غنچۂ گل مین ہووے پتی — یون منہ مین زبان ہی تمہاری
جب ملکے مسی وہ پان چابے — شبخون کی ہو جسطرح تیاری
مین روتا ہون جو ہر ایک شب خون — ہے دلمین بسی وہ شکل پیاری
کوٹا مرے دلکو بنکے دشمن — کی تونے یہ خوب دوستداری

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

دیکھے جو رخ کا اوسکی عالم — آسیب ہو سیب کو اوسیدم
جسدن سے ہی چاہ اوسکی دلمین — گرداب بلا مین پھنس گئی ہم

تعویذ و نکا کرتے ہی تصوّر ❊ انگارا سا دل جگر پہ دہکا
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ رہتا ہے خیال اوس جبین کا
ابرو کی جو یاد جنبش آئی ❊ ❊ چلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ❊
مژگان کا جو ہے اِسے تصوّر اب فوج الم نے دل کو گھیرا
پتلی ہے عجیب بانیٔ ظلم دکھلاتی ہے آنکھ ہمکو کیا کیا
قاصد تو مری طرف سے کہنا کسنے تجھے اسقدر سکھایا ❊

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب حیران نرگس صفت ہون ہر شب
سرخی و سفیدی و سیاہی مجھکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب
پہرا ہے یہ کمپنی کا گویا ❊ ہے قید فرنگ مجھہ پہ بیتاب
قاتل یہ طلسم کی ہین پتلی جینا مرا سب کو ہے عجائب
وہ کان تو عیش کے ہین ارکان دہیان اونکا ہے کان غم کی یار
بالا ہے وہ جیسے مہ پہ ہالا موتیکی جھلک ہے مثل کوکب
ہون حلقۂ ماتمی مین بیٹھا اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت مین باندہ کر تصوّر کہتا ہون نہین اوس سے دشکر لب
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی یک بار جو یان سے جانتے کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

عارض ہین جو اوسکے وہ منور چون لالہ ہین یا کہ ماہ انور ❊
ہر دم جو ہے مجکو یاد اوسکی ہے داغ مرے دل و جگر پہ

کہا یہ حسن کش نے ہو کے ناچار — کہ اس سے کچھ نہین حاصل جانثار
مہوجی اسقدر اب آپ مغموم — ذرا کہتے پہلے تو معلوم ؟
کہ اس خیمے مین سب جلکر گئے مر — کوئی یا لیگیا انکو اوٹھا کر
یہ سمجھا کر اوسے وان سے اوٹھایا — بمشکل اوسکو گھوڑے پر چڑہایا
چلے وانسے یہ روتے پیٹتے سب — نہ تہا آب وخورش سے انکو مطلب
مگر یک چند وہ شہزادۂ نیک — پہر اپڑہتا ہوا ترجیع بند ایک

ترجیع بند

گردش مین جو ہین مرے ستارے — تو وہ بہی ہین اندنون سدہارے
قاصد تو مفصل اوس سے کہنا — حالات جو کچھ کہ ہین ہمارے
اور میری طرف سے یہ زبانی — کہنا اوسے دیکے خط کہ پیارے
تہی تم سے ہمین یہی توقع — دشمن بہی تو ہم نہ تہے تمہارے
تمنے جو کیا کنارہ ہم سے — ہم پہونچے ہین گور کے کنارے
آتا ہے جو یاد تیرا جانا — چلتے ہین جگر پہ غم کے آرے
ہر شب تری زلف یاد کرکے — عاشق ترا کیون نہ جان مارے
اے آئینہ رو ہے مجہکو حیرت — یہ کسکے ہوے تمہین اشارے
جو بے کہے اوڑ گئے یکایک — سیماب کیطرح ماہ پارے

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نکردی

ہے مانگ کا دہیان دے لپہ چہایا — دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا
فرق اسمین نہین ہے یکسر مو — ہر رات وبال جان ہے گویا
اوس سلک گہر کی یاد مین اب — آنکہون سے ہے منہ مہان برستا

ابھی چھوٹا ہی اس سے اسکا شوہر
غم اوسکا چمار ہا ہے اسکے دل پر

مگر ہان کیجئے اب اسکی خاطر
کہ ہوتا ہے ہر اک خاطر سے حاضر

یہ دلمین سوچکر اپنے کہا تب
جو کچھ ہونا تہا وہ تو ہوچکا اب

پہر اب جو کچھ تجھے منظور ہووے
کہ جس سے غم ترا یہ دور ہووے

بتا صلمین کہ ہو تیرا گذارا ؟
ترا یہ غم نہین مجکو گوارا ؟

کہا پہر اوس سے سلطان النسا نے
کہ مجکو اب دیا ہے غم خدا نے

اوسیکو جب کبہی ہووے گا منظور
تو ہو جاویگا اک ساعت مین غم دور

مگر تو ظلم سے ہمکو امان دے
جدا اک رہنے کو ہمکو مکان دے

ہماری تو یہی بس آرزو ہے
خورش پوشش کا اب مختار تو ہے

بموجب اسکے شہزادے نے جاکر
مکان اک کر دیا اوسکو مقرر

کئے معمول کہانے کے کئی خوان
غرض کرتا تہا خاطر وہ ہر اک آن

یہان کا تو سنا یہ قصۂ غم
سنو اب شاہزادیکا بہی ماتم

کہ آیا سیر سے جسدم یہ پہر کر
جو دیکہے وان نہ خیمہ ہے نہ لشکر

تمام اوس بن مین ہر جانب نظر کی
نظر آئی نہ وان صورت بشر کی

کہا یاورون نے تب اوس سے کہ اے شاہ
مگر بہولے ہین اوس جنگل کی ہم راہ

پہرے اوس بن کیجانب پہر وہ ناچار
بہٹکتے جا بجا پہرتے تہے سب یار

پہرے سر مارتے بن مین کئی دن
سراغ اونکو ملا اوسکا نہ لیکن

غرض وہ شاہ اور وہ یار شہ کے
اوسی جنگل مین سب پہرتے تہے بہکے

وہ پہرتے پہرتے اوس جنگل مین آئے
جہان اوسنے وہ خیمے تہے جلائے

پڑی تہی خاک خیمے کی جو کالی ؟
وہ شہزادے نے اپنے سر پہ ڈالی

لگا وہ کاٹنے گردن چہری سے
کہ مین گذرونگا یان اب اپنے جی سے

لیا ہمراہ اپنے فیل گھوڑا | نشانِ لشکر اوسنے کچھ نہ چھوڑا
چلا پھر کر خوشی سے وہ بعجلت | مراد اوسکی بر آئی بعد مدت
ہر اک عورات تھی لاچار و مجبور | نکلتا تھا کہ اوسنے انکا مقدور
یہ جی کھونے پہ تھین سب مستعد پر | پر آئے بسمین تھین مجبور و شش در
ولے اونمین جو سلطان النسا تھی | گرفتارِ مصیبت اور بلا تھی
بنائی تھی عجب کچھ اوسنے حالت | کہ آئے دیکھنے سے جسکی رقت
لپیٹے خاک مُنہ پر مُو پریشان | برنگِ گُل کیا تھا چاک دامان
ہر اک مژگان تھی اوسکی ابر طوفان | بیانِ شمع تھی گریان و سوزان
پریشان بال کر مُنہ کو چھپایا | کسی صورت نہ اپنا مُنہ دکھایا
نکرنا بات اور کھانا نہ پینا | وبالِ جان تھا اوسکو اپنا جینا
جو شہزادی نے دیکھی اسکی حالت | بمقدور اوسنے کی زاری مُنت
اثر جب کچھ نہ دیکھا تب یہ بولا | کہ ان باتون سے ہے اب فائدہ کیا
نہین ہین چھوڑنیکا تجکو تا زیست | کرے ہے تلخ کیون اپنی بھلا زیست
کر اب تو مجھ سے عشرت کا ارادہ | کہ مین بھی تو ہون ویسا شاہزادہ
کہا اوسنے کہ بیہودہ نہ بک بات | کہین رہتی ہے بلبل زاغ کے سات
گلستان بھی کبھی تونے ہے دیکھی | کہ فرماتے ہین حضرت شیخ سعدی
نپاید کس بزیرِ سایۂ بوم ٭ | ہما گر از جہان میگشت معدوم
زلیخا بھی پڑھی ہے تو نے ناکام | کہ کیا کہتے ہین حضرت مولوی جام
چو دل با دلبرے آرام گیرد | ز وصلِ دیگران کے کام گیرد
مگر ہان بس مین تیرے ہو نہین ناچار | یہ ہے مقدور تیرا جان سے مار
یہ سوچا لون نہین یہ ماننے کی | کرونگا تنگ گر تو جان دیگی

اوسی عرصہ مین پہر حاضر ہوا تخت — تو اوسپر آن کر بیٹھا جوان بخت
روانہ پیش خیمہ ہوگیا تھا — توقف اونکے پہر چلنے مین کیا تھا
چلی جسوقت پہر وان سے سواری — تو کرتے تھے وہان سب آہ و زاری
غرض یہ تو چلے تھے شاد و خندان — ولیکن لوگ تھے سب وان کے گریان
چلا جاتا تھا ہر اک شاد و خرم — کہ بامقصود اپنے گھر چلے ہم
نہ تھی معلوم پر تقدیر کی بات — لکھی ہین کیا ابھی قسمت مین آفات
یہ شہزادہ بہادر تھا نہ ڈرتا — ہر اک جنگل مین بیخوف و خطر تھا
جدا ہوا ان سے ہر منزل کی اوپر کرتا — شکار اوس بنمین کھیلے تھا وہ اکثر

تباہ ہونا حال شہزادہ کا سلطان النسا سے چھوٹکر اثنائے راہ مین اور پہر کامیاب ہونا

ایاغ وصل مجکو سا قیا دے — فلک بچھڑے ہوئے اپنے ملا دے
سنو اک اور تم غم کی حقیقت — کہ اب آتی ہے شہزادی پہ آفت
گیا تھا چھوڑ کر انکو جہاندار — شکار اک بن مین کرنے کو مع یار
چلا تھا لیکے اوسکو جیہابذار — تو یہ پہونچی تھی سب مُلکو مین اخبار
قریب اوسکے تھا اور اک شاہزادہ — کہ تھا مدت سے اوسکا بھی ارادہ
لکھے تھا اوسکو ہر کارہ ہر اک آن — کہا اوسنے کہ اب خالی ہی میدان
یہ سُنتے ہی دیا اوسنے جو یلغار — تو آیا برق سا یا فوج جرار
یہان ان عورتون نے دلمین سمجھا — کہ آیا سیر کرکے شاہزادہ
یکایک آگیا ان پر وہ لشکر — کہ آئے باز جون چڑیا کی سر پر
وہان وہ جسقدر بیٹھی تھین عورات — سوارون نے پکڑ اک ایک کا ہات
ہر اک کو اپنے گھوڑے پر بٹھایا — پہر اوسکے بعد خیمہ سب چلایا

یہ سُنکر خوش ہوا وہ شاہِ عظّام — وہ ہین جاری کیا ہر ایک احکام
اسی صورت سے اک مدت بر آئی — کہ بیٹے کی خبر کچھ بھی نہ پائی
بہت مدت مین پھر یہ ہو کے نا اُس — گیا رونا ہوا درویش کے پاس
کہ کہینچو نمین کہان تک اُنتظاری — نہایت ہے مجھے اب بیقراری
کسیصورت سے اب اوسکو بلاؤ — کسی شکل اوسکو تم مجھسے ملاؤ
یہ سُن درویش کو پھر رحم آیا — کہا اچھّا اسیصورت سے ہوگا
توجہ کی جو اوس عارف نے یان پر — یہ دیکھا خواب شہزادی ہے دان پر
کہ جلدی کوچ کر دان سے جوان بخت — یہان بے چین ہے تیرا پدر سخت
اِسے تھا اعتقاد اوسپر تو کامل — تہا رہنا اوسکو وان دم بھی مشکل
ہوا وہ ناگہان چلنے کو تیار — کہا یہ خواب شہزادی سے ناچار
کہا اوسنے جو کچھ تیری رضا ہے — بہر صورت وہی میری رضا ہے
بلا کر حسن کش کو اوسنے فی الحال — سُنایا خواب کا سب اوسکو احوال
اور اوسکے بعد فرمایا کہ دستور — مجھے ہے کوچ یان سے جلد منظور
کرو اسباب کی جلدی تیاری — کرو ہر طرح کی حاضر سواری
کہا اوسنے کہ اےحضرت بہت خوب — وہ لیجے مجھسے ہووے جو کہ مطلوب
کہا شہ سے یہ سلطان النسا نے — نکالا اب ہمین یان سے خدا نے
کسی صورت رہے یہ شہر آباد — تو البتہ رہے گا دل مرا شاد
رفیق اپنے کو اوسنے تب بلا کر — کیا اوس شہر کا والی مقرّر
وہان جو جو کہ تھے ارکانِ دولت — دیئے سبکو بلا کر اسنے خلعت
فراغت ہو چکا جب شاہزادہ — کیا چلنے کا پھر وان سے ارادہ
منگائے فیل کسکو اکر عماری — کہ سلطان النسا کی ہو سواری

کیا پھر عیش و عشرت کا ارادہ ۔ مصور پر گیا وہ شاہزادہ
پکڑ کر ہاتھ سلطان النسا کا ۔ مصور پر جو شہزادی نے کھینچا
وہ کر ناز و ادا آئی بمشکل ۔ کہ تا مشتاق شہزادہ کا ہو دل
رہے تا دو پہر مشغول عشرت ۔ سفر کی سب نکالی دل سے کلفت
اسی صورت سے تھا معمول جاوید ۔ کہ شب تھی شہرات اور دن اوسکے عید
خوشی سے اسطرح گذری جو مدت ۔ کہ تھی ہر گز نہ کچھ دل پر کدورت
فلک نے جب انہین خوشحال پایا ۔ تو اونکا وصل پھر اسکو نہ بھایا
کسیکا وصل اوسکو کب ہی منظور ۔ کہ یہ ظالم ہے اپنی خو سے مجبور
ہوا اس بات کے ناحق وہ درپے ۔ کہ برہم کیجے انکا عیش اور مے

روانہ ہونا شاہزادی کا معہ سلطان النسا کے طرف وطن اپنے کے

خوشی ہی پان تو یہ خرد و کلان سب ۔ سنو اوسکے پدر کی داستان اب
کہ جب وان سے چلا تھا شاہزادہ ۔ تو تھا درد و الم اوسکو زیادہ
جہانتک سلطنت کے تھے امورات ۔ نہ اون پر ڈالتا تھا وہ کبھی ہات
وزیرون نے نہایت تنگ آکر ۔ یہ کی تب عرض اوس عارف سے جاکر
کہ ہی بیٹے کا جو اب شاہ کو غم ۔ تو ہوتا اسمین ہے بر باد عالم
ہماری عرض ہے اتنا تو کیجے ۔ تشفی یعنے اوس محزن کو دیجے
گیا وہ شاہ کیخدمت مین درویش ۔ کہا بیٹے کے غم سے ہو نہ دلریش
وگرنہ ہوگی سب بیچین خلقت ۔ یہ تیرے پاس ہی حق کی امانت
امانت مین خیانت ہو نہ زنہار ۔ اگر ہے ملک و ایمان تجکو درکار
خوشی سے ملک اپنا کہہ تو آباد ۔ ترا بیٹا ملے گا تجھسے رہ شاد

پہن پوشاک اور رکھہ تاج و کلغی — سجا جیغہ کہ تھی وہ رسم شاہی
وہ باندہے نور تن بازو پہ فی الحال — گلے مین مالا مروارید کا ڈال
بلایا اونکو جو تھے ساتھہ کے یار — سبھونکے توڑ کر ڈورے وہ یکبار
وہ چڑھکر تخت پر اور سر پہ رکھہ تاج — چلا ہمراہ اپنے لیکے افواج

داخل ہونا سلطان النسا کا مع شاہزادہ مکان نو تیار مین اور جشن کرنا

گیا آگے وہ شہزادے کے ناگاہ — نکل آیا تھا گویا ابر سے ماہ
نظر پڑتے ہی بس اوسکو غش آیا — تب اوسنے دوڑ کر جلدی اوٹھایا
جب آیا ہوش سلطان النسا کو — بجا لایا وہ تب شکر خدا کو
پکڑ کر ہاتھہ شہزادے کا یکبار — چلی وہ اوس مکان کو تھا جو تیار
ہوی داخل جو اوسمین یہ خوشی سے — تو دونون آکے اوس مسند پہ بیٹھے
جہان تک ساتھہ شہزادے کے تھے یار — خوشی حاصل ہوئی اونکو پہر اکبار
اودہر اوسکے جو تھے ہمراہ خوش رو — مصاحب اوسکے بھی واللہ خوش تھے
ہوئی اوسوقت سلطان النسا شاد — کیا پہر جشن شاہانہ کو ارشاد
طوائف وانکی تھی جو جو کہ ممتاز — حسین زہرہ جبین خوشرو خوش آواز
لگین آتے ہی وہ گانے بجانے — شہانے راگ شادی کے ترانے
غرض شادی ہوئی خرد و کلانکو — ہوئی فرحت ہر اک پیر و جوان کو
وزیر اوسکے نے پہر اوٹھکر شتابی — جھٹ اونکے روبرو رکھدی گلابی
لگا چلنے وہان پہر جام کا دور — تو اوس محفل کا کچھ عالم ہوا اور
طلوع نشہ نے کی جبکہ درخشت — ہوا پہر حکم محفل کو کہ برخاست
یہ سنتے ہی سبھی عیار اور گانے — اوٹھہ آئے وان سے سب اپنے ٹھکانے

اور اوسکے صحن مین تہا اک عجب باغ — کہ کھاوے رشک سے جسکے ارم داغ
جو اکثر باغمین رہتی تہی وہ گل — تو سیکہا پیچ تہا زلفونکے سنبل
وہان جو پہول تہا سورج مکہی کا — جدہر پھرتی تہی وہ فوراً سہرتا
گلاب اوسمین جو خوبی سے کہلاتا تہا — تو اوسپر عکس عارض کا پڑا تہا
جہکی بادام سے جو شاخ بادام — کرے تہی چشم وابرو کا مگر کام
عصا پکڑے جو وان نرگس کہڑی تہی — تو اوسکی ٹکٹکی اسپر لگی تہی
نہوتی کیونکہ نافرمان مین خوبی — مسی تہی اوسنے اس کافر کی دیکہی
نہو خوشرنگ وان کا سیب کیسرا — زنخ کی اوسکے دلمین تہی بہری چاہ
وہ نازک تن کسی کے آگے کب بات — کہ دیکہی تہی انہون نے اوسکی لوگات
خیار اسکا جو پنجہ تک رہا تہا — کسی معشوقسی کیونکر وہ پہرتا
کیا کرتا تہا اسکو جہک کے تسلیم — کہ پائی سرو نے تہی قد سے تعلیم
غرض جتنے کے میوے اور گل تہی — اسی کے عکس سے شاداب کل تہی

روش جو سنگ مرمر کی بنی تہی — تو اوسمین بہی جلاکاری ہوئی تہی
مصفا نہر بیچ اسکے تہی نایاب — بہرا تہا اوسمین مثل آئینہ آب
کئی فواری تہی اوسمین سے جاری — جب اوسکی ہوچکی بالکل تیاری
کہا اوس سے یہ سلطان النسا نے — کہ اب حمام کو جاؤ نہانے
بدن پر سے چہوڑا اوزراہ کی خاک — نکل کر پہنے شاہانہ پوشاک
تہا کردہ ہوا ناگاہ شفاف — کہ ہو کا تک مین جیسے ماہ شفاف
فراغت جب ہوئی نہلاکے اوسکو — کہا پوشاک حاضر ہے پہن لو
کہ سلطان النسا نے کراوسے پیار — کیا اک سونیا جوڑا تہا تیار
لگائی تہی بنت اوسپر سراسر — ٹکے تہے جسمین بالکل لعل وگوہر

خدا نے بادشاہت دی ہی مجکو — گدا اب کسطرح رکھون مین تجکو
یہ سنکر شاہزادہ دل سے بولا — کہ ابتو چاہیے راز اپنا کہولا
کہا اوسنے یہ سلطان النسا سے — کہ تو ممنون ہو ذات خدا سے
ملا اوسنے دیا تجکو جو مجھسا — اگر تو ڈہونڈہتی ایسا نہ ملتا
پدر میرا ہے ایسا شاہ عالی — کہ ہفت اقلیم کے حقدار ہین والی
وہ میرے باپ کو ہین سر جہکاتے — تحائف نذر کو اوسکے ہین لاتے
نہ بادر ہو مری گر بادشاہی — تو اسکی دعوے پہ میرے ہے گواہی
کہ تیرے پاس بہی ہے ملک اور راج — تو اسکے ساتہہ کا دکہلا مجھے تاج
دئے جیسے ہین مینے تجکو گوہر — دکہا تو ایک تو اونکے برابر
پہر اوسنے حسن کش کو بہی بلایا — سب اوسنے قصہ اپنا کہہ سنایا
کیا تب شکر سلطان النسا نے — کہ ملوایا مجہے تجسے خدا نے
سنا جب اوسنے یہ شاہ عالی — تو اوسنے بہی پہر اپنی سج نکالی

مکان بنوانا سلطان النسا کا واسطے جوان بخت شاہزادی کے

کیا شہزادی نے ارشاد پہر تب — جدا ہوا کے مکان جلدی مرتب
کیا اوسنے تکلف اوسمین ایسا — سنا ایسا نہ اوسنے کبہو نسی دیکہا
جڑے تہے چہت مین اوسکی کل جواہر — ٹکتی موتیون کی اوسپہ جبالر
مکان بلور سے وہ سب بنا تہا — جواہر طاق بندی پر جڑا تہا
پڑے پردے بچہا فرش اور لگے جہاڑ — نصب تہے آئینے دیوار کی آڑ
لگین شاہون کی تصویرین برابر — بچہی کرسی جہپر کہٹ کونچ یکسر
اوتنچا بے بہا شاہانہ مسند — غرض جو شی تہی واں زیبا تہی ہیچ

کرے انصاف امر نیک و بد کون
نہ کودا بیل کودی خود بخود کون

قدم تونے اوٹھایا یان سے جسدم
نہوگا دیکھہ لینا مجھہ مین پھر دم

ہوا اس شاہزادہ دلمین مسرور
کہا خاطر ہے تیری خیر منظور

رہین گے پاس تیرے گرچہ دنرات
ولیکن اب نہین ہونیکی وہ بات

کہا اوسنے لجاکر شرم کھاکر
تلے کی آنکھہ اور سر کو جھکاکر

کہ کیا اوس بات کو کہتا ہی چل دور
یقین کر اب ہے مجکو کب وہ منظور

فقط دل سے تری ہے مجکو الفت
نہین تیری طرح مین بیمروت

گھمنڈا اوس بات پر گر آپ کو ہو
تو بہتر ہے ابھی یان سے سدھارو

خدا ہی کا مجھے ڈر آگیا ہے
کہ تجکو مینے اب جیتا کہا ہے

تجھے درویش اور مہمان سمجھہ کر
رکھا تھا جان اور دل کے برابر

سو تونے کام اب ایسا کیا ہے
کہ گردن مارنا تجکو روا ہے

ولیکن خوف آتا ہے یہ مجکو
ابھی جو قتل کرواتی ہون تجکو

تو اسمین ایک تو بدنام مین ہون
سوا اسکے ہو اک درویش کا خون

بظاہر اوسنے جو کی یہ رکھائی
ہنسی تب دلمین شہزادی کے آئی

وہ ڈورا کھولکر جھٹ پاس آیا
پکڑ اوسکو جھپر کھٹ پر لٹایا

زبان سے گرچہ وہ کرتی تھی انکار
بھرا چتون مین تھا پر اوسکی اقرار

کہا اوسنے نہین اب تاب عشرت
پرا سنے کھولڈالا باب عشرت

حلاوت پھر دوبارہ وہ اوٹھائی
کہ گویا منہی وہ گپ چپ کی ٹھہرائی

نیا سن تھا نیا تھا عیش و عشرت
رہے دو پاس تک سرگرم صحبت

فراغت ہوکے بیٹھے تھے وہ باہم
ادہر یہ خوش اودہر وہ شاد و خرم

بلائین لیکے سلطان الزمانے
کہا اوس سے کہ دیوانے یہ سن لے

غرض اک رات وقت نصف شب تھا
کہ یہ دونو بہم سوتے تھے اک جا

تو اسنے چونک کر اور خوف کھاکے
کہی یہ بات سلطان النسا سے

کہ میں نے خواب مین دیکھا یہ احوال
کہ تو نے مرد ہو کر مجھسے فی الحال

کیا اسطور سے ہے عیش و عشرت
کہ مجکو یاد ہے اب تک وہ لذت

کہا سنکر یہ اوسنے ہوکے بیزار
نکرنا پھر کبھی یہ ذکر زنہار

کہا اوسنے کہ کیون پھر اسمین کیا ہے
کہ ہوتا مرد کچھ ایسا برا ہے

کہ اوسکی بات سے ہوکر خفا تو
لگی کہنے یہ سلطان النسا تو

کہ نفرت مرد سے ہے مجکو حاشا
ابھی کہیئے تو دکھلادون تماشا

یہ سنکر اوسنے اوس ڈور یکو توڑا
اور اوسکو خوب سا توڑا مروڑا

ملی ملنے سے اسکے اوسکو لذت
ہوے سرگرم پھر دونو بہ عشرت

حلاوت اوسنے جو اوس سے یہ پائی
طبیعت اور بھی پھر اوسکی آئی

یہ شہزادہ تو تھا اوسکا گر عاشق
ولے یہ ہو گئی اب اوسپہ عاشق

نئی بحر اور نئی لذت غضب ہے
قیامت قہر ہے آفت غضب ہے

وہ شہزادہ تو تھا عیار کامل
جو دیکھا اسنے اوسکا خوش شمایل

پلنگ سے اوٹھ کے جھٹ بستر لپیٹا
وہ ڈورا اپنے پہنچے پر لپیٹا

لگا کہنے یہہ سلطان النسا سے
کہ شہ کو ضد نہین لازم گدا سے

خدا نے دی فقیرونکو یہ قدرت
کہ گہ بن جاے مرد اور گاہ عورت

بظاہر وہ ہوا کہہ کر یہ بیزار
لگا یک ہو گیا چلنے کو طیار

وہ اوٹھ کر اوس سے چمٹی آکے یکبار
کہا کچھ خیر تو ہے اے ستمگار

بتا تو مینے تیری کیا خطا کی ؟
طبیعت مجھسے تو نے کیون خفا کی

ز بردستی سے اک تو تو اس آن
مرا سب کھو دیا ہے دین و ایمان

نہین کچھ یاد پھر لے پر مقرر — جہان بیٹھو وہین ہے آپکا گھر
یہی بہتر ہے اوسکی یاد بہی ہو — اور اسمین دل کسیکا شاد بہی ہو
بدل جانا بہی تہا اوسکو تو منظور — ولے ہے عذر کا دنیا مین دستور
کہا پھر اسنے جو مرضی تمہاری — کہا اوسنے کہ ہان لاؤ سواری
مہادت نے جو ہاتہی کو بٹہایا — پکڑ کر ہاتہہ ہر اک کو چڑہایا
مصاحب اسکے اور اوسکے تہے غمخوار — ہوا ہر ایک کا ہر ایک سے پیار
دیا ہر ایک کا جو بات مین ہات — ہر اک وہ لیگئین ہر ایک کو ساتہہ
سواری پر بٹہا خرد و کلان کو — غرض وہ لیچلی اپنے مکان کو
خوشی سے لیگئی اپنے مکان پر — نثار اوسپر سے کرنے گوہر و زر
ادا کر شکر شہزادے کے سب یار — یہی کہتے تہے خوش ہو کر وہ ہر بار
نئی یہ رسم کی اے عشق پرفن — کہ بیاہی آن کر دولہا کو دولہن
ہوئے داخل وہ جب اپنے مکانمین — گئے جیتے ہی گویا سب جنانمین
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد
لگے رہنے خوشی سی پھر وہ دن رات — ہر اک تہا چین مین ہر ایک کے ساتہ
اوٹہائے جسقدر تہے رنج و محنت — مبدل ہوگئی وہ سب بہ راحت
نہ اور اور پدر بہی تہا نہ جیتا — نہ تہا خاوند سلطان النسا کا
کسیکی انکو متی مطلق نہ دہشت — لگے کرنے بلا وسواس عشرت
نہ وہ عشرت جسے کہتے ہین عشرت — بتاک ظاہری خالی محبت
کٹے دو چار دن اسکو بایں طور — تو دلمین شاہزادے نے کیا غور
کہ ابتو سوچیے ایسی کوئی بات — جو ہووے اس سے جسمانی ملاقات
تو دلمین بات ایک اپنے بنا کر — رکہا پھر وقت کے اوپر مقرر

ہوئے غش دیکھتے ہی اسکو یکبار — وہ شہزادہ بھی اور سب اوسکے غمخوار
پھر اوسنے بیٹھ کر اوسکے برابر — رکھا آغوش مین اوسکا وہین سر
گلاب اوسنے شتابی سے منگایا — اور اوسکے منہ پہ ہاتھہ اپنے سے چھڑکا
مصاحب جو تھین فرمایا یہ اونکو — کہ تم چیلون پہ اپنے جاکے چھڑکو
جب آیا ہوش مین وہ خود فراموش — اوٹھی تسلیم کو یہ غارت ہوش
ہوا یہ شاد دل سے اور گیا غم — زلیخا کا پڑہا یہ شعر اوسدم
بہ بیدار یست یارب یا بخواب است — کہ چشم من زجانان کامیاب است
مصاحب اسکی سب مجرے کو آئین — اور اوسنے نذر کو کشتی منگائین
کہا اوسنے نہین کچھ ہمکو درکار — فقیرونکو نہین دنیا کا کچھ پیار
بلاکر حسن کش کو اوسنے اندر — کہا لاؤ فقیرون کا جواہر
سخن سنکر مطابق آرزو کے — سب آگے رکھدیا لاکر گرو کے
تو اوسنے کھول کر صندوق فی الفور — اوٹھاکر ہاتھہ سے اپنے بہر طور
وہ سلطان الزنا پر رکھدیا تاج — کہا قائم ہو تیرا حشر تک راج
گلے مین ڈالدی وہ اوسکی سیلی — خراج اک ملک کا تھا جو اکیلی
وہ سمرن ہاتھہ مین اوسکے بہائی — کہا اوسنے کہ مجکو اب کل آئی
جب اوسنے کشتیان اپنی منگائین — تو وہ سب وان کی لوگونکو لٹائین
کہا پھر اوس سے سلطان الزنا نے — دیا مجکو بھی ہے سب کچھ خدا نے
تمنا ہے ولیکن اب یہ میری — کہ مجکو بھی سمجھہ کر آپ چیلی
کرو اب بسترا میرے مکان مین — بہت سا پھر چکے سارے جہان مین
کہا اوسنے کہ ہان کرتے تو بسرام — ولے درویش کو کیا قید سے کام
کہا اوسنے کہ اسمین قید کیا ہے — تمھین تو یاد اوسکی مدعا ہے

پھر اسکو اور سوجھی ایک تدبیر | چنون کے گرد کی گنبد کی تعمیر
بنانے کو جو آئے وانکے معمار | گھڑے مین وہ چنے پھولے جو یکبار
پھٹی وانکی زمین اوبھری وہ صورت | ہوے حیران یہ سب دیکھکے اوسکی صورت
کیا یہ حال معمارون نے اظہار | تو دوڑا حسن کش جلد یسو مکار
کہا تشریف لائی ہے بھوانی | بڑی کی اوسنے ہمپر مہربانی
شتابی اوسنے پھر چندن منگایا | رگڑکر اوسکے ماتھے پر چڑہایا
گئے معمار سب جب اپنے گھر کو | اونہون نے کی خبر سارے نگر کو
لگے چھوٹے بڑے درشن کو آنے | لگے پان اور مٹھائی سب چڑہانے
کسی سے کچھ انہین درکار کیا تھا | کہ انکا اور ہی کچھ مدعا تھا
جو آتا دان تو کہتے کچھ نہ اوس سے | کچھ اپنے پاس سے اور اوسکو دیتے
یہ سلطان النسا نے سب سے حال | ہوئی مشتاق درویشونکی فی الحال

آنا سلطان النسا کا پاس درویشون کے اور کامیاب ہونا اون سبھونکا

سواری اوسنے پھر جلدی طلب کی | خود آرائی جہانتک تھی وہ سب کی
چلی سوئے گدا باہ و حشمت | تھے اوسکے ساتھہ سب ماہ شوکت
کئی اوسکی مصاحب یون تھین ہمراہ | ستارون مین ہو جیسے جلوۂ ماہ
قریب تکیدہ جسدم وہ آئی | کئی سو کشتیان ہمراہ لائی
سراپا اب دوبارہ کیا لکھو مین | یہ بہتر ہے کہ یعنی چپ رہون مین
جو کچھ تصویر مین اوسنے لکھا تھا | سراپا فرق اصل و نقل کا تھا
نظر اوسکو پڑا جب شاہزادہ | کیا تسلیم کا اوس نے ارادہ
وہ اوسکے پاس تک جسدم جو آئی | تو تا تھہ آئی مگر اوسکے خدائی

ہوے سب باندہتے ہی اوسکی عورت | جوان وناز نین وخوبصورت
لباس فقر تہا گو اسکے تن پر | ولے پہنے ہوے ہر ایک زیور
تہا شہزادیکا عالم اوسمین واللہ | ستارونمین نمایان جسطرح ماہ
گران قیمت تہا اوسکے تاج سر پر | سراسر جسمین تہے الماس وگوہر
گہر سیلی کے اوسکے وہ بناوے | ستارے کہکشان کی جو کہ لاوے
گہر سمرن کا ہر اک اسقدر تہا | ید بیضا سے بہی رخشندہ تر تہا
وہ مینا اور جواہر سے جڑا تہا | اور اوسکے ہاتہہ مونگے کا چھڑا تہا
مقام اوس شہر مین اک خوش فضا تہا | ہر اک نے بستر اوسیکا کیا تہا
اور اوسمین حسن کش تہا جو کہ ہشیار | نہایت ذوفنون دانا ومکار ؛
منگائی اوسنے اک پتہر کی مورت | گران قیمت نہایت خوبصورت
گڈہا پہر اوسنے اوس جنگل مین کہودا | قد آدم سے گہرا اور چوڑا ؛
کیے اوسنے بہرے اوسمین منگا کر | رکہی مورت وہ پتہر کی چنون پر
چنون پر اوسنے پانی خوب چھڑکا | اور اوسکو ڈالکر مٹی چہپایا
زمین کے کر دیا اوسکو برابر | کہ تا وہ پہول کر آجاے اوپر
ہنر یہ حسن کش نے کر لیا جب ؛ | تو شہزادیکو دان بہلا دیا تب
گیا پہر شہر مین وہ آپ تنہا | فقیرونکا گیا شہرہ ہر اک جا
بیان سب سے کیے اونکی کمالات | ہوئین مشتاق اونکی وانکی عورات
پہر اوسنے شہر سے لیکر کچہ دام | خریدا میوہ پستے اور بادام ؛
لے آیا رکھہ کے فرودونکی سر پر | جمائی یان فقیرون نے تہے بستر
کہ انکو دیکہہ کر جاوین جو فرودور | فقیرونکا کرین وہ حال مشہور
یہ بے پروائی سے بستر پہ بیٹہا | کیا بستی مین فرودرون نے شہرا

کیا جب شاہزادے نے یہ ارشاد — چلا وہ قافلہ واں سے پریزاد
ہر اک صورت تھی اوسمین ماہ تابان — وہ جنگل ہوگیا گویا پرستان
سوادِ شہر جو اک اسمین آیا — زمیندارون نے وانکے انکو دیکھا
وہان سے غیر تھی جو انکی صورت — تو سمجھے دلمین وہ انکو غنیمت
ہر اک کو لیگیا ہر اک زمیندار — کہان وہ شاہزادہ اور کہان یار
نہ تھا کچھ اختیار اسمین تھے مجبور — پڑے بیگانہ گھر مین مُلک سے دور
عجائب ایک نے اوسمین سے دیکھا — کہ جس سے اونکا سب مطلب برآیا
بڑی حکمت یہ اِنکے آگئی ہات — کہ وہ ڈورا گیا جو ٹوٹے اکرات
ہوا یہ مرد کی صورت اوسی آن — ہوے سب گھر کے اوسکو دیکھہ حیران
کہا جن ہے اِسے جلدی نکالو — حقیقت اِسکی سب بستی مین کہدو
غرض وہ گھر سے باہر اوسکے نکلا — پڑا اِس بات کا بستی مین غوغا
نکالا سب کو اپنے گھر سے ڈرکر — مع پوشاک اور اسباب وزیور
بجا شکرِ خدا ہر ایک لایا ❊ — ولیکن بہید کچھ اِسکا نپایا
کہا سب نے کہ یان سے تو ٹھہے ہم — ولے آگے بھی ہے ہمکو یہی غم
کیا اوس شخص نے سب سے یہ اظہار — سب اسے جسکے نکلے تھے یہ سب یار
کہ اوس ڈورے مین سب کچھ ہے کرامات — بنے گھر مرد اس سے گاہ عورات
تو شہزادی نے سُنکر یہ کہی بات — کہ ہے یہ پیر کی میرے کرامات
یہ کہکر ہوگئے وہ شاد وشادان — کہ ہاتھہ آئی ہمین مہر سلیمان
سبھون نے پھر تو ڈورے ہاتھہ لیکر — بنایا اپنا ہیبت ناک شاغول
چلے پھر وان سے بہیم وہ دل افروز — ستارون کی طرح باہم شب و روز
غرض سرحد مین جب اوسکی وہ پہونچے — تو اون نے درونسے بانہ ہے سب نے پہنچے

چلی ایسی ہوا اوس بنمین اکبار — کہ سب آندہی ہوے وہ شاہ اور یار
خدا جانے کہ سبکے دلمین کیا تہا — اوسیکا دہیان پر اوسکو بندہا تہا
اسی صورت کٹی جب تین رات — نہ تہا بن مین کوئی اِنکا بجز ذات
لگا ہر ایک کرنے داد و بیداد — تو اپنے پیر کو اوسنے کیا یاد
دعا کے ساتہہ وہ پہونچے جو بن مین — تو دیکہا ہے عجب رنج و محن مین
لب اپنا سبکی آنکہون سے لگایا — سمجہہ عیسی نے مُردونکو جلایا
پہر اونسے حسن کش نے یہ کہی بات — کہ اس امرِ اہم مین ہو عنایات
کسی صورت مراد اسکی بر آوے — جو خادم آپکا جلدی گہر آوے
کیا درویش نے یہ اوسکو ارشاد — کہ ہر دم کارساز اپنے کو رکہہ یاد
یہ کی عارف نے اِن پر مہربانی — ہو مطلب اِنکا اور اپنی نشانی
ہر اک واں جبکہ غافل ہو کے لیٹا — تو سبکے ہاتہہ پر ڈورا لپیٹا
یہ ڈورے مین رکہی تہی اوسنے تاثیر — کہ سب ہو جائین عورت مثل تصویر
عمل یہ کر کے وہ عارف عجائب — یکایک ہو گئے پہر واں سے غائب
مبدّل ہو گئی سبکی جو صورت — تو اس صورت سے آئی سبکو حیرت
کیا اسبات کو جو فکر اور غور — یہی سب نے کہا آخر کو فی الفور
کہ جیسے ہو گئے سب کور تہے ہم — اوسی صورت سے اب عورت بنے ہم
اوسی درویش کو اب کیجئے یاد — کہ ہووین اِس بلا سے جملہ آزاد
کیا پہر یاد اوس عارف کو سو بار — نہ آیا وہ ہوے یہ سخت ناچار
کہا سب نے کہ پہر اب گہر کو چلیے — کہانتک آتشِ حسرت سے جلیے
لگا سُنکر یہ کہنے شاہزادہ — نہین موقوف کرنے کا ارادہ
جو ہونا ہو سو ہو لیکن چلون گا — نہو گا کچہ تو اوسکو دیکہہ لون گا

ران
ایسمین

غرض پہونچا وہان گذری کئی ماہ — سواری کی جہان دشوار تھی راہ
وہان لشکر کو اپنے اوسنے چھوڑا — وہ فیل اور پالکی اور تخت و گھوڑا
کیا اک حسن کش اپنا فقط یار — ہوا وہ ناگہان چلنے کو تیار
رفیق و مونس و غمخوار جو تھے — مصاحب اور اوسکے یار جو تھے
سبھون نے عرض کی اوس سے یکبار — کہ ہمنے اسلئے چھوڑا ہے گھر بار
کہ تو تنہا اودہر ہو دشت و برمین — ادہر تکلیف کینچین ہم سفر مین
نہوا یہ کہ پھر تجکو نپاوین — تو پھر ہم شاہ کو کیا منہ دکہاوین
سوا اسکے بھی یہ ہمکو ہے الفت — نہین اگدم گوارا تیری فرقت
یہی بہتر ہے اب واللہ باللہ — کہ ہمکو بھی تو لیچل اپنے ہمراہ
کریگا تو نہ گر چلنے کو ارشاد — تو ہم ہین ساتھ تیرے مثل ہمزاد
غرض شہزادہ زیرک تب ہو کے ناچار — لیے ہمراہ اپنے ایک سو یار
بہت اودون نے واویلا مچایا — ولیکن اوسکے دلمین کچھ نہ آیا
چلا پھر حسن کش ہمراہ لے کر — گران قیمت جواہر اور کچھ زر
لباس فقر شہ نے کر لیا تھا — تھے سب چیلے گرو اوسکو کیا تھا
وہ جاتے روز و شب تھے دشت و برمین — دل مضطر تھا بس ہر اک کے بر مین
جہان تھکتے تھے وان بس بیٹھ جاتے — جو کچھ ملتا تھا بین مین سو وہ کھاتے
ز بس نازک جو تھا جد سے زیادہ — ہوا تھا آبلہ پاشاہ زادہ
وہ لے تھا عشق کی مے سے جو مخمور — سمجھتا آبلونکو تھا وہ انگور
نہ تھی محنت سفر کی اوسکو کچھ شاق — وہ تھا اوسوقت کا سرخیل عشاق
قرار اوس دہیا مین اوسکو کہان تھا — فلک کیطرح روز و شب دوان تھا
پڑا تھا ایک ہی وہ رنج منزل — ہوا اک اور اوسپر قہر نازل

وزیر سلطنت سب حاضر آکر — مچاتے تھے ہر اک وان شور محشر
کسیکی کوئی سنتا تھا نہ گفتار — ہر اک تھا اپنی حالتمین گرفتار
غرض جو شہر مین خرد و کلان تھے — سبھی اس درد سے گریہ کناں تھے
پر اس غوغے پہ کب رکھتا تھا وہ گوش — شراب عشق سے تھا وہ تو مدہوش
کیا چلنے کا پھر اوسنے ارادہ — بسوئے دوست تنہا پا پیادہ
جو دیکھا شہ نے دلپر غم ہوا سخت — لگا بیٹے سے کہنے کا ہے جوان بخت
اگر جاتا ہے جا پر مان یہ بات — کہ جاہ و حشمت شاہی بھی ہے لات
پدر کا اپنے اتنا تو کہا مان — گھٹی جاتی ہے اسمین کیا تری شان
جہان تک فوج کا ہووے گذارا — بھلا وان تک تو کر اسکو گوارا
بجا لایا وہ فرمانا پدر کا — کیا اقبال اپنے کر و فر کا
یہ سنتے ہی ہوا شہ خرم و شاد — وزیرونکو ہوا فوراً یہ ارشاد
کہ ہان جلدی سے ہووے حسب دلخواہ — دواب بادشاہی اسکے ہمراہ
مصور حسن کش تھا بسکہ ہشیار — جواہر بھی لیا اور فوج جرار
غرض جب ہو گئی با کل تیاری — تو شہزادے نے منگوائی سواری
شہ بہرام نے تب ہو کے ناچار — کہا رخصت ترا حق ہو نگہدار
اور اوسنے حسن کش کو پھر طلب کر — کہا سونپا تجھے مینے یہ دلبر
ہوا جسوقت وان سے وہ روانہ — تو سر پیٹے تھا اپنا یک زمانہ
ہوا باہر وہ شہزادہ وطن سے — نکل جاتا ہے جیسے جان تن سے
یہان ماباپ کی گذری جو حالت — لکھی جاتی نہین ہے وہ حقیقت
چلا وہ پھولتا شاداں و فرحان — کہ بلبل جا ہی جون سوئے گلستان
مقام اک جا نہ کرتا تھا وہ زنہار — چلا جاتا تھا بس دن رات ناچار

کیا عارف نے پھر شہ سے یہ ارشاد — کہ شاید بات وہ تجکو نہین یاد
وزیرون سے جو ہمنے کہدیا تھا — کہ ہوگا شہ کا اہل عشق بیٹا
سو یہ تو عشق ہے بابا بہت خوب — کہین ہین اہل دنیا اسکو معیوب
اگرچہ یون ہین صورتین سب انسان — ولے بے عشق ہوتا ہی کب انسان
کہا شہ نے کہ یہ تو سب بجا ہے — پر اپنے دل کا جو کچھ مدعا ہے
سو وہ اب آپ پر بالکل کھلا ہی — کوئی میرا نہین اسکے سوا ہے
جہانگی اسکے خاطر خاک جہانی — رہے دنیا مین تا میری نشانی
یہ میرا وارث دیہیم ہووے — کہ شاہنشاہ ہفت اقلیم ہووے
گدا ہوکر سو اب یہ پا پیادہ — جدا ہونے کا کرتا ہے ارادہ
گیا یان سے اگر اب یہ جوان بخت — تو ہوگا کون میرا وارث تخت
کہا عارف نے پھر سنکر کہ ای شاہ — مذے دلمین تو اب اس وہم کو راہ
یقین ہے تجھسے اسکا ہوگا بہتر — جلال وجاہ اور اورنگ و افسر
خدا پر چھوڑ دے اب اسکو ای شاہ — اگر جاتا ہے یہ تو روک مت راہ
کیا خوف ورجا سے اوسنے تسلیم — کہ تھی اسمین توقع اور کچھ بیم
غرض جاتا ہی شہزادی کا ٹھہرا — ہوا اوس شہر مین اک حشر برپا
گیا رتا محل مین شاہ مہرام — پڑا یہ شور واں گویا کہ کہرام
ہوئی بخش سنکے مانبیٹے کی رخصت — کہا ہی ہی پڑی کیا سر پہ آفت
بلا بیٹے کو بولی اے جوان بخت — تو اپنا کہوئے گا کسواسطے تخت
لگا نہ تو نے غیرون کو کیا آہ — لگانون کو کیا بیگانہ واللہ
اگر جاتا ہے تو اے میری فرزند — تو پہلے کر زمین کا مجکو پیوند
ہر اک عورت وہان با آہ وزاری — بیان کرتی تھی اپنی بیقراری

یہ سُن سُن کر لگا کہنے جوان بخت — کہ اب ہے آسمان دور اور زمین سخت
عجب اک محنصہ مین ہون گرفتار — کہ محکو ہو گئی ہے زیست دشوار
یہی لازم ہی بیٹے کو بمقدور — کرے مرضی پدر کی تا لبِ گور
ولیکن یہ تعلق دل سے سب ہے — نہ دل کہنے مین ہو تو پھر غضب ہے
سو وہ حالت ہوئی ہی مجھپہ طاری — بیان کیا کیجے اپنی بیقراری
ادب سے دور ہے اب اوسکا اظہار — حضورِ شہ کہے کیونکر گنہگار ؛
یہی منظور ہے اب آپ کو جو ؛ — بُلا کر پوچھہ لیجے حسن کش کو
کہا کر عرض حالِ شاہزادہ — کہ جاتا کیون ہی یان سے پا پیادہ
یہ ہو کر شاہ اب با خاطرِ ریش — بنا کسوا سطے ہے شکلِ درویش
غرض جو کچھ تھی شہزادی کی حالت — کہی سب من وعن اوسکی حقیقت
بیان کی شکل سلطان النسا کی — کہ گوناگون ہے کیا قدرت خدا کی
عجب وہ شہر ہے شہرِ طلسمات — کہ شہ عورت ہے اور ہی فوجِ عورات
بجز درویش کے مرد اکہہ مارا — نہ دیکھا مرد کا اوسنے گذارا ؛
بہر صورت کیا اوس ملک مین غور — مہم کا بھی نہین ہے اونسجگہہ طور
پر اک تدبیر ہی اوس سے زیادہ — رہے موقوف جس سے شاہزادہ
کہ وہ درویش روشن دل ہی جنکا — توکل جنکے باعث سے ہے انکا
اب اونکی خدمتِ عالی مین جاؤ — اونہین یہ ماجرا کہکر سُناؤ
پسند اوسکو کیا حضرت نے فی الحال — سُنایا اونکو جاکر سب یہ احوال
اونہون نے شاہ پر جو رحم کھایا — وہین لیں شاہزادے کو بُلایا
بلا کر اوس سے پوچھی سب حقیقت — ہوے خوش سُنکے وہ اہلِ طریقت
کہ خوش آتا ہے عاشق عاشقونکو — رکھے ہے دوست فاسق فاسقونکو

سو یہ ممکن نہین تمسے ارادہ — گدا جسطرح ہووے شاہزادہ
مجھے تمسے نہ یہ مدِ نظر ہے — اسی باعث یہ بندہ حیلہ گر ہے
جوان بخت اوس پر یکایا تھا جو مدہوش — بھرا تھا دلمین اوسکے عشق کا جوش
مصوّر سے کہا اوسنے کہ نادان — عجب تقریر ہے تیری پریشان
اوٹھائی زر کی خاطر تو نے آفات — نہوگا مجھسے یہ بھی طرفہ ہے بات
نہایت جان پر ہوتی ہے تکلیف — بہر صورت وہان لے چلیئے تشریف
رہا یہ جسم سو ہے راکھ کا ڈہیر — بچائے گر وہان تو ہے یہ اندہیر
بہر صورت غرض ٹھہری یہی بات — کہ چلیئے اب وہان بے خوفِ آفات
بقولِ مولوی جامی ہے اب کد — برائے دوست باشد ہر چہ باشد
یہ کہکر وہ ہوا چلنے کو تیار — ہوے حیران سب اوسکے یار و غمخوار
خبر داروں نے یہ شہ کو خبر دی — پھری سنتے ہی اوسکے مُنہ پہ زردی
کہا گھبرا کے اوسنے کیا بلا ہے — بتاؤ تو یہ کیسا ماجرا ہے
کہا لوگون نے اے شاہِ جہانگیر — بلائے سلطنت تھی بس یہ تصویر
اوسی نے اوسکو دیوانہ کیا ہے — سبھی اپنون سے بیگانہ کیا ہے
یہ سنتے ہی زراہ بیقراری — سواری کی نہ کینچی انتظاری
چلا وہ اوسطرف کو پا پیادہ — جہان بیٹھا تھا مضطر شاہزادہ
جو ہین جاکر پسر کا حال دیکھا — ہوا آنکھون سے جاری اوسکی دریا
لگا چھاتی کہا شہ نے جوان بخت — نکر ویران تو میرا تاج اور تخت
خدا کے واسطے کہہ اپنا احوال — فدا بیخبر ہے میرا جان اور مال
مجھے فضلِ خدا سے ہی یہ مقدور — جو کچھ دنیا مین ہووے تجکو منظور
اشارہ مین وہ اب ہوتا ہے موجود — بیان تو کر تری جسمین ہو بہبود

کہا دلمین یہ اپنے حسن کش نے ابھی چھوڑا ہے مجکو کشمکش نے
کوئی دن عیش کرلون مال وزر کا پھر آگے جو کہ ہونا ہو سو ہوگا
کلام اللہ مین آیا ہے فقرا کہ ہوتا ساتھہ ہی ہے عسر لیسرا
کیا چندے تو اوسنے عیش وعشرت پھر آگے ناگہان آتی ہے آفت

بلانا شاہزادے کا حسن کش مصور کو اور ہمراہ اوسکے جانا طرف حسین آباد کے

کسی دن شاہزادے نے بلا کر کہا اوسسے کہ سن تو اے ستمگر
کرے ہے تو تو ہر دم عیش وآرام ہوا جاتا ہے میرا اب یہان کام
اب اسکی فکر کر ہو جس سبب سے نہین ڈرتا تو سلطانی غضب سے
جو کچھ تو نے کہا سو مینے مانا نہین اوسکام کا اب تک ٹھکانا
نہ تو نے شاہ سے وان کا لیا نام کہ تا وہ بھیجتے خط کرکے ارقام
نہ مجھسے وانکی کہتا ہے حقیقت مجھے غم دیکے تو کرتا ہے عشرت
یہی حق مین ترے واللہ ہے خوب کہ کر اوس کام کا تو جلد اسلوب
ہوا بیزار اوسدم وہ جوان بخت کہین کچھ اور بھی باتین اوسسے سخت
تب آخر حسن کش زچ ہوکے ناچار کیا سب سختیون کا وانکی اظہار
سُنائی سرگذشت اپنی کی تقریر کہ مینے اسطرح کھینچی تھی تصویر
دکھانے کا مجھے ہے تمسے اقرار سو مین اوس قول پر ہر دم ہون تیار
مگر تم سوچ لو ان سختیون کو جو کچھ مینے کیا وہ تم سے کب ہو
ولیکن عرض ہے ساتھہ اسکے اک اور کہ درویشانہ وان جانیکا ہے طور
کسیکی وان نہین چلتی حکومت فقط درویش کو دی ہے اجازت
اگر ہو کر گدا چلیے مرے ساتھہ تو سلطان الگنا آئے ترے ہاتھہ

کوئی اب حکمت ایسی بیان یہ کیجے | کہ خوش ہو شاہ اور کچھ اس سے لیجے
تو اوسنے دست بستہ ہو اوسیدم | کہا اک عرض ہے اے شاہِ عالم
ہوا ارشاد کہہ بیان عرض کیا ہے | بیان کر جو کہ تیرا مدعا ہے
تب اوسنے عرض کی یہ ایکبار ی | کہ ہے گر آپکو یہ بیقراری
اگر سن پائے گا شاہِ جہاندار | تو کھینچے گا مجھے وہ برسرِ دار
تو وہ صادق مثل ہے بیان کسیکی | گنہ لازم ہے اور برباد نیکی
مگر یہ مصلحت ہے ہو جو مقبول | کہ آپ اب اسکے غم کو جائیے بھول
عطا کیجے مجھے اب خلعتِ زر | کہ تا ہو مہربانی شہ کی مجھپر
پھر اسکا قول لو مجھ سے بتدبیر | دکھا دون اوسکو جسکی ہے یہ تصویر
یہ سنکر اوسنے اپنے دلمیں خوش ہو | لگا چھاتی لیا پھر حسن کش کو
دیا خلعت بھی اور اپنا قلمدان | کہا تو ہے ہمارا میر ساماں
خبر شہ کو ہوئی ارزے اخبار | بہت خوش ہو گیا وہ دلمیں یکبار
کہا جلدی سے حاضر حسن کش ہو | کیا خوش اوسنے ہمکو وہ بھی خوش ہو
اوسے تب لیگئے جلدی بہ اکرام | جہان رونق فزا تھا شاہِ بہرام
یہ جاکر وان بجا آداب لایا | کیا شہ نے مقرر اوسکا پایا
عطا کر خلعت و جاگیر و منصب | لگا شادی کا اوس سے پوچھنے ڈھب
تو اس نے عرض کی ای شاہِ اعظم | نکیجے آپ کچھ اس بات کا غم
یہ جس صورت سے کھنچ آئی ہے تصویر | تو شادی کی بھی ہو جاویگی تدبیر
ہوا پھر اوسکو جب رخصت کا ارشاد | تو آیا گھر کو اپنے خرم و شاد
اوسے جب مل گیا انعام و جاگیر | تو شہزادے نے کی اوس سے یہ تقریر
کہ تو نے جو کیا تھا قول و اقرار | بجا لا اوسکو اب اے یارِ غمخوار

بس اوسکو دیکھتے ہی شاد و خرم ہوا یکبارگی وہ شاہ اعظم
کیا بذل کرم پھر حسن کش پر کہا یہ خانساماں کو بلا کر
کہ بیچے پونچھنا تصویر کا مول جواہر مین اسے پہلے تو دے تول
دیا پھر خانساماں نے جواہر گران قیمت مصور کے برابر
پھر اسکے بعد کی شہ نے یہ تقریر کہ دیکھی اندنون مین لاکھہ تصویر
جو دیکھا ہمنے اسکو از رہ غور نپائی ایک بھی بہتر کسی طور
یقین ہے گرچہ ہے حق کا ارادہ پسند اسکو کرے گا شاہزادہ
کہا تصویر دیکر حسن کش کو اسے اب شاہزادے کو دکھادو
پسند اوسکو اگر آیا ترا کام تو خاطر خواہ تو پاوے گا انعام
مصور کرکے آداب جہاندار چلا حضرت مین شہزادی کی یکبار
سنی تھی اوسنے آگہی یہ تقریر کہ اک لایا پرستان سے ہے تصویر
نہایت حسن مین مشہور آفاق جوان بخت اوسکا بیٹا تھا بھی مشتاق
خبر سنتے ہی جلد اوسکو بلایا اور اوسنے جاکے وہ کاغذ دکھایا
نظر اوسکو پڑی جسدم وہ تصویر لگا سینے مین اوسکے عشق کا تیر
نظر کے ساتھہ گھیرا اوسکو غش نے کیا شکر خدا تب حسن کش نے
افاقہ جب ہوا اوسکو تو ہر آن وہ اوس تصویر کے ہوتا تھا قربان
مصور سے کبھی کہتا تھا یہ بات کہ تونے حسن کش کی ہے کرامات
کبھی آنکھون سے تھا اوسکو لگاتا کبھی مچلی کی صورت تلملاتا
کبھی حیران ہوکر اوسکو تکتا کہ گویا ہوگیا تھا اوسکو سکتا
مصور نے جو دیکھا اسکا احوال تو سوچا دل مین اپنے وہ بفی الحال
یہی حالت رہی گر اسکی تا شام تو اس آغاز کا ہوگا یہ انجام

نہ تھی تصویر جو ایسی بنی تھی — سنہ گویا وہ ملک ہند کی تھی
خیال حسن کش نے کی یہ تدبیر — کہ فرمان وزارت ہی یہ تصویر
ہوا تصویر لے وانسے روانا — جہان رہنے کا اوسکے تھا ٹھکانا
نہین تھکتا تھا وہ تھا بسکہ خوشدل — چلا جاتا تھا وہ منزل بمنزل
غرض اک لعبہ مدت قصہ کوتاہ — ہوا وارد وہ گہر مین اپنے ناگاہ
ہوئی زن اوسکی خرم اور خوشحال — کیا پھر اوسنے استفسار احوال
حقیقت من و عن اوسنے بیان کی — وہان جانے کی آنے کی یہان کی
رکھی تصویر وہ گہر مین چھپا کر — نہ لایا ذکر بھی اوسکا زبان پر
خوشی سے اوسکو وہ گہر مین کٹی رات — سحر کو اوسنے کی سب سے ملاقات
جہان تک اسکے تھے اہل زمانہ — عزیز اور آشنا یار اور یگانہ
ہر اک کی خیریت کا حال پوچھا — اور اوسنے شاہ کا احوال پوچھا
کہ یعنی سنہ نے جو کی تھی منادی — کہین ٹھہری بھی شہزادی کی شادی
وہ بولے کی بہت حضرت نے تدبیر — منگائی تھی مگر اک لاکھ تصویر
ہر اک تصویر لیجا کر دکھائی — پسند اوسکو مگر کوئی نہ آئی
یہ سنکر حسن کش کا دل ہوا شاد — ہوئی یعنی نہ محنت اپنی برباد
ہدف پر جانکر پہونچا ہوا تیر — چلا لیکر وہ اپنے گھر سے تصویر
در دولت پہ جاکر اوسنے فی الحال — کہا یہ عرض بیگی سے سب احوال
یہ کی عرض اوسنے جاکر بعد تسلیم — کہ اے فرمانروائے ہفت اقلیم
مصور ایک ڈیوڑھی پر ہے آیا — پرستان سے ہے وہ تصویر لایا
کیا ارشاد شہ نے تب یہ خوش ہو — کہ ہان جلدی سے حاضر حسن کش ہو
وہ جاتے ہی بجا آداب لایا — پھر اوسکے بعد وہ کاغذ دکھایا

مصور کو کہان یہ دست قدرت ۔۔۔ ید قدرت کی جو کینچے نزاکت ؛

جہان تک دست رس تہا اوسکا ناچار ۔۔۔ لکہا ہاتہہ اوس پر لیکا گو تہا دشوار

مصور نے لکہا جب اوسکا پہنچا ۔۔۔ لبون پر دم تب اوسکا آن پہنچا

نظر خود اوسکی پہنچے پر تہی حیران ۔۔۔ وہ تہا چون پنجۂ خورشید تابان

نہ کیون لکہنے مین اوسکی ہو شش و پنج ۔۔۔ ید بیضا کو جسکے رشک سے رنج

وہ سینہ آینہ سا تہا چمکتا ۔۔۔ ہر اک حیران ہو کر جسکو تکتا

عجب سینے پہ اوسکے دو نشان تہے ۔۔۔ بہار حسن کے جلوے عیان تہے

مصور مین ہنر تہا گرچہ ذاتی ۔۔۔ ولیکن اوسکی متی ایسی نہ جاتی

کہ ڈالے ہاتہہ سینے پر لیکا یک ۔۔۔ مہ و خور کی رکہے جنبک نہ عینک

غرض اوسنے بہی ایسا ہی بہرا رنگ ۔۔۔ کہ ہووے آینہ بہی دیکہکر دنگ

جب اوسپر نور کے قبے بنائے ۔۔۔ تو پورے چاند دو اوسپر لگائے

شکم اوس بحر خوبی کا تہا نایاب ۔۔۔ متین لہر مین حسن کی اور ناف گرداب

مصور کس طرح سے اوسکو لکہہ پاے ۔۔۔ کہ جسمین عقل غوطے سیکڑون کہاے

ولے تصویر کا تہا یہ تو بانی ۔۔۔ نہ بہزاد اوسکا بانی تہا نہ مانی

شکم کو اسطرح سے اوسنے لکہا ۔۔۔ کیا کوزہ مین گویا بند دریا

سراپا اوسکا آگے کیونکہ لکہتا ۔۔۔ کہ پوشیدہ تہے اوسکے سارے اعضا

بدن نیچے تہا سب مستور یہی تہا ۔۔۔ سوا اسکے ادب سے دور یہی تہا

کہنچی تصویر سلطان النسا کی ۔۔۔ مصور سے یہ تہی قدرت خدا کی

جب اوسکی شکل ایسی کہینچ پائی ۔۔۔ تو ہاتہہ آئی مگر اسکے خدائی

کیا پہر اوسنے جانے کا ارادہ ۔۔۔ جہان روشن فزا تہا شاہزادہ

جو تصویر اوسکی کاغذ پر لکہی تہی ۔۔۔ کروڑونکی وہ گویا ہنڈوی تہی

ن نمبر عکس ہے اس صفحہ کا

مصوّر سن ہوا تھا دیکھکر کان ۔ کہ اوسکے کھینچنے کا تھا نہ امکان
رکھے اوّل تو اوستے کان پر بات ۔ ہوئی اوستاد کی جب کچھ عنایات
پھر اوسنے کان اس خوبی سے کھینچے ۔ کہ مانی دیکھ جسکو کان پکڑے
کھنچین ابرو نہ اوس سے حسب دلخواہ ۔ لگاوے اوسکو وہ جب تک نہ دو ماہ
ہوا تھا کھینچنا مژگان کا دشوار ۔ کہ سنگینین رہے پلٹن تھی طیار
پھر اوسنے اپنے سینے کو سپر کر ۔ لکھین مژگان نگراک پل مین ڈر کر
کھنچین کیونکر وہ آنکھین مست و سرشار ۔ کہ ہووے دیکھنے سے جنکے بیمار
اگرچہ خوف جان لکھنے مین تھا پر ۔ لکھا اوسکو بھی آنکھین بند کر کر
بنایا رنگ اوس بینی کا جسدم ۔ غرض آیا تھا اوسکا ناک مین دم
نکیونکر شمع موی جلکے ہو خاک ۔ وہ بینی عیب بینی سے تھی بس پاک
تھی رخ پر بینی باریک یک سو ۔ کہ ہو در نخف مین جسطرح مو
کرون کیا منحرین مین اوسکی تقریر ۔ دو چشمی حرف ہا ہوز ۱۲ سے وہ تھی قرآنمین تحریر
دہن کا اوسکے کیصورت بھری رنگ ۔ بنایا جب تو یہ از بس ہوا تنگ
غرض ہر وجہ اکمل ہی سے ناچار ۔ لکھا اوسکا دہن تھا بسکہ دشوار
لبونکے کھینچنے نے یہ دیا زور ۔ مصوّر حسن کش پہونچا لب گور
وہ رخسارے تھی جو خورشید و مہتاب ۔ نلا سکتا تھا جنکو دیکھ مہ تاب
بمشکل گو کہ اعضا سب بنائے ۔ کوے پر اوس نے خندان نہ جھکائے
وہ تھا تحریر مین گردن کی حیران ۔ کہ اس سے پیچ ہے کیونکر نمایان
لکھا اوسنے پھر آخر رنگ پان یون ۔ بیاض اندر کوئی سرخی لکھے جون
لکھا سرخ و سپید اوسنے تھا اوسکو ۔ شفق پر جسطرح ابر تنک ہو
یہی کہتا تھا وہ ہیہات ہیہات ۔ لکھی جاتی نہین ہے مجھسے یہ بات

خواصولنسی جہر کو ایا جو اوسپر
تو آیا ہوش مین وہ نیک منظر

قدم تب چوم سلطان الہنا نے
کہا بہیجا ہے تمکو یان خدا نے

دعا کے ساتھ مجکو یاد کیجے
مرے اس شہر کو آباد کیجے

جو کچہ درکار ہو سو وہ ہے موجود
ہے مجکو آرزوے فضل معبود

کہا درویش نے ای شاہ والا
فقیر ونکو ہے بس یہ مرگ چہالا

ہمین درکار ہے حق کی محبت
سوا اسکے نہین کچہ اور دولت

رہون کسطرح جا تیرے مکانمین
کہ پہرنا ہے مجہے سارے جہان مین

دعا ہے یہ کہ رہو تو خرم و شاد
رہے تا حشر تیرا ملک آباد

بسلامت رخصت ہے تجہے شاہ عالی
رہے یا نا بترا اللہ والی ٭٭

یہ کہکر بستر اوان سے اوٹہایا
جو تہے چہوٹے بڑے سبکو دلایا

وہان سے چلکے فوراً پہر اوسی آن
نکالا اوسنے کاغذ اور قلمدان

کیا تحریر اوس کاغذ پہ خاکا
سراپا شاہ سلطان الہنا کا

لگا تحریر کرنے جب وہ اوسپر
تو ہر اعضا پہ تہا حیران دشمن

وبال اوسکو ہوے تہے کینچلی بال
مگر کینچے کہ بس یاور تہا اقبال

بلا کالی مین جا کر گہر گیا تہا
مگر واللیل پڑہ پڑہ کے بچا تہا

ز بس حیران تہا چوٹی کا تہا دہیان
وہ چوٹی کینچے مین تہا پریشان

کہ دیکہے ہی سے جسکے زہر چڑہ جاے
اگر وہ یک سر مو لہر پر آے

لکہا اوسکو مگر کہیل اپنے جی پر
کہ اوسکو یاد تہا کاٹے کا منتر

مصور سے کہنچے وہ مانگ کیونکر
کہ جسمین خضر بہولے ہر قدم پر

بد شواری مصور سے کہنچی مانگ
مدد استاد سے جب اوسنے لی ناگ

جبین کو اوسکی مشکل سے بنایا
کہ آدہا چاند جب اوسنے لگایا

جو کوئی دیکھتا خوش طور صورت — ہوئی جاتی تھی اوسکی اور صورت
خصوصاً وہ جو تھین اوس شہ کی ہمراہ — کوئی زہرہ کوئی مہر اور کوئی ماہ
اور اوسکی شکل کو تو وہ تباوے — جو اوسکے دیکھنے کی تاب لاوے
اور اوس شہ نے زمانے سے نرالا — بنایا آئین تھا اپنا نکالا +
کہ دیکھے جواب مین تھی مرد کو جو — نکلواتی تھی آنکھین اوسکی بدخو
مگر درویش کو ازراہ شفقت — فقط اک سیر کو دی تھی اجازت
وہ شہر عورات سے بالکل لبا تھا — تو نام شاہ سلطان البنا تھا
حسین تھے وان کے ساکن خاص اور عام — تو اوس بستی کا حسن آباد تھا نام
وہ بستی حسن کش کو جو خوش آئی — در دولت پہ جا دھونی رمائی
بچھایا اور یہ اپنے مکر کا دام — کہ حاضر جس سمی ہون سب خاص اور عام
کسی سے بات یعنی کچھ نہ کہتا — پڑا البتہ اپنے چپ وہ رہتا
رکھا میوہ کچھ اک پوشیدہ لاکر — یہی کی فکر کھانے کی مقرر
کئی دن اسکو جو گذرے اسی طور — لگے ہر ایک کرنے اسکا پھر غور
یہی ٹھہری کہ ہے درویش کامل — ہوئے چھوٹے بڑے سب اسکے مائل
ہوا یہ گوش زد اوس بادشا کے — کہ یان آئے ہین اک عاشق خدا کے
تمہارے حال پر فضل خدا ہے — در دولت پہ جو بستر کیا ہے
سنا اوسکو جو یون مشہور آفاق — ہوئی پھر بادشہ زادی بھی مشتاق
غرض اکدن چلی وہ پا پیادہ — قدمبوسی کا اوسکی کر ارادہ
جواہر کی بہرین پھر کشتیان سات — برائے نذر لائی شاہ عورات
جب آئی پاس اوسکے وہ پرتوش — تو اوسکو دیکھتے ہی کر گیا غش
ہوئی حیران جو دیکھا ایسا احوال — گلاب اوسنے منگا کر گھوسی فی الحال

شہر مین اپنے لاثانی مقرر — وہ تھا بہزاد اور مانی سے بہتر
یہ کی بی بی نے اوسکی اوس سے تقریر — کہ تو بھی کھینچ اک اچھی سی تصویر
اوسے لیجا کے شہزادیکو گذران — یقین ہے تجکو منصب کا اوسی آن
کہا اوسنے کہ سچ ہے فی الحقیقت — اگر اوسنے کہا لا اسکی صورت
تو ویسی شکل مین شئی بتاون — مبادا قہر سلطانی مین آؤن
ولیکن اس سے ہے یہ بات بہتر — کہ اک مدت جہانکی سیر کر کر
اگر ہلجاے کوئی شکل ایسی — بسی میرے تصور مین ہے جیسی
تو اوسکی شکل کو مین کر کے تحریر — دکھاؤن شاہزادیکو وہ تصویر
اگر پونہچے تو مین اوسکو بتادون — نشان ونام کا اوسکے بتادون
کہا بی بی نے اوسکی ہے یہ بہتر — جدہر ہو جسن تو وان کا سفر کر
یہ سنکر اوسنے کی جلدی تیاری — سواری کی نکی پھر انتظاری
پرستان کا کیا اوسنے ارادہ — چلا تنہا اودہر کو پاپیادہ
ہنر کا اپنے اوسنے چھوڑ سامان — لیا کاغذ کا تختہ اور قلمدان
نہ خطرا تھا اوسے کچھ دشت وبن مین — لباس فقر پہنے تھا وہ تن مین
ہر اک بستی مین پھرتا تھا کئی دن — نہ بھاتی شکل کوئی اوسکو لیکن
اسی صورت سے بس منزل بمنزل — جہان کی سیر کرتا تھا خوشی دل
غرض پہونچا پرستان کی وہ جب پاس — وہان اس کام کی اوسکو ہوئی آس
کہ وان عالم تھا ہر بات کا تھا — وہ سارا شہر مستورات کا تھا
وزیر عورت تھی اور تھی شاہ عورت — ہر اک پیشہ سے تھی آگاہ عورت
سپاہی عورت اور عورت زمیندار — ہر اک خدمت مین تھی عورت ہی مختار
وہان دیوان اور منشی تھی عورت — غرض ہر کام وان کرتی تھی عورت

عجب کچھ حسن تھا اوسکا خداداد — تھی اوسپر عاشقِ مولا کی امداد
بلوغت کو جو پہونچا وہ جوان بخت — تو دلمین اپنے سوچا صاحب تخت
کہ شادی کی اب اسکی فکر کیجے ؛ — دل اپنے کا نکال ارمان لیجے
نہین دم کا بھروسا دم مین ہمکو — وہی بہتر جو اپنے روبرو ہو
سُنا جب شاہزادے نے یہ احوال — کہا اک ہمنشین سے اپنے فی الحال
حضورِ شاہ مین یہ عرض کرنا — مری جانب سے تو دل مین نہ دھرنا
کہ شادی کا نہ کیجے اب سرانجام — کہین نسبت کا میری ہو نہ پیغام
مین بے دیکھے نہین کرنیکا شادی — گدا زادی ہو یا ہو شاہزادی
پری ہووے پرستان کی دیا حور — نہین ہے محبوبے دیکھے وہ منظور
یہ سُنتے ہی ہوے غمگین و حیران — وزیرِ اعظم و ہم شاہِ ذی شان
وزیرون سے پھر اوسنے مشورت کی — کہ اب کیا کیجیے تدبیر اسکی
یہ سب نے عرض کی حضرت فی الفور — نہین اسکے سوا تدبیر اب اور
زمانے مین ہین جتنے اہل اسلام — وزیرو بادشاہ اُمرائے عظام
محل مین جسکے ہووے کوئی دختر — جوان نا تخدا تا بندہ اختر
شبیہ نازنین اوسکی منگالو — وہ شہزادیکو منگوا کر دکھادو
سوا اسکے نہین کچھ اور تدبیر — پسند آوے جو شہزادیکو تصویر
وہان نسبت کا پھر پیغام کیجے — اوسی نقاش کو انعام دیجے
ہوا ارشاد ہے یہ بات بہتر — اسی تدبیر کو رکھا مقرر
سُنی یہ بات سر خرد و کلان نے — کہ یہ تدبیر کی شاہ جہان نے

داستان آنے تصویر کی ملاحظہ شاہزادہ مین

اوسی دارالخلافہ مین بہ آرام — مصور تھا بڑا اک حسن کش نام ؛

در دولت پہ یون بجتی تھی نوبت
فلک تک ستور کی پہنچی تھی نوبت

جہان تک ناچنے والے تھے آئے
سبھون نے ناچ کر مجرے سنائے

بھگتیے بھانڈ اور سنگیت قوال
یہی گاتے تھے دیدیکو وہ سب تال

مبارک ہو جیو فرزند اور راج
رہے تا حشر قائم تخت اور تاج

وہ جو جو شاہ ہفت اقلیم کے تھے
کہ مالک تخت اور دیہیم کے تھے

کرون کیا اونکی دعوت کا میں مذکور
کہ جیسے شاہ کا ہوتا ہے دستور

ضیافت الغرض اسطرح کی تھی
نہ دیکھی تھی کسی نے نی سنی تھی

اونہین دیکر موافق اونکے خلعت
کیا بعد از چھٹی پھر سب کو رخصت

طواف بھانڈ اور نقال سب کو
دیا انعام جس لائق تھا جو جو

کیا فرزند دائی کے حوالے
کہ مثل دل بغل مین اوسکے پالے

تو وہ دائی بھی اوسکو مثل محرم
جدا چھاتی سے کرتی تھی نہ اکدم

ہوئی عمر اوسکی بسم اللہ کی جب
کیا شہ نے اوسی شادی سے مکتب

وہی نوبت وہی ناچ اور وہی رنگ
وہی بخشش وہی انعام کے ڈھنگ

معلم اک بڑا قابل بلایا
پسر کو اپنے مکتب مین بٹھایا

اتالیقون کو فرمایا کہ وان جایئن
فنون شہریاری اوسکو سکھلائین

کرین تعلیم اوسکو باری باری
سکھاوے کوئی گھوڑے کی سواری

کوئی سکھلائے اب اسکو فن تیر
نشانے کی کوئی بتلائے تدبیر

کوئی سکھلائے چوسر کوئی شطرنج
کسی فن مین نہو اسکو شش و پنج

کوئی خط اسکو نستعلیق سکھلاوے
شکستہ کی بھی کوئی وضع بتلاوے

لکھون تفصیل اوسکی مین کہانتک
وہ سیکھے فن جہانمین تھے جہان تک

ہوا جب چودھویین سن مین وہ داخل
تو ہر فن مین ہوا اوستاد کامل

یہ سُنکر خوش ہوا بس شاہ بہرام — کیا اوس شب محلمین جا کے آرام
ہوئے مصروف عشرت شاہ سلطان — صدف پر جیسے برسے ابر نیسان
ہوا چالیس دن مین پھر یہ عالم — کہ ہر یک شخص تھا بس شاد و خرم
غرض پورے دنون خاتون اعظم — ہوئی تو تھا یہ شہزادے کا عالم
چمکتا تھا شکم مین اوسکا یون تن — کہ ہو فانوس مین جون شمع روشن
اوٹھاتا کے شکم مین درد یکبار — مت سمی دائیان تھین وہان تیار
ہوئی جب دردزہ سے بیقراری — زبان پر شعر تھا یہ اوسکے جاری
الٰہی غنچۂ امید بکشای — گلے از روضۂ جاوید بنمای
تو لدیون ہوا وہ نخبت بیدار — صدف سے جیسے نکلے در شہوار
خوشی سے یہ ہوا بخشش کا نقشا — خراج اک سال کا دہقان کو بخشا
ملازم جسقدر تھے اونکو بھی عام — ہوئی اک سال کی تنخواہ انعام
ہوئی جب اسقدر بخشش کی حالت — مبدل ہوگئی عالم کی صورت
گدا سب ہوگئے اُمرا سے بہتر — ہوے اُمرا وزیرون کے برابر
وزیرونکو ملا یہ منصب وجاہ — کہ ہر یک جانتا تھا آپ کو شاہ
سب اوسنے پالکی اور فیل گھوڑا — دیے ہر اک کو گھر مین کچھ نہ چھوڑا
ہوا بخشش کا جو عالم یہ ناگاہ — گدا شہ ہوگئے اور سب گدا شاہ
ہوا منشی کو فوراً حکم عالی — کہ ہفت اقلیم کے جو جو ہین والی
روانہ کیجیے فرمان سب کو — کہ سمجھین فخر وہ اپنی طلب کو
تو جھٹ منشی نے لکھ لکھکر کرادی اُن — روانہ کر دیے ہر سمت فرمان
وہ شقے سب نے آنکھونسے لگائے — یہ قاصد سے کہا تو چل ہم آئے
تھی مہمانونکی کثرت اور مچی دھوم — جب آیا شاہ چین اور تخت روم

وزیرون نے جو کی ازبسکہ منت
ہوئی عرض اونکی مقرون اجابت

خوشی ہوکر سبھون نے اوٹھکی فی الحال
فقیرون سے کیا عرض اپنا احوال

کہ کہلاتا ہے یہ نائب نبیؐ کا ؛
یہ تمسے مدعا ہے اوسکے جی کا

جوان صالح ہے اور ہی وہ جو ن بخت
نہین رکھتا ہے لیکن وارث تخت

وہ اس غم سے کرے گا ترک دنیا
ہمارے سر پہ ہوگا حشر برپا

اسی غم سے ہے ہمکو بیقراری
سو ہم آئے ہین خدمتمین تمہاری

قدم رنجہ وہان تک کیجئے گر
تو ہووے شاہ کو تسکین مقرر

یہ سُنکر اونمین جو تھے ایک کامل
کہا آسان تیری ہووے مشکل

نہین کچہ وان کے جانے پر ہے توقف
دعا مین اوسکی ہم یان بہی ہین مصروف

میری جانب سے تم اوسکو یہ کہیو
کہ تو اس غم سے اب آزاد رہیو

ترے ہوگا پسر حکم خدا سے
گر ہوگا اس کا متق کی دعا سے

تو وہ بہی عشقباز زمین ہو غازی
حقیقی اسمین ہووے یا مجازی

ولے پیدا ہو جب وہ وارث تخت
تو اوسکا نام رکہیو تو جوان بخت

وزیرون کو ہوئی سُنکر یہ وحشت
ہوئے تسلیم کر رخصت

حضور شاہ خوش ہوکر وہ آئے
پیے آب سب نے جی بچائے

اور اوسکے بعد سب بولے مبارک
کہ فرزند آپ کو ہووے مبارک

یہ سُنکر شاہ کو آئی جو حیرت
سبھون نے عرض کی ساری حقیقت

یہ سُنکر قبلۂ عالم ہوئے شاد
کیا جاکر خدا نے ہمپہ ارشاد

کہ مُنہ توڑونگے یکسر کہولد راج
رہے کوئی قلمرو مین نہ محتاج

بموجب حکم کے لائے بجا وہ
جو کچہ ارشاد تہا سب کیا وہ

یہانتک زرفشانی کی بیک بار
کہ سب ہوگئے فی الفور زرد اور

تہا مشکل بھیر کو ایذا ذرا دے | اگر منہہ گرگ کے منہہ سے بھرا دے
لیا تھا وان سے قفسہا قون ذرستہ | حنا کا چور بہی نا دست بستہ
جو ہوتا شمعکی گھر چور پنہان | تو کرتے تھے اوسے سر ور چراغان
جو تہا اسطرح سے وہ ملک آباد | وہ رہتا تہا نہایت خرم و شاد
غنیمو نکا نہ تہا اوسکو کبہی غم | غنیمت جانتا تہا اوسکو ہر دم
مگر جیتی نہ تہی اولاد اوسکی | اسی سے طبع تہی ناشاد اوسکی
طبیبون نے بہی کی ہر چند دارو | نہ فرق آیا مگر اوسمین سر مو
جو عامل تہے وہ آئے اور فسونخوان | منجم مبید خوان بہی ارر مل دان
ہوئی عاجز تو پہر اوس شہ نے فی الحال | کہا دستور سے سارا یہ احوال
کہ سب کچہ کر چکا مین تا بمقدور | مگر حسرت رہی ہے ایک دستور
کہ اب یہ التجا فقرا سے کیجے | طلب فرزند جا فقرا سے کیجے
اگر اسکی طرف سے کچہ مدد ہو | یقین ہے تو بلا بالکل نہ رد ہو
بر آیا کام اپنا کچہ بہی واللہ | حکومت مال و حشمت شوکت جاہ
یہی بہتر ہے اسکو ترک کیجے | پیالہ جا کسی عاشق کا پیجے
مصمم کر کے یہ دلمین ارادہ | ہوا طیار چلنے کو پیادہ
وزیرون نے کہا ای شاہ اعظم | سفر کیجے نہ ہرگز آپ اسدم
خدا کی ہے جو یہ خلقت ودیعت | گئے تم تو یہ پاوگی اذیت
یہی بہتر ہے اب ای قبلہ عالم | کہ لاوین عارفان حق کو یان ہم
دل و جان سے کرین آپ اونکی خدمت | یہ اونسے عرض کیجے اپنی حاجت
یقین ہے آپ سے ای بندہ پرور | نہو ونگی وہ تا مقدور باہر
خدا ملتا ہے اسنر کی سبب سے | جو شکے کیجئے تحقیق سب سے

وہ دریائے سخاوت کے ہین گوہر — وہ بحرِ آشنائی کے شناور
وہ ہین کیا مکتبِ الفت کے اوستاد — کہ ہین شاگرد اونکے قیس و فرہاد
نہایت عاقل و زیرک خردمند — ہی اونمین دانش و بینش کا پیوند
بڑے دانا بہادر شعر گو ہین ٭ — ہر اک فن مین نہایت نکتہ جو ہین
کہا مجھسے زراہِ مہربانی — کہ موزون کرئی کوئی کہانی
بموجب اونکی فرمایش کے ناچار — لگے ہین اور لکھنے ہین چند اشعار
یہ میری عرض ہے ممتے سخندان — مرکب ہے خطا سے نوعِ انسان
بقدرِ وسع در اصلاح کوشند — اگر اصلاح نتوانند پوشند
تہا شاہ ہند جو ایک اہلِ اسلام — اوسے کہتی تہی خلقت شاہ بہرام
بظاہر والیِ ہندوستان تہا — حقیقت مین ولی شاہِ جہان تہا
خدا نے اوسکو بخشی تہی یہ ثروت — کہ ہفت اقلیم پر تہی اوسکی ہیبت
وہ استنبول کو اونے سمجہ کر ٭ — کیا تہا خرچ پان اوسنے مقرر
دیا کرتا تہا بیشک عجز کی راہ — خراج اوسکو ہمیشہ روم کا شاہ
جو اوسکے وقت مین خاقانِ چین تہا — سو وہ اونے سا اوسکا خوشہ چین تہا
وہ شاہنشاہ اوسکو جانتا تہا — تو اوسکی دہاک سے چین مانتا تہا
ملی جمشید کو تب شہریاری — جو کی مدت سے اوسکی آبداری
جو والی ماوراء النہر کا تہا — تو اوسکو میر بحری کر دیا تہا
یہ اوسنے قدر کی نوشیروانکی — عدالت کی اوسے داروغگی دی
تہے اوسکے فوج مین سالار لشکر — کئی مانند دارا و سکندر
یہ اوسکے عدل کا تہا رعب سب پر — کہ چڑیا نوچتی تہی بار کے پر
خفا ہو شیر نی کے ساتھ بکری — کہا کرتی تہی بیہودہ نہ بک ری

کوئی مدّاح اوسکا ہو سکے ہے — خدا جسکو محمدؐ خود کہے ہے
غلط ہے اوسکو گر کہیے خدا ہے — سوا اسکے جو کچھ کہئے بجا ہے
نبوت جو ہوئی بعد از چہل سال — کرے ہے عقل اس مدت پہ یہ دال
کہ یعنی میم کے جب کم عدد ہون — تو بیشک اوسگھڑی احمدؐ احد ہون
رہا اعداد تک اس سے ملا میم — پھر آخر ہوگیا احمدؐ بلا میم
وہ چاروں جو کہ اصحاب نبیؐ تھے — بلاشک واقف راز خفی تھے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ — یہ جو ان اربع عناصر تھے برابر
نبیؐ کے شہر سے ہے یہ نشان حیدرؓ — مدینہ علم کا یہ اور وہ ہے در
علیؓ را قدر ہر پیغمبر شناسد — کہ ہر یک خویش را بہتر شناسد
وہ سبطین نبیؐ دلبند زہراؓ — شہید اکبر و فرزند زہراؓ
چرا ہے دوش نبیؐ پر چشم بر دور — کہا جبریل نے نور اعلے نور

مناجات

الٰہی دور ہو صنعت سے یکبار — ہوا و حرص دنیا کر نہ دیدار
یہ تیر اکثرین بندہ ہے صنعت — اسے دے فضل سے اپنی محبت
رہے دنیا و دین مین اسکی عزت — نہ کوئی بند ہو دنیا کی حاجت
بچا دیجو اسے اعدای دین سے — کہ یعنی نفس شیطان لعین سے

آغاز داستان

کدہر ہے ساقی فرخندہ فرجام — شتابی دے مجھے تیار کر جام
کہ تا مین پیکے جام ارغوانی — لکھون اسطور کی نادر کہانی
سننے سے جسکے ہو ہر ایک ہوش — سر در آوے سبھونکو از رہ گوش
کہ میرے آشنا ہین اک مغل زا — ہی گوہر بخش بیشک نام اونکا

محبت گر نہووے نوستم ہو — کسیکا کیون کسیکو درد وغم ہو
محبت سے اگر خالی بشر ہے — تو وہ مثل شجر بے برگ وبر ہے
محبت سے اگر خالی ہو انسان — تو وہ انسان ہے یارو نہ حیوان
محبت شاہ کردے کمترین کو — دکھاوے آنمین چرخ برین کو ؛
محبت نے کیا ساجد کو مسجود ؛ — محبت سے ملا عابد کو معبود ؛
محبت سے ہوا قایم زمانہ — محبت غیر کو کردے یگانہ ؛
ذرا دیکھو محبت کے یہ سامان — محبت سے ملا ہے دین وایمان
حباب عشق کا مین کیا لکھون اوج — محبت جسکے دریا کی ہی اک موج
فلک نے بھی نہ بار اسکا اوٹھایا — کہ اسکا ایک عالم پر ہے سایا
سو اوس خلاق کی ہے یہ بھی اک شان — اسے جسنے بنایا اوسکو پہچان
جہان تک فہم کو ہووے رسائی — نظر آتی ہے بس اوسکی خدائی
ثنا مین اوسکی کیا بندی کو ادراک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک
وہ نیرنگی ہے سب رنگون مین معمور — تفاوت سے ہی پاس اور پاس سے دور
یہ نادانی سے اپنی بر طرف ہے — فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا سر طرف ہے
بداند ہر کسے کو اہل دید است — کہ در قرآن من حبل الورید است
نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُوْحِیْ کو جانو — تو کیون بہٹکے پھرو کہنا تو مانو
صفت کا اوسکی کیا انسانکو مقدور — پیمبر جسکی مدّاحی سے مجبور
سنا ہے مَا عَرَفْنَاکَ مصطفےٰ سے — ثنا ہو اوسکی کیا مجھ خاکپا سے

نعت

پلا ساقی شراب خاص کا جام — کروں جسکے نشہ مین نعت اقوام
ہے اوسکی نعت مین کیا محکبو ادراک — کہ نازل شان مین ہی جسکی لَوْلَاکَ

عبد
مدحکا

وہ ہے رنج والم سے پاک سبحان ولے ہے درد کا ہر اک کے درمان
وہ مایوسونکی بر لاتا ہے امید کرے ہے آن مین ذرہ کو خورشید
اگر محتاج پر وہ مہربان ہو تو اک پل مین وہ سلطان جہان ہو
نظر بھر کر جو دیکھے کمترین کو تو پہونچا دے اوسے عرش بریں کو
نگاہ قہر اوسکی جسپہ ہووے گدا ہو شاہ تخت اکدم مین کھووے
عدم کی سرزمین سے لے زر خاک بنائین اور سنے کیا کیا صورتین پاک
نشان ایسا دیا اوس بے نشان کو کہ پایا خاک نے کون و مکان کو
بنائے اور بھی کیا کیا طلسمات مہ و خورشید عنبر اور دن رات
کہین صحرا کہین دریا کہین بر کہین موتی کہین مونگا کہین زر
کیا اوسنے کسی کو صاحب تاج کسیکو کر دیا روٹی کا محتاج
کوئی عالم کوئی حکمت سے آگاہ کوئی عارف کوئی برگشتہ گمراہ
کوئی دیوانہ عاشق عشق مین چور کوئی معشوق حسن اپنے پہ مغرور
ولے جبا وسنے عالم کو بنایا تو دام عشق مین سبکو پھنسایا
محبت جنس نادر بے بہا ہے جناب عشق کا رتبہ بڑا ہے
اگر سوچو تو یہ جان جہان ہے محبت مغز اور جسم استخوان ہے
اگر خالق وجود اسکا بناتا بجز سلطان کوئی اوسکو نپاتا
نہ کچھ الفت فقط انسان مین ہے سبھی جن و بشر حیوان مین ہے
محبت کی نہ جو اسمین ترنگ آوے تو کیون پھر شمع کیجانب پتنگ آوے
اگر ہووے نہ اوسکو الفت گل جفائے باغبان کیونکر سہی گل
مگس مین بھی محبت گر نہوتی تو پھنسکر شہد مین کیون جان کھوتی
محبت گر نہ دیتا اوسکو مولا نکرتی پرورش فرزند کی ما



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھون توحید رب العالمین کی
بنا کی جسنے کل دنیا و دین کی

ہوا وہ بحر وحدت جوش زن جب
مرتب ہو گیا کون و مکان سب

وہ یکتا ذات جب کثرت میں آئی
بنی نیرنگ سے رنگین خدائی

وہ روشن نور قدرت اوسکا یان ہے
کہ جسکا پرتو کون و مکان ہے

سو کثرت عین کیا وحدت نے جب جوش
ہوئی تشریح سے تشبیہ ہم آغوش

ہوا وہ بحر مخفی جب ہویدا
کیا ہر ذرہ ہزار عالم کو پیدا

کیا ہر ایک کو نابود سے بود
ولیکن خود رہا ہر اک مین موجود

نگہبان مور سے لے تا مگس ہے
کس اور ہیکس سبھونکا دادرس ہے

نہ اوسکو نیک اور بد پر نظر ہے
وہی ہر ایک کی لیتا خبر ہے

وہ آب و خور سے خود رہتا ہے آزاد
ولیکن قوت ہے سب کا اوسے یاد

جو دیکھا غور سے تو ہے وہ معبود
سبھی عالم ہے ساجد اور وہ مسجود

جو کی بان نیت توحید ہمنے
بچھا کاغذ کیا سجدہ قلم نے

اوسیکا فرض پہلے جاننا ہے
قیام اوسکو ہے اور باقی فنا ہے

کرا مجال بہ پیشِ تو عرضحال کند — دہی بہ تیغ جواب ار کسی سوال کند
وصالِ یار میسر نمی شود گاہے — در اشتیاق اگر عاشق انتقال کند
مدام خاطرِ آشفتہ باشد عاشق اگر — ببوی زلفِ تو در خواب ہم خیال کند
ز کورچشمیِ خود میل دیدنش دارد — بشیخ گو کہ نہ این دعویِ محال کند
کشد چو نقشۂ آن رشکِ ماہ مانی چیز — چہ طاقت است مگر مشق چند سال کند
بماہ من نرسد چرخ گو مہِ خود را — بشکل بدر کند گاہ گہ ہلال کند
چو گفتمش کہ مرا گریہ لاحق است بہجر — بخندہ گفت کہ دارو ے آن کحال کند
شنو نبا بر تفریح از پے گلگشت — چو قصد باغچہ آن سرو نونہال کند
شود ز رنگ مسی سرمہ در گلو سوسن — ز رشکِ لعلِ لبش گل زبان لال کند

ہمین دعاست کہ سرسبز مزرعِ صنعت
طفیلِ پنجتنِ آن ربِّ ذوالجلال کند

امشب اندر خانہ ام مہمان بتِ مغرور باش — بشنود تا درد و غم از من صدائی دور باش
دیدہ و دلبستہ عاشق بر دلِ آزار کیست — بایدت اکنون دلا در رنج ہم مسرور باش
آرزیش روزے بخانہ آن بتِ مغرور را — در تلاشش او دلا مصروف تا مقدور باش
رشک مے آید مرا چون ہر کسی بیند ترا — زانکہ میخواہم بپرّد در دلم مستور باش
از جہان افتادہ ام دور و براہ دلبری — او بوقتِ وصل میگوید کہ صنعت دور باش
بر نیامد از تو امیدے کہ دلبر داشتم — ای بقربانت روم ناچار دل بر داشتم
من ز چشم افتادہ پیشِ مردمان کز بودِ مے — گر نہ ای ہمچشمِ طفلِ اشک ابتر داشتم
گفت بلبل الفتِ گل از قفس کمتر مرا — از چمن بہر بریدن قصد اکثر داشتم
لیکن ای صیاد مثلِ ماہیان با وصف پر — طاقتِ پرواز نتوان ہشت مگر پر داشتم
دل ز راہِ چشم مے آید بے آرام او — سایۂ مژگانِ صنعت دیدۂ تر داشتم

بهر تو گر روز و شب هر چند گردد آفتاب
نیست ممکن بهره یابد وصل گردد آفتاب

نیست او را چشم و بینی نی دهن نی دست و پا
پس چگونه ای پری مثل تو باشد آفتاب

چونکه بردارد نقاب از روی خود محبوب من
بی تکلف کمتر از ذره نماید آفتاب

زین سبب شکل پیاله مهر پیدا شد مدام
تا که او در ساغر خورشید نوشد آفتاب

بهر او گردند و می جویند بهرام و زحل
مشتری و ماه و زهره هم عطارد آفتاب

روبروی تاب او هرگز نمی گیرد قرار
روز و شب از ضولت او می گریزد آفتاب

گفت صنعت در عتاب وصلش بقول شاعری
یا الهی تا قیامت بر نیاید آفتاب

آن ملیح قند خوبر گر به ایام خندیده رفت
بر جراحت های من مشک و نمک پاشیده رفت

همنشین از من چه پرسی که جای من کجاست
او به پیش من مزاج غیر را پرسیده رفت

گر نه در دل دارد از پهلوم آن دلربا
پس چرا ای همنشین از من نگه دزدیده رفت

از دو بالم کی رهد صیاد من ای همصفیر
در قفس انداخته بال و پرم بریده رفت

شور و فریاد و فغان هر چند بنمودم ولی
آن بت مغرور هرگز بر عوض من نشنیده رفت

گفتم از سودای زلفت صد پریشانی مراست
سوی من نگریده و از غصه ها بخود پیچیده رفت

صنعت و فرهاد و مجنون پیش او خشنود شدند
در قمار عشق هر یک نقد جان بازیده رفت

تا عرش پر زند و پر ندارد ؛
جز ناله کس این هنر ندارد

صد حال بحال ان اسیرے
صیاد از و خبر ندارد

دارد سر عشق آن ستمگر
بر دوش کسے که سر ندارد

گویم چه دراز ئ شب هجر
تا شام دگر سحر ندارد

او سیمبرست و عاشق زار
صنعت چه کند که زر ندارد

نزاکت ہے شاید اوسکو میرے شور و غل مین — کیا ہے اسقدر یا بند جو زنجیر کا کل مین
خوشی آتا اوس پر یکو ہی مگر دیوانہ پن میرا

بھلا سرو و چراغان کو مین اب خاطر مین کیا لاؤن — کھلے گل جسم پر میرے پر طاؤس سے افزون
بجا ہی آپکو گر مالک دوزخ سہی نسبت دون — فراق آتش مہر رخ جانان سہی جلتا ہون
بنا خورشید محشر ہی ہر اک داغ کہن میرا

نہ خوف محتسب ہے اور نہ کچھ بلون سہی ڈرتا ہون — طریق عشق مین شیخ و برہمن جب گذرتا ہون
طواف کعبہ و بتخانہ مین یکسان ہی کرتا ہون — جہان مین جسقدر معشوق ہین مین سب پہ مرتا ہون
گروہ عاشقان مین کچھ علیحدہ ہے چلن میرا

پھرا ہون دور تا مین تو میان وادی ایمن مین — نہین رہتا بدن پر تار کپڑے کسطرح پہنون
ہوا ہی خوف ناصح کا تو اب یا چارہ ای مجنون — بدن پر عالم دیوانگی مین خاک ملتا ہون
ہوا وحشت کی جنبش سہی ہی خاکی پیرہن میرا

یہ صنعت ذکر کیا غمخوار مجکو جانکے حافظ — نہین کچھ جھوٹ اسمین یار ست اسکو مان اے حافظ
نہین کچھ چاہتا لوگون سے یا کچھ آلسی حافظ — شب و روز اس تمنا مین ہی سنئی نظم ای حافظ
کہ بعد از مرگ دنیا مین رہی قائم سخن میرا

مشفقے آنکو کہ آرد آن ستم ایجاد را — یا بہ پیش او برد ہمرہ من ناشاد را
مرغ دانا را خموشی در قفس ہم لازم است — این نمی باید کہ آزردہ کند صیاد را
ہیچ میدانی چو نالد بلبل بر برگ و چمن — زانکہ سر ہم بار باشد مردم آزاد را
میشود برباد در فرقت ہوا خواہ شما — ای صبا از من بگو آن خانہ آباد را
یارب اندر دام آن بیداد گر افتاده ام — ہر کہ آموزد جفا با طرز تو جلاد را
پیش بیگانہ دشمن گویم چسان احوال خود — ہر کہ آن انصاف دشمن نشنود فریاد را
جان شیرین داد صنعت تن بہ خسرو در گذاشت — بر سر خسرو نزد تیشہ چہ شد فرہاد را

خرخانہ بدوشی کے ذرا ہمنے نجانا | ہر رات پڑا ہے مجھے کالے کو کھلانا
کیا عشق ہوا طرۂ طرّار سے اونکے

ہر چند یہ کہنے کو بڑی بات بنائی | پر جھوٹ نہین خلق پہ روشن ہی یہ بھائی
کمر تو وہ سہاسی بھی تو دیتا ہی دکھائی | خورشید قیامت ہی کہان تاب یہ لائی
ہمچشمی کرے روزن دیوار سے اونکے

ہے سینۂ عشاق تو معشوق کا تو دا | اور تیر مژہ کا وہ ہدف روز ہی ہوتا
یہ حسن کے نیرنگ کا دیکھا ہی تماشا | ہے سرخیٔ پانکا لب معشوق مین ہی ہوکا
ٹپکے ہے یہ خون تیر کے سوفار سے اونکے

فرحت تو اوڑادی ہی تہی دل انہی سبکل | اور ہوپکی بھی بیٹھنی مین تہا ہی تامّل
رونیکی جگہہ ہے یہ کرے کیونکہ تحمّل | گل کھای تہی بلبل نے جو چہوٹا وطن گل
بوئی ستم آتی ہی چلی یار سے اونکے

صنعت جو ہو غم بیش اوسی کیجو گوارا | کچہ بن نہین آتا ہے ضعیفی کا تو چارا
تہا فقط ایسا ہی نہین حال تمہارا | کرتی ہین اب انسان ہی سلیمان سے کنارا
یا فخر تہا پریونکو کبھی پیار سے اونکے

دشمن تہی بہت چرخ ستمگار سے اونکے | تہی یاسن جنہین خوابمین دیدار سے اونکے
حاصل وہ ہوا طالع بیدار سے اونکے | کیا ہاتھہ لگا مصر کے بازار سے اونکے
یوہیں کوئی یوسف کو خریدار سے اونکے

تو راب جہیم اور گریہ کیا طوفان بن میرا | کہ جسمین ہوگیا ہی غرق گردن تک بدن میرا
نہ آیا کام ہرگز تیرنے کا کوئی فن میرا | نمایان اشک مین ہے نیلوفر آسا دہن میرا
ہوا گریہ کی دولت عین دریا مین وطن میرا

وفور زور وحشت ہوگیا ہی موسم گل مین | سراسر آگیا ہے فرق بھی صبر و تحمل مین

حال پر ترس مرے کہا نہ تہا یہ ممکن ۔ چشم قاتل مری دشمن ہے ہمیشہ لیکن
جیسی اب ہوگئی قاتل کبھی ایسی تو نہ تہی

دل گیا پہلو سی اور جان پہ آئی تکلیف ۔ کیا یہ عاشق کے لئے حق نے بنائی تکلیف
بارہا عشق مین دل کہو کے ہے پائی تکلیف ۔ ابکی جو راہ محبت مین اوٹھائی تکلیف
سخت ہوتی ہمین منزل کبھی ایسی تو نہ تہی

یا تو اغیار کی اغوا سی ہوا ہے بدل ۔ یا وہ خود آپ ہی دل سی کہیں پر مائل
کچہ یہ عقدہ نہین کہلتا ہی نہایت مشکل ۔ نگہ یار کو اب کیون ہی تغافل اے دل
وہ مرے حال سی غافل کبھی ایسی تو نہ تہی

روٹھنا ہر گھڑی ہر بات پہ کرنا تکرار ۔ خالی علت سے نہین مین تو نمانون زنہار
ہی نیا اندنون شاید ترا صنعت سی پیار ۔ اسپہ کیا جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار
خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نہ تہی

جب تنگ ہوا وعدۂ دو چار سی اونکے ۔ تب مینے کہا محرم اسرار سے اونکے
کچہ فرق بہی ہے وعدہ مین انکار سی اونکے ۔ حاصل ہنوا کچہ کبھی اقرار سے اونکے
محروم رہے آج بہی دیدار سے اونکے

ہر چند کہ کرتے ہین یہ دن رات مگس وش ۔ اور روشنی بہی کہتی ہین دونون وہ اگر سو
لیکن نہین ممکن کہ ہون تشبیہ مین یکجو ۔ اوترے ہوی ہین چرخ پہ خورشید و مہ نو
اعجاز رخ و ابرو و رخسار سے اونکے

کیونکر نہ بہلا کہیے انہین ہند کے ساحر ۔ انکو دل و دین دینے کو ہم ہوگئے حاضر
کیا کہیے کہ ہے سحر کی تاثیر یہ ظاہر ۔ کافر ہے کیا عشق بتان نے نہین آخر
تا بر رگ جان گتہہ گیا زنار سے اونکے

صد چاک دل اور درد کیا کرتا ہے شانا ۔ اور حال پریشان لہوا آنکہون سی بہانا

بغیر از یار کے تو موت ہی کی دن بہر کوئی
منہو جب تو ہی ای ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو دریا کو مے کو سیر بستان کو

کہا صنعت نے فرقہ دیو کا ناری مقرر ہے
فریق حور و غلمان نور سے مخلوق یکسر ہے
یہ خاکی ہے ولے لفظ خلافت ہی مشتہر ہے
بنایا ای ظفر انسان ہی کب خالق نے بہتر ہے
ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

عزت اغیار کو حاصل کبھی ایسی تو نہ تھی
اور صحبت بھی یہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی
خوی بد بھی تری قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ایک دم بھر بھی تجھے چین نہیں ہے زنہار
مرغ بسمل کیطرح تڑپے ہی کیون لیل و نہار
فکر میں اوسکی کروں مجھسے تو کیہ کر انہار
لیگیا چین کی اب کون ترا صبر و قرار
بیقراری تجھی ایسی کبھی ایسی تو نہ تھی

روشنی مہ میں ہو خورشید سی جیسے پیدا
یون ہیں معشوقونکو عشاق ہی دیتے ہیں جگا
پر یہ حیرت ہی نہیں تو نے یہ اب تک سمجھا
عکس رخسار نے کسکے ہی تجھے چمکایا
تاب تجھ میں مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

مثل نرگس مجھے حیرت ہی بھی اے گلرو
نہ تو کچھ میں ہی نیا ہون نہ نیا ہی کچھ تو
پیار کی نظرون سے اب دیکھا جو تو نے مجکو
تیری آنکھون نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

زلزلہ کیون ہی زمین پر یہ ہیں چیتے ہیون
کوئی اب عاشق بیتاب ہوا ہے مدفون
بیقرار ایسے تڑپتا ہی کوئی یا مخزون
یا ہی کوہان کوئی زندانمیں نیا ہی مجنون
آئی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

جیتم امید بھلا اوس سے مجھے تھی کسدن
کل نہ تھی جسکو شب و روز مری ایذا میں

یا تو اوسکا وصل ہو اب یا مرا ہو وے وصال | کچھ تو پوچھو دوستو فرقت کی بیمار دل کا حال
دن گیا نالہ سی اور شب بیقراری سے گئی

سو طرح کی رنگتین بدلا کیے لیل و نہار | آرزو اپنی بر آئی پر نہ اوس سے زینہار
جب سے اوسکی چشم کا بیمار ہو نہیں لشکہا | ایکدن بھی نہیں منہ وای حسرت شکل یار
مثل نرگس عمر اپنی انتظاری سے گئی

شامت اعمال ہے یہ کیجئے کسکا گلا | ہو گیا محکوم جو میں نفس اور شیطان کا
کیا کہون ایسا بتونکا دھیان دل سے جا گیا | مر گئے لیکن نہ کی افسوس کچھ یا رحذا
عمر کیسے کو گئی پر تیر مساری سے گئی

آہ صنعت رندی و مستی تری یہ تا کجے | دن بسر کرتا ہے اپنا تو بجا کر چنگ و نے
رات کو تو بدمست رہتا ہے پڑا تو پیکے مے | حیف ہے صد حیف ہے افسوس صد افسوس ہے
زندگی طالب تری بیاختیاری سی گئی

مبادا اس سی ہو صدمہ کسی سرو و چراغان کو | دیا آسیب ہو شاید کسی سیب زنخدان کو
تو اب ناچار ہو کر جسم کے اپنے بیابان کو | جلایا آپ ہمنے ضبط کر کر آہ سوزان کو
جگر کو جسم کو پہلو کو دل کو سینے کو جان کو

مکان ہی جسم مین مہمانکو لایق تو فقط اک دل | سو وہ بھی تنگی جا سے نہیں رہنے کی قابل
مجھی کو کثرت مہمانسی ہو تکلیف یہی حاصل | جگہ کیونکر نہ دون دلمین تیری باتہونسی اے قاتل
گنہگار یکو جہنم یکو بانک کو خنجر کو پیکان کو

تعشق مین یہی یارو حواس خمسہ اپنے ہین | جدا ہونے نہین اکدم کو ہم ممنون انکے ہین
رفیق و غمگسار اپنے نہین یہ آجکل سی ہین | ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین
الم کو یاس کو حسرت کو تنہائی کو حرمان کو

اگر ہو حور جنت یا پری سی ہو پری کوئی | وہ جیتا ہی اوسیکو دیکھکر جسمین مرے کوئی

کمان کی قیامت دم صور کسکا | بہر رنگ خود سیکند حشر برپا
عبث کرد بدنام رنگ حنارا

کرے ہے کوئی اسلیے مے پرستی | کہ نشہ مین اوسکے کرین عیش و مستی
مجھے تو یہی ہے بڑا لطف ہستی | زعشاق دنیا برم بیدستی
خدارا بیادر برم اے خود آرا

مجھے مسکے اسبات کو ہے بڑا غم | کہ نسبت سے ہے ماہ کی مجھپہ برہم
سود لمین ہے جاکر کہون اوس سے ہمدم | چہ تاب ار ترا ماہ پارہ بگویم
چہ نسبت بتو ماہ بیدست و پارا

نہین سوجہتا اب ہمین اسکا چارہ | کہان جائیگی اوس سے کرکے کنارہ
نہین دیکھی بن اوسکی صنعت گذارا | بہ بینم نگہ ساخت دل را دو پارہ
عجب صنعتی کرد یور نصارا

بیجزہ یہ زیست اپنی تیری بار یسی کٹی | ہر گھڑی ہر پل ہمین تو اشکبار یسی کٹی
یون تو اپنی عمر ساری بیقرار یسی کٹی | کل شب فرقت ہماری کیا ہی خوار یسی کٹی
کچہ کٹی زار یسی کچہ اختر شمار یسی کٹی ؛

دل دیا جسنے نسی ممنے تجکو او غفلت شعار | یا ترا رہتا ہے اکثر یا اجل کا انتظار
ہو کے اب ناچار کہتا ہون بحال اضطرار | کچہ وصال اور وصل مین اپنا نہین ہے اختیار
زندگی اپنی بہت بے اختیار یسی کٹی ؛

یاد ہی یان جاگتی سو نیمین تیری سیمبر | تو بدے اعیار سے یاد اور فراموش اب اوی مر
اور کبھی ہمکو نہین تم یاد کرتے بھول کر | آپ نے ہمکو کیا دل سی فراموش اسقدر
اور ہمین ہر پل تمہاری یادگار یسی کٹی ؛

زلف کی سو دمیر ابتو زندگی بھی ہی وبال | ہر شب تاریک مین رہتا ہے یہ مجکو خیال

اسقدر بے سروسامانی پہ سبحان اللہ | چرخ کے سات توے توڑ گیا ناوک آہ
سر نہیں پر نہیں یکان نہیں سوفار نہیں

تھا مزاج اپنا بھی درس آئینہ رو کی صورت | دم میں ہوتا تھا مکدر میں بھی تھی عادت
یاد وہ ہی میں ہوں اب اس دیدہ و دلکی دولت | صاف آداب محبت نے اوڑادی غیرت
یار بیزار ہی میں یار سے بیزار نہیں

مجکو پہونچایا در یار پہ غمخوارون نے | اور سفارش کی بھی ٹھہرائی مری یارون نے
کہا دھمکا کے یہ دربان نے اور عیارون نے | کیون لگائی ہی یہان بھیڑ خریدارون نے
کوچۂ یار ہے یہ مصر کا بازار نہیں

منفعل ہوتا ہون کر کر بھی ثبوت اپنی خطا | دور ہی پاس اد بسی جو کرون اسکا گلا
اپنے نزدیک تو صنعت ہی خموشی اولا | یار کہتے ہین کہ کم بخت خطا تو بھی نہ بولا
کیون رسا محفل جانان مین تجھی بار نہیں

یہ کشتی سے طوفان نے جوش مارا | ملی جسکی تہاہ اور نہ پایا کنارا
کیا ہجر نے حال ابتر ہمارا | رساند خبر کیست آن آشنا را
کہ طوفان گریہ کند غرق یار

کہین بھی سنا ہے بہم کفر اور دین | کہین ضد کی چیزین یہ یا ہم نہ دیکھین
مگر یہ کرامت ہے اے ماہ جبین | بہ پیش تو شرمندہ فرہاد و شیرین
لب تو شکر خا دلت سنگ خارا

بڑہا جبسی تہا آب طوفان کا بہیم | یہ طغیانی تب ہی ہوئی تھی بہت کم
دکہاتے ہین وہ سیر اب آب کو ہم | روانشد بہجر تو چشمہ ز چشم
بیا و بہ بین طرفہ تر ماجرا را

قیامت کرے ہے وہ شنگ مسیحا | جو ٹھوکر سے مردہ نکو زندہ ہی کرتا

تو لازم ہے رسن مین زلف کی میرا گلا باندہی

مری آنکھونسی مجھتبھی گری ہی وہ ہی کوئی دریا
سمندر توڑ جسکا اور طوفان اوسکا ہی نالا

یہ طغیانی سی جاری ہی ہماری چشم کا چشمہ
اگر سدِ سکندر ہے تو توڑی ہی جسپر بند اوسکا

کوئی دریای چشم تر کا پل باندہی تو کیا باندہی

زمیں ہون صید لاغر قتل گہ مین اوسکی مین یارب
یہی ہی خوف وہ مجکو کریگا قتل کا ہیکو

سو مینے اوسکی یہ تدبیر کی ہی اوسکو تم سُن لو
مین خواہان خنجر قاتل ہون اب دوست میرا ہو

بجای خنجر یاز و بر مرے آہن رُبا باندہے

سواد ہند مین تو ظلم کی اوسکی یہ ہی شہرت
کہ جلادِ فلک کو بھی ہی جس سی سر گرہی دہشت

مہنسا ہی دل مرا ایسی جگہ کیا کیجی صنعت
مین عاشق اوسکا ہون جو شوخ چشم اور سیاہ رو ہے

رسن گردن مین ہوی حسن کی بخطا باندہے

کوئی دیکھا ہی تمنے کاتبو ثمین اس تجمل کا
مطلع
کہ ہو سیماب رنگین اسقدر جسکے تو غل کا

دوات اک شگفتہ غنچہ ہی اور سوت سنبل کا
قلم ہی شاخ گل اور جامی کاغذ ہی ورق گل کا

خطِ گلزار مین لکھتا ہون قصہ عشق بلبل کا ؛

خدا کی گھر کا ہی ایدل وہ خاص خانہ زاد
مطلع
نبی کا قوت بازو برادر و داماد

سو کون شیر خدا جبرئیل کا اوستاد
صفت ہین اوسکی تو لاکھون ہی سب سے ہی زیاد

کسے کہ مولد او خانہ خدا ست علی است
پس اہلبیت خدا و ہم اہلبیت نبی است

خوابمین بھی وہ آتا کبھی دلدار نہین
اور دربار مین اب اوسکے مجھے بار نہین

کاش مرجاؤن یہ جینا مجھے درکار نہین
قطع امید ہوئی وصل کے آثار نہین

ہان وہ فرماتے ہین اکبار تو سو بار نہین

ہوتی اس تیر کی ترکیب اگر خاطر خواہ
تو زمانے مین نہوتی کوئی شی اسکی پناہ

اجل آتی ہے نہ محبوبہ شفا ہوتی ہے

یہ بھی ہے خوبیٔ مقسوم اوسے کیا کہیئے
یعنی ہر بات مین کچھ ساتھ مری ضد ہی اوسے

لطف اور شفقت و اخلاق تو ہی اک سہی
مین جو روتا ہون تو کہتی ہین مجھی ہنس ہنسکی

جو کرے عشق سو اوسکی یہ سزا ہوتی ہے

جوبن اوس بار کا گدرایا ہوا ایسا ہے
ہاتھ ہر ایک لگے دیکھہ جسے ملتا ہے

گلکی پتی سے بھی نازک بدن اوسکا ہے
رنگ اوس شوخ کا شوخی سے جو اڑتا ہے

پاؤن جسبحاک پہ رکھتا ہے حنا ہوتی ہے

کہا صنعت نے کہ مالوم کہتا اب بھی
بارہا آپکی خدمت مین ہی کی عرض یہی

اعتبار انکی نہین قول کا زنہار کبھی
برق پہنچیتا ہوگے باتون پہ بجاؤ اونکی

ہم کہے دیتے ہین باز آؤ دغا ہوتی ہے

ٹھہرے لنگر گران تقدیر کا باندھی
سبک کہینے کو کشتی کی نہ پانی جا بجا باندھے

طلاطم ہو تو اوسکے رد میں دست دعا باندھی
مہر دم بادبان کشتی یہ اپنی ناخدا باندھے

خدا کے کارخانے مین یہ اپنی ہوا باندھی

نہین اعجاز یہ کچھ حضرت عیسی کا ذاتی ہے
صدائے قم باذن اللہ مردے کو جلاتی ہے

یہان ہر دم صدائے قم بادنی اسرہی آتی ہے
لب جان بخش کی آگے بھلا کب تیغ جاتی ہے

مناسب ہی دم عیسی یہان اپنی ہوا باندھی

حبابونکا نہین دریا مین جیسی چال کچھ کہلتا
اسی صورت نہین معلوم ہوتا موت کا آنا

تو ہر دم یاد اوسکی بھولنا ہرگز نہین اچھا
نہین وقت معین کوئی بجو دنیا سے جانیکا

یہان رخت سفر لازم ہی ہر شاہ و گدا باندھی

دوا سو دیکھی کر کر کے مری امید اکہو دے
پریشانی اوٹھانا کی سبب اپنی ہمدموتا کے

یہ کہدو اوس سے ہوتی ہے مفید ہر مرض ہر شے
مین عاشق زلف کا ہون گر مجھی تعذیر دیتی ہے

اسپہ اب ٹھہری ہی شبنم کی یہ کیونکر گزری

ایکدت ہمین گذری کہ ہم استماک مین تھی
سو وہ امید برآئی مدد طالع سے

اونچی ہو جاتی سی کرتی کی شکم کو اوسکے
دیکھہ بیتابی سے ہم پیٹ پکڑ بیٹھہ گئے

ساتھہ انگڑائی کے جب اوٹھہ گئی اوپر گرتی

ہی صفائی کا یہ عالم شکم اور سینے سے
کہ جسے دیکھنے سے پاؤن نظر کا پھسلے

یہی اندیشہ رہا کرتا ہی دلمین اوسکے
ناف کی چاہ مین تا جانے نہ والا نگرے

اسلئے پہنے ہے جالی کی وہ اکثر کرتی

کسطرح عقل مری چرخ نہووے یارو
رات دن چرخ جو گردش مین ہی کہتا مجکو

دنکو تاری نظر آوین نہ بھلا سوچو تو
چون کتان چاک گریبان مرا کسطرح سیو

چاند تارے کی جو پہنے وہ سمن بر کرتی

اشتاک تو ہجر مین جاری رہی عنابی سے
مردم چشم بھی بیکل ہوے بدخوابی سے

ہے تعشق جو اسی اک بت ہرجائی سے
مرغ دل دام مین تڑپا کیا بیتابی سے

دھیان مین اوسکی رہی جالیکی شب بھر کرتی

دل و جان صبر و خرد جسپہ کئی تو نے نثار
ملتفت تیری طرف کو نہوا وہ زنہار

صنعت دست دکھا اوسکو تو اور اپنی
شاید اس دام مین آجاے ترے وہ انوار

لیچل اوس پاس تو جالی کی بنا کر کرتی

شربت وصل بھی گو اسکی دوا ہوتی ہے
مرض عشق سے پر کسکو شفا ہوتی ہے

جان اس خوف سے اب تن سے جدا ہوتی ہے
دیکھئے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے

روح نام شب فرقت سے ہوا ہوتی ہے

ایک تو زلف کی سودا ہی سے جینا تھا وبال
یاس و امید کا ہی دوسرے دلکو جنجال

مخمسہ مین ہون گرفتار عجب مین فی الحال
قطع امید ہوتی ہے نہوتا ہی وصال

کہ بن لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی ؛

بظاہر دیکھنے فرہاد نے بھی سخت محنت کی
کہ کھودی نہر بھی اور جان شیرین اپنی بھی دیدی
پر اسپر بھی نہین تصویر انکی ایکجا دیکھی
خدا جانے یہ کیا اسرار تھا اور کیا وہ چاہت تھی

کہ بے لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنون کی

دمن کیواسطے مل نے بہت سی جاک چھانی ہے
دمن نے بھی جو کچھ نل کے لئے کی جانفشانی ہے
سو دونونکی کتابون مین لکھی ساری کہانی ہے
نہین ہے یہ محبت تو مگر راز نہانی ہے

کہ بے لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی ؛

اگر کہیے اکیلی کھینچ لینا کیا کچھ رکھتا ہے
ولے تصویر دونونکی اکیلی کس نے دیکھی ہے
مجھے حیرت تو ہے ہر عقل مین یہ بات آتی ہے
مصور نے زلیخا کی قسم آپسمین کھائی ہے

کہ بے لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی

تعشق سسی اور پنو نکا بھی مشہور ہے گویا
مری وہ داد سپہ داد سپر ہوا یہ بھی سنا ہوگا
مگر دونونکا ایک جا پہ نہین دیکھا کہیں خاکا
مری ہے عقل حیران اسجگہ ہے یہ عجب نقشا

کہ بے لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی

ہزارون اور بھی عشاق ایسے ہی ہوئے ہین
کہ جنکو جانکا دینا تہارا عشق مین فرحت
کسیکی مثل مجنون کے ہوئی ہے عشق مین شہرت
اثر یہ پاکبازی کا تہا یا اللہ کی قدرت

کہ بے لیلیٰ نہین کھنچتی کہین تصویر مجنونکی

آپ پر یہ تو نہین بیتی ہے دلبر کرتی
کامدانی کی نثار کو ہا پر زر کرتی
یہ تو زنہار نہین ٹہر نگی دم بھر کرتی
ہے جو بیکتاری کی مہر وہ شکم پر کرتی

کب اوٹھا دیگی یہ زنجیر کا لنگر کرتی

آگ پانی مین ہے ضد بلکہ سہم نفرت ہے
ہان مگر اربع عناصر کی یہ کچھ صورت ہے
کیا بیان کیجئے اللہ کی یہ قدرت ہے
ناف ہے چشمۂ خورشید مجھے حیرت ہے

حق تو یہ ہے کہ عجب دل کی حقیقت ہوگی

روشنی ہوتی ہی خورشید سی مہ مین پیدا
ہو مقابل جو نہ اوسکی تو نہ پاے وہ ضیا

مین اسی شکل سے احوال ہے یار و میرا
جبکہ وہ نور نظر آنکھ سی اوجھل ہوگا

پھر مری چشم مین کیا خاک بصارت ہوگی

ہو تو وہ شوخ ہے ہر شکل سی ملنا مجکو
پر جدائی کے تصور سے ہے گھبرانا مجکو

اسکی تدبیر تو ہمدم کوئی بتلا مجکو
یاد آئیگا وہ جب چاند سا مکھڑا مجکو

کیا کہون پھر تو عجب کچھ مری صورت ہوگی

آج کی رات رہی کاش وہ مہ میرے گھر
مرغ کو ذبح کرون اور نہ بجنے دون گجر

الٰہی رہے خورشید زمین کے اندر
کہتے ہین عزم سفر یار کا ہی وقت سحر

مجکو فرد الطر آتا ہے قیامت ہوگی

ہر ادائی کی تو وہ فن مین ہے گویا اوستاد
یعنی ہر موقع پہ ہر بات سی وہ کرتا ہی شاد

کون جدا ایسی سے پھر کیون نکرو نمین فریاد
بستر عیش پہ مل بیٹھنا جب آئیگا یاد

پھر تو ہلنے کی ذرا مجھہ مین نہ طاقت ہوگی

صنعت ایسا جو ملی یار پریزاد سے
یعنی ہر بات مین کرتا ہی رہے شاد اوسے

ساتھہ دشنام کی بوسہ بھی ہو امداد اوسے
روز و شب کی یہ نشست آئیگی جب یاد اوسے

پھر تو اوسکی بھی جرات مین جرات ہوگی

اچھی شکل بھی اور بھی کچھ تو قبر مجنونکی
کہ ہوئی حبس سے لیلی ایسی دامنگیر مجنونکی

یان عاشقون مین ہے بڑی تقدیر مجنونکی
محبت اب تلک کہتی ہی یہ تاثیر مجنونکی

کہ بے لیلی نہین کہتی کبھی تصویر مجنونکی

ہم عاشق جفا و جور معشوقونکی سہتے ہین
جگر سے آہ اور آنکھو سی آنسو اونکی بہتی ہین

برسون مین کہین اک رات اونکی ماہ میتی ہین
یہ مر کر بھی نہین چھٹتے تعشق اسکو کہتے ہین

کہ جی سے جاؤگے تم پر سحر نہ آویگی

پڑہا بھی خط مرا یا اوسنے کردیے پرزے
جواب خط بھی دیا یا کہ اوسنے لکھوکر بھیجا

اب ایسی باتون کی سُنتا نہین ہون کچھ چھٹکا
کچھ اوسکے آنیکی جلدی خبر مشتاد ہی مجھے

نسیمی خط سے تو ای نامہ بر نہ آویگی

ہے دل کو بستگی غنچہ کیطرح شام و پگاہ
قلق ہے جان پہ پژمردہ ہون بحال تباہ

کچھ اسکی کیجئے تدبیر دوستو واللہ
شگفتہ ہونگے بہم مثل گل کبھی جب آہ

نسیم کوچۂ جانان ادہر نہ آویگی

ہماری ہو جیو ای ابر تو نہ دریغ کین
وگرنہ ہم سے بے ابر و کر پینگے واہین

کہ لعل تیرے برسنے مین تو برستے نہین
جو اے رونے پہ یہ چشم خون فشان تکین

جھڑی نظر تری ای چشم تر نہ آویگی

ابر

یہ دو نہ سنا تھا اوسکو کل صنعت
کہ تیری یار کو ہی نام سی ترے نفرت

تو کر کے منت و زاری او ٹہانہ اب دولت
ہزار درد دل اوس سے کہی گا تو جرات

ولیکن اوسکی کبھی چشم مہر نہ آویگی

ہمنشین یہ تو بڑی تیرعنایت ہوگی
اوسکے رہنے سے مری زیست کی صورت ہوگی

فکر کچھ اسکی تو کر ورنہ پھر آفت ہوگی
کل وہ گھر جائیگا تو سخت قیامت ہوگی

جان رخصت مری تن سی دم رخصت ہوگی

مجکو اول ہی سی صحبت ہی عشقوان کی
نہ کیا اوسنے ہی آزردہ کسی نے بھی کبھی

ہمنشین اس سے جواب ہوگی جدائی میری
صورت اک ایک کی جب یاد مجھے آویگی

آہ اور نالہ سی کیونکر مجھے فرصت ہوگی

چرخ گردشین اسی رکھے گا دلا کی شکل
خواہین بھی نہ یہ دیکھے گا کبھی خواب کی شکل

ہوگا بیتاب یہ جیون آگ پہ سیماب کی شکل
برمین تڑپے گا پڑا ماہی بیآب کی شکل

عمر گذری فلک پیر کو پلٹے کھاتے

ایک تو آگے ہی اوس زلف کا سودا تھا مجھے
اور بیمار پریشان سا مین تھا اوس سے
دوسرے دل کے بکھرنے کا بیان کیا کیجے
سانپ سا لوٹ گیا دیکھکے سینہ پہ مرے

باد سے زلف گرہ گیر کو پلٹے کھاتے

یا تو وہ لطف و عنایات کرم ہم پر تھے
یعنی اکدم کی جدائی نہ تھی منظور اوسے
یا مری شکل سے بیزار وہ بیوجہ ہوئے
یون نظر یار کی پلٹی کہ نہ دیکھا سمجھے

اسطرح برق کی شمشیر کو پلٹے کھاتے

اسلئے دل یہ ہوا اوسکی نگہ کا گھایل
یعنی اوس شوخکی فتراک کی ہووے قایل
وہ تو ہرگز نہوا تمسے مین اب ہون سایل
دل بیتاب نہ دیکھا تو وہ یکبو بسمل

ہتھ خنجر کسی نخچیر کو پلٹے کھاتے

اعتبار اوسکی نہین قول کا کاہے زنہار
لاکھ اقرار ہین پھر سامنے اوسکی انکار
کیا صنعت ذی یہ خدا تین مکرر اظہار
ای ظفر اوس سے نکر بات کہ دیکھا سنو بار

اوس سمی عیار کی تقریر کو پلٹے کھاتے

تمہارے جانے سے کیا آنکھ پھر نہ آویگی
شب فراق مین مجکو سحر نہ آویگی
یہ عرض آپکی خاطر مین پر نہ آویگی
تمہاری آنیکی جب تک خبر نہ آویگی

ہماری زیست بھی ہمکو نظر نہ آویگی

اوٹھا نرخ اور اندوہ گذرے اوسکو بر سر
اور اوسکو کرتا تھا مطعون ہر کس و ناکس
زلیخا باولی کہتی تھی یہ ہر ایک نفس
کسیکی چاہ نے ایسا کیا ہے تنگ کہ بس

طبیعت اب کہین باور کرنہ آویگی

تری حیا مین ہے عرض اے مسیح زمان
بجز تمہی کرے کون اس مریض کا درمان
تو آشنائی سے کر جھوٹ اسکو ای جانان
کٹے ہے مجھسے یہ طولانی شب ہجران

پیچ و تاب اوسمین جو ہی وہ سنبل ترمین نہین

عرض کی یہ حضرت موسی سنی لوبچہ اوسکا مزاج
کچہ جلا بیکا ہمارے یاد ہے تمکو علاج

زندہ کر دینے کا حضرت آپکی سر پر ہی تاج
کشتگان تیر مژگان تیری یہ کہتی ہین آج

نوک مژگان مین ہے یہ تیزی کہ نشتر مین نہین

بندہ پرور جسکو تم دیکھو بچشم سحر باز
یہ خوشامد سی نہین کہتا ہو نہین بندہ نواز

تو وہ ہو بدمست اور سرشار اور بیباک ناز
چشم میگون مین نشہ ہی جو تری ہی مست ناز

سچ اگر پوچھو تو یہ صہبا ے احمر مین نہین

بولی صنعت آفرین تمنے لکہی اچھی غزل
سچ کہا تمنے نہین کچہ بیسبب چمکی غزل

آپ کے دیوان مین دیکھی ہے کم ایسی غزل
وصف دندان سی ہوئی جو آبدار اپنی غزل

اسطرحکی آب صوفی سلک گوہر مین نہین

قتل کا خوبونکو سکھلاتا ہے جوہر آئینہ
کوئی اسصورت نہین ہی دیکھتا پر آئینہ

دیکھتے ہین وقت آرایش کے دلبر آئینہ
چیکے کی کیا سیر کل اوسنی جو لیکر آئینہ

دیکھتا تہا عالم اپنے وہ مسی و بان کا

دیکھتی ہی عکس اپنا ہو گیا وہ بیقرار
حوصلہ یہ تہا اوسیکا جو لگائی اتنی بار

کوئی ایسی شکل دیکھی تہی نہ اوسنے زینہار
یعنی پہلے دیکھہ ہر سو ہو کے پھر بے اختیار

آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

دیکھا ہی صاحب توقیر کو پلٹے کہاتے
یہ نہ بیشبانی کی تحریر کو پلٹے کہاتے

اونکی سب منصب و جاگیر کو پلٹے کہاتے
نہ ہنسو دیکھہ کے تدبیر کو پلٹے کہاتے

دیر لگتی نہین تقدیر کو پلٹے کہاتے

سنے ہر ایک کمینے کو بڑہایا دونا
یہ تو سب ذکر مین اسکے ہوا لیکن اصلا

اونا اعلے ہوے اور ہو گئے اعلے ادنا
بخت برگشتہ عاشق نے کہا یا پلٹا

عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہے

بغیر از یار کے دنیا مین کیا جینے کی لذت ہے
فراق اوسکی مین کیا کہئے جو کچھ دلپر اذیت ہے
کہے دیتا ہون قاصد یان ملک تجکو اجازت ہے
وصال اوسکا عوض مرنیکے گر ٹھہری غنیمت ہے

متاع وصل جانان جان دینے پر بھی سستی ہے

حماقت ہی یہی ہم اپنی دانائی پہ مرتے ہین
کہ یعنی قول پیغمبر سے بھی تو در گذرتے ہین
نہین ہوتا ہی کچھ حاصل مصیبت مفت بھرتے ہین
حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین

ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہستی ہے

یہ دنیا مزرع العاخرہ ہی اسمین تو نکو کر
جو بویگا وہی کاٹیگا ہے یہ قول پیغمبر
کہا صنعت نے سب سے تو تمنا کیسی نے پر
سمجھہ ہر ایک کو ہشیار ہم آئی ہی یہان اخیر

بچشم غور جب دیکھا تو متوالونکی بستی ہے

کاٹ ابرو مین جو ہی تیرش وہ خنجر مین نہین
چشم فتان کا جو عالم ہے وہ عبہر مین نہین
تاب عارض کی سی ہرگز ماہ انور مین نہین
اور رنگت اسقدر یاقوت احمر مین نہین

نازکی جو لب مین ہے برگ گل تر مین نہین

بے وصال یار تو یہ عمر ہوتی ہی تلف
بنگیا ہے جسم میرا تیر فرقت کا ہدف
التجا میری یہی ہی تم سے یا شاہ نجف
کسطرح مین اوڑکے جاؤن کو جانا ہی علف

طاقت پرواز میرے بال و شہپر مین نہین

بات سیدھی پر ہی وہ سیدھی سناتا ہر نفس
وعدہ فردا ادا جسکا مہو بارہ برس
کیا کرین ناچار مین جلتا نہین الیسے پہ بس
راست قامت تو ہی پر ہی کج ادا ایسا کہ بس

راستی کی بات ہرگز اوس ستمگر مین نہین

تنگ و تاریک ایسا دنیا مین کوئی کوچا نہین
وان دل گم گشتہ کو رستہ کبھی سوجھا نہین
کالی بانی جو گیا وہ تو کبھی چھوٹا نہین
زلف مشکین مین پھنسا جو دل تو وہ نکلا نہین

وہین سوجا یگا وہ آفرین تیری کہانی سے

فقط آنسو ہی نہ اے چشم تو ہر بار نکال
جسمین یاقوت ہون وہ موتی نکالا نکال

اب وہ والا ہی نہ سیر امرۃ زار نکال
اشک تر ہی نہ دم رخصت دلدار نکال

لخت دل ہی تو کوئی دیدۂ خونبار نکال

جیتے جی اوسنے کیے مجھہ پہ تو کو ظلم شدید
لیجیے اوسکا عوض یہ تو ہی عاشق ہے بعید

کی وصیت یہ دم نزع بہی کر کے تمہید
ہوگی شرم اوسکو جو آپہنچین گے کسنا ہے

ہمنشین نعش مری مت سر بازار نکال

آپسی مین تو نہین کہتا ہون اپنا جوہر
تودۂ دل کو یہ کرتے ہین مشک دلبر

مثل چوگان کے سینہ کو بہی کر دی ہے سپر
تیر مژگان نے تو چہانا ہے کلیجا یکسر

تو بہی جوہر کوئی تیغ نگہ یار نکال

کچہ شکایت نہین مجہسے جو نہین تم ملتے
نہ کیا اوسکا بہی شکوہ کہ جو غیر و نسے ملے

کام عاشق کو ہے دلبر کی رضا جوئی سے
ہوگئی ہے ترے ہر ظلم کی برداشت مجہے

ظلم اب اور بنا دیدۂ خونبار نکال

کیا صنعت ہے کہ خط لکہنے مین کچہ کر ایجاد
تجکو ہر طور کی رنگین عبارت ہے یاد

لیکے نرگس کے قلم گل کے ورق پر استاد
دور اوس عارض گلبرگ سے تو ہے آزاد

نامۂ شوق مین طرز خط گلزار نکال

فراغت اونکو وان ہوگی جنہین یان تنگدستی ہے
یہان مفلس وہ رہتا ہے جو کرتا حق پرستی ہے

وہان اوسکو سزا ہے یان جو کرتا عیش و مستی ہے
عجب ڈہب کی یہ دنیا ہے خراب آباد بستی ہے

کہ بستی یان بلندی ہے بلندی یان کی پستی ہے

کہلی سبد ون چلی جاؤنہین دیرانہ بستی ہے
سوار یکی نہین حاجت جو تمکو تنگ دستی ہے

اور اجرت ہی دہانکی رہبر دنکی خوب دستی ہے
مزد و کیون نہ تہیرے اے ساکنان ملک ہستی ہے

جُرعہ کش ہین ساقیٔ کوثر کی بیانے سے ہم

یہ ہی مبالغہ ظاہر مری در دنہانی سے
کہ لب تک جان نہین آتی ہی زور ناتوانی سے

ہوا ہون سخت ہی نادم مین اپنی سخت جانی سے
رہا افسوس مین جیتا جاوید اب کہ ہی جانی سے

غرض اب موت بھی ڑتی ہی میری زندگانی سے

اب عشق نازنین سے سوکھکر تن ہو گیا تنکا
نزاکت کی تصور سے اور اوسکی یہ ہلا رتبا

سبک ہون سبکی نظر مین ہی ہمدم کہو کیا
یہ لاغر ہون فلک پر لے اوڑا اک آہ کا جھونکا

ہوئی حاصل مجھی معراج اپنی ناتوانی سے

رکھا شور و فغان ہی باز ہمسایونکو سونے سے
ہوا ملزم مین ناحق کشتی مردم ڈبونے سے

ملا کیا فائدہ رو رو کے اپنی جان کھونے سے
یہان تو آتش دل اور بھی بڑکی ہی رونے سے

غلط ہی یہ جو کہتے ہین بجھی ہی آگ پانی سے

غم فرقت مین یہ حالت رہی جس شخص کی شب بھر
قلق دلمین جگر مین داغ اور آہ و فغان لب پر

زمین پر لوٹتا ہو جب تلک بر مین نہو دلبر
تسلی ہو نہ جس مضطر کی قاصد خط کو بھی پڑھکر

بھلا کب چین آوے اوسکو پیغام زبانی سے

یہ جوہر اوسمین ذاتی ہی کرون اوسکا بیان کیا
کہ زخمی جسکی جنبش کا کبھی ہرگز نہین جیتا

تو اہی ہمچو ہیم ہی ایسی جگہ پس جان کا کھٹکا
لکھین کسطور سے نقشہ وہ اوسکی تیغ ابرو کا

کہ آتی ہی صدائے الامان بہزاد و مانی سے

نہنگ آسمان پھرتا ہی منہ کو اپنے پھیلائے
نہین یہ چھوڑتا ظالم جو اسکے دام مین آئے

کوئی اب غافلان اہل دنیا کو یہ سمجھائے
وہین فی الفور وہ دریائے غم مین غرق ہو جائے

حباب آسا کوئی بھولے جو دم بھر شادمانی سے

یہ صنعت کیطرح فہمی آفرین کو کوئی سمجھانا
تو اگر قصہ خوان بنکر ہی اوسکی پاس ہو جانا

تو وہ عیار ہی اور نکتہ دان ہی اور بڑا دانا
نہ کہہ اوس فتنہ دور انکہ آگے دل کا افسانا

عافیت سمجھے ہین زیر آسمان آفات ہم

ہین تصور مین مژہ تیرا دروہ ادہر ہی چوگات — غنچۂ دلمین کھٹکتا خار ہی دن اور رات
ایک تہا غم دوسرا صنعت ہوا اور اوسکی سات — تازہ ہو داغ جگر آئی یاد اوسکی یہ بات

سیر گلشن کو چلین حرمان تمہارے ساتھ ہم

رشک لیلے روٹھکر تیرے چلے جاتی ہی ہم — ہجر مین واقف نہین ہین آب و ردا سے ہم
یہ تکلف ہی مگر جیتے ہین غم کھاتی ہی ہم — پھرتی ہین آوارہ مجنون وار دیوانی سی ہم

صاف بیگانہ بنی ہین اپنے بیگانے سے ہم

کونسا نادان ہی بیمار ہو جو آپ سے — یا بلائے ناگہانی مفت اپنے سر پہ لے
میری جانب سے کوئی واعظ سے یہ جاکر کہی — اختیار عشق ہی پرہیز ہے ہمکو دلے

کیا کرین مجبور ہین اس دل لگے لگجانے سے ہم

مین تو رکتا ہون بتونکی غم سے گو چھاتی پہ سل — پر نہین آتا قرار و صبر دل کے متصل
کیا کرون ناچار ہو نہین دیر دیتی ہی مخل — گر ٹھہر سکتا درون سینہ یہ بی صبر دل

ناصحا باہر نہوتے تیرے فرمانے سے ہم

اسقدر مغرور ہی حوبن کے عالم سی وہ شوخ — ملتفت ہوتا نہین ہے سارے عالم سی وہ شوخ
کیا کرین تدبیر جو آوی کسی دم سی وہ شوخ — ہی خدا ناکردہ کچھ دلمین خفا ہمسے وہ شوخ

جان سی عاجز ہین آہ و دل لگی گھبرانے سے ہم

اسقدر جور و ستم تو نے کیے اے تندخو — جسکے سہنے کی کسی انسان کو طاقت نہو
یاد کرکے تیرے لون جور و ستم کو جنگ کو — بہولے ہین مدت سے ہم تیری گلی کی راہ کو

آج آنکلے تہے یہان اس دل لگی بہکانے سی ہم

جبکہ آتا ہوش مین صنعت یہ کرتا ہا بیان — ہے کدورت سی لبالب یہ خراب جہان
دین و دنیا مین سمجھتی اوسکو ہین ہر مہ وسال — دور مخمور سی حرمان ہین ہماری مستیان

بیان بند ہے کس طرح کے ہین نازسی بلبل کے پر

رنگ گل کا بھی اوڑا تھا اس ستم کو دیکھکے ق اور لالے کے جگر پر بھی ہزارون داغ تھے
اشیانے سے نکالا سبکو اپنے ہاتھ سے دور لیجاکر چمن سے باغبان بیرحم نے

نیم بسمل کرکے نوچے ہاے جب بلبل کے پر

یہ تھا مقدور بلبل کا جو اوس سے داد خواہ پر یہ کہتی تھی کہ اب اللہ اسکو دے عوض
پھر یہ کہتی تھی نہین مین چاہتی اس سے عوض لب پہ اوس بیکس کے تھا یہ دین اسکا عوض

خلد مین غنچونکی کلیان اور برگ گلکے پر

دیکھکے خط صنعت کبوتر کو وہان بھیجا شتاب اوسنے اوسکے توڑکر بازو کیا ایسا عتاب
کچھ جواب خط کے لینے کی رہی اوسمین تاب گر کبوتر سے شہیدی مانگی خط کا جواب

ٹوٹکے دکھلاتا ہے وہ اندر ہی سے کر گل کے پر

دہا مین لاکر وہ زلفین اور ابھی گات ہم مارے تہ جاتی ہے دونون ہاتھ مین ہیہات ہم
بین تری تبلا کہ کاٹین کس طرح اوقات ہم وصل کی سو سو کرین تدبیر گو دن رات ہم

پر کہین پاتے نہین ملنے کی تیرے گھات ہم

کج ادائی سے ہے اوسکی دل مرا الجھکر کباب ہر گھڑی یہ سینہ شق دیتا ہے وہ کرکے عتاب
کچھ بن آتی ہی نہین امید وستو ہی یہ عذاب دے ہے وہ کج خلق بد خوئی سے ٹیڑھا ہی جواب

اگر کبھی سیدھی طرح اوس سے کہین کچھ بات ہم

خط نہ پہونچا اوسکو یہ بھی تھا لکھا تقدیر مین ہی عداوت دوستو تقدیر اور تدبیر مین
آرزو اپنی یہی تھی اس دل دلگیر مین گر سما تا یہ بیان تحریر اور تقریر مین

اپنے سوز دل سے کچھ کرتے رقم حالات ہم

روز و شب پھرتے ہین غمسے بد اور جا بجا کاہش غم سے ہلال آسا مرا تن ہو گیا
ہے بن اوسکے روز روشن بھی شب دیجور سا مہو شونکی ہے صدا ئی بد قیامت ہی سوا

خلقت جلی جاتی ہے پڑی آج بڑی دھوپ

نکلی جو مری آہ دھوان دہار جگر سے
تو روشنی جاتی رہی ہر ایک کے گھر سے
جون گھر کے کبھی ابر سیہ زور سے برسے
تاریک ہوا دن مرے رونے کے اثر سے

جسطرح چھپا دیتی ہے ساون کی جھڑی دھوپ

جو چاندنی میں غرق پسینے میں ہوا کثر
وہ دھوپ میں نکلے کہو کسطرح سے باہر
اور دوسرے رہتا ہے رقیبوں کا اسی ڈر
اب دیکھئے کسطور سے ہو وصل میسّر

در پر تو اڑے غیر لب بام اڑی دھوپ

میں شیفتہ مدنسی جو ہوں شعلہ رخوں کا
اور اونکی تصور میں ہوں آتش میں سراپا
ہر داغ ہی خورشید قیامت سے زیادا
سر کا شب تاریک میں داغوں سے جو پیدا

اک خلق مرے سامنے کھاتی ہی کھڑی دھوپ

گل کھائے تھی جو غم میں ترے غیرت گلشن
سو ہو گیا ہے گور میں گلزار مرا تن
دل بھی مرا پر نور تھا غم سے ترے پر فن
ہے تیرے تصور سے مری قبر بھی روشن

ہی مہر جہانتاب مرے ساتھ گھڑی دھوپ

دام میں لا کر چڑھاتا ہی وہ ایسی گلکی پر
آج تک دیکھا نہیں جو اوڑ گیا ہو کھلکی پر
یوں تو بیدرد ایسی وہ پر توڑتا ہی گلکے پر
ظلم سے صیاد نے توڑے تو پر بلبل کے پر

یہ کیا احسان کہ پہنچے جا کی اوپر گلکی پر

سب کو اک سودا ہے اور چھوٹا بڑا بیمار ہے
ہر گرفتار اجل دینے کو جان تیار ہے
زہر سے معصوم ہر نادان اور ہشیار ہے
اژدر کے ڈستی ہے دل عاشق کو وہ بیماری ہے

گو کہ ظاہر میں نہیں اوس سنو فکی کا کل کی پر

اس معنبر حال میں پہنچے جا جو بندہ نواز
ہو گرفتار یمیں حاصل اوسکو عز و امتیاز
بلکہ واجب ہے اوسے شکر خدائے بے نیاز
دام گیسو میں اوطبہ کر سب یجا میں دلکی ناز

مردم دیدہ یہ چلائے کہ باہر باہر

پانی مانگا ہی نہین اوسکو کسی مائل نے
اوسنے دیکھا جسے بس وہ نہین پایا پلٹے
خود بخود مر گیا وہ اوس سے جو آیا ملنے
کر لیا قتل ہزارونکو یہین قاتل نے

میان سے بھی کبھی نکلا نہین خنجر باہر

ہے یہ دنیا مین بسیر ہمین ایسا جیسے دو فراغ
مطرب و ساقی و مے آب رواں ہے دریاغ
اور پریان ہین بھر بھر کے پلاتی ہین ایاغ
ناز حوروں کے اوٹھائین یہ کہان ہمکو دماغ

ہو ہمارا در فردوس سے بستر باہر

ہی گناہونسے سیہ نامۂ اعمال مرا
اس گنہگار کا موجب ہی یہی بخشش کا
دسترس مجکو نہین اور کسی تک بخدا
یہ تمنا ہی صنم ہو جو قیامت برپا

قبر سے مجکو نکالے تری ٹھوکر باہر

کیا صنعت نے کہ اب اسکو سمجھے ناسخ
ہی یہ دنیا وہ تاسف کی جگہ ہی ناسخ
حسرتین دل سے بھلا نکلین ہر کسکی ناسخ
کف افسوس کے ملنے کو کفن سے ناسخ

نکلے ہے بعد فنا دست سکندر باہر

کچھ جنگ ہی یا مجسے تری آنکھ لڑی ہو ہے
ہم دلجلونکے کسلئے یہی ہر گھڑی ہو ہے
تا شام جو رہتی ہے مری گھر مین اڑی ہو ہے
ٹلتا ہی نہین ہجر کا دن کیا ہی کڑی ہو ہے

خورشید قیامت ہی مری گھر مین چڑی ہو ہے

اس وادی پر خار مین کچھ بھی نہین سامان
دیجی انہین باندہون تو رہا جیب و دامان
آنسو بھی نہین جنسے بجھین بیبخت ہو حیران
کیا لال ہوئی ہین مری زنجیر کی کڑیان

پڑتی ہی غضب وادی وحشت مین کڑی ہو ہے

سر مایہ تہی اس گرمی کی کس شخص کو امید
حیران ہے اسحال سے ہر ایک کی فہمید
سب سوچکے اور غور سے یہ کرتی تہی تمہید
کیا پردیسی باہر نکل آیا ہے وہ خورشید

بات ہر بات تو اوس شوخ کی ادا ہی نہین

چین پڑتا ہی نہا تجکو مری جان کبھی آئی
بازآتا نہ تھا اس امر سے گو کوئی سکھائی
ہی ستم تجکو خدا کی جو صنم ہمسے چھپائی
کل بد آموزون نے کیا تجکو سکھایا ہی ہائے

آج وہ آنکھ وہ چتون وہ اشارا ہی نہین

غم دلدار نصیب اپنے ہوا جسدن سے
رات کٹتی ہے مجھے تاروں ہی گنتے گنتے
شب دیجور مین بکتا ہون مین گھبرا کے
کل دُرِ گوش کی جو یاد دلاتا تھا مجھے

آج دیکھا تو فلک پر وہ ستارا ہی نہین

سچ ہے مصحفی کہ مین اس عمر مین کیون کہیون
سر پہ ہی بار گنہ اور بڑھا جوش جنون
سر دشتی طرح سے گو دربدر آزاد ہی ہون
مصحفی آپکو کیونکر مین سبکدوش کہون

بار مستی تو ابھی سر سے اتارا ہی نہین

کوئی کہتا ہی اوسے ہوش نہین کیونکر باہر
اور سمجھتا ہی کوئی اوسکو سر اسر باہر
کوچۂ عقل سے وہ پھرتی ہین باہر باہر
چشم عاشق مین برابر ہی دلا گھر باہر

ایک سا جلوہ معشوق ہی اندر باہر

آشیانے مرے گلچین نے ہین ویران کئے
اور صیاد نے بھی بازو اور اڑنے میرے
پر رہا بازو نہ مین دید ہی ہر گز گل کے
مین وہ بلبل ہون کہ انگل تر ہی گل کا نہ ہوئی

بوسہ لی لینے کو کلیون کے مرے یار باہر

تا دم زیست تہا مین گلبدنون کا بیمار
اور غم اونکے مین گل کھائی ہین ہاتھ پہ ہزار
غم نہین دل پہ مرے باد خزان کا زنہار
بعد مرنے کے بھی ہی ساتھ مرے فصل بہار

قبر مین داغ جنون پھولونکی ہا دیکھا باہر

چشم ہو کور جو صورت نہین اوسکی دیکھی
اور جانان نہین تو تن ہی بیابان ہوا جی
عیش و آرام کہان فکر رہا اور کسکی خوشی
خانۂ چشم مین بے یار جو نیند آنی لگی

فراق یار مین ہم چار یار رکھتے ہین ٭

یہ آرزو ہی مجھے دیکھنے کی بس اوسکی
کبھی جو بھول کے وہ مقبرہ مین نکلے

صدا یہ آئے عجب کیا ہی میری تربت سے
نہین ہے نرگس شہلا مزار پر میرے

یہ دیدہ بعد فنا انتظار رکھتے ہین

بنے گا دل مرا چورنگ کیجئے اب کیا
نہین ہے ہاتھ جو یہ ڈھال ہاتھ مین لیگا

اور اوسکے سامنے سے بھاگ بھی نہین سکتا
بچے گا کیونکہ مرا دل کہ جسکے دست نہ پا

وہ تیغ ابرو کی بس آبدار رکھتے ہین

ہر ایک عضو رہنہ ہی عشق مین اب تو
یکایک آگیا سر پر ترے نصیحت گو

تو پھر مین ہوگیا حیران جہاؤن کس کسکو
جنون کے ہاتھ سے فصل بہار مین مارو

نہ اپنے جیب و گریبا نہین تار رکھتے ہین

ملا خبو نہین یہی ہمکو دل لگانے سے
کہ دور ہو گئے احباب اور زمانے سے

نہین ہے فائدہ عاشق کی دل جلانے سے
نکر تو منع ہمین اپنے پاس آنے سے

کہ اسمین ہم نہین کچھ اختیار رکھتے ہین

کدورت اوسکو ہی ہمسے ہے ہمین حیرت
ہے مجکو اوس سے محبت اوسی کو ہی نفرت

ہم اسمقام پہ حیران ہین کیجئے کیا صنعت
ہم اونسے صاف ہین آئینہ وار آنکھ سے

وہ ہمسے سینہ ہی ہمین غبار رکھتے ہین

اپنی بیمار سے آگاہ وہ بیمار ہی نہین
غیر کی مجکو دوا کرنا گوارا ہی نہین

وقع کا اسکے فلاطون کو بھی یارا ہی نہین
ہے یہ وہ درد کہ جسکا چارا ہی نہین

وان لگی آنکھ جہان اپنا گذارا ہی نہین

نہ تو خط ہے نہ نشانی ہی مین کیونکر مانون
محض قصہ ہی کہانی ہی مین کیونکر مانون

نامہ بر جھوٹ کا بانی ہی مین کیونکر مانون
وعدہ وصل زبانی ہے مین کیونکر مانون

نازل جہا مین ہم یہ بلا اور کچھ نہین

پیاسے ہین ہمتو آپکے اس آبتاب کے — شربت کی ہے نہ چاہ نہ ظالم شراب کے
جو سر کرینگے ورنہ ہم اے جناب کے — وقف ہم ہین پرش خنجر کی آب کے

بس نیچ کیجے اسکا صلا اور کچھ نہین

جسسے طبیعت اپنی گرفتار ہو گئی — تدبیر کچھ مسیح سے اسکی نہو سکی
ممنون مو بمو ترا ہوتا ہون مین ابھی — زنجیر زلف سے مجھی تو باندہ ای پری

دیوانہ مین کی میرے دوا اور کچھ نہین

فرہاد و قیس و وامق و ویس ہست جنمی تھے — وہ اپنے اپنے یار سے محروم ہی رہے
سب اس جہان سے بس یہی کہتے ہوئے گئے — ملجاے عشق خاکمین اب اسکی بات سے

دل خاکمین بلا سے بلا اور کچھ نہین

عالم یہ اوسکا دیکھا ہی عہد شباب مین — چشم فلک کو بھی نظر آیا نہ خواب مین
یہ عرض کی حباب نے اکت مآب مین — مت چیخ مار ایسی کہ جام شراب مین

پیارے ہے عکس زلف دوتا اور کچھ نہین

جب روح اوسکی تن سے جدا ہو بوقت مرگ — صنعت کا اوس سے دھیان لگا ہو بوقت مرگ
دنیا کا غم نہ دل مین ذرا ہو بوقت مرگ — جاری زبان سے نام خدا ہو بوقت مرگ

جودت کی بس یہی ہے دعا اور کچھ نہین

خفا ہین ہمسے وہ ہم جنسے پیار رکھتے ہین — لبون پہ نالہ ہے یان چشم زار رکھتے ہین
عجیب بخت یہ ہم سوگوار رکھتے ہین — مدام سوز محبت سے کار رکھتے ہین

شرار دل مین برنگ چنار رکھتے ہین

کسیکے جسسے گرفتار ہو گئے ہین ہم — انہین سے زیست بھی ہے اور ہین بھی ہم
یہ اپنے اربع عناصر ہین پنجتن کی قسم — فغان و آہ و قلق اور دمدۂ پیہم

مرا ہے داغ جگر آفتاب کے بدلے

سنا ہے آپ نے مسی کتا لگا لیا شیخ
کہ کہنا جان کا ہو فرض اولاد الشیخ

یہ فائدے کو ترے لینے ہی کہا شیخ
شراب بہی ہے مری زیست مت جھوٹ بولا شیخ

عذاب ہو نہ ترے ہر ثواب کے بدلے

یہ قاعدہ ہے بدی جسقدر ہو دلپر سے
تو عاشق اوسکو سمجھتا ہی نیک بہتر سے

جلایا ہجر کی آتش نے یاد تن بکسر سے
کسیکے عشق مین چھوڑ عذاب محشر سے

شب فراق ہے روز حساب کے بدلے

جو معنی آیت لاتقنطو کے تم سمجھو
تو دل سے غم وہ گھٹاتا ہی الصحیحکو

وہ مستحق عنایت ہین جرم جنسے ہو
نوید ابر مبادی ہے مژدہ رستو نکو

نزول رحمت حق ہے عذاب کے بدلے

یہ زلیست موت سے بدتر کمال ایدل ہے
کہ جسمین ہر گھڑی اک اضطراب حاصل ہے

بہ تنگ ہو کے یہ صنعت اوسیکا سائل ہے
شب فراق مین گر نیند آئی مشکل ہے

تو عیش غم ہی آجا ہے خواب کے بدلے

جز دل دہی کی اپنی خطا اور کچھ نہین
اور گاہ مینے اوس سے کہا اور کچھ نہین

چاہت کی ہو سزا یہ دلا اور کچھ نہین
ہے خشم و قہر و جور و جفا اور کچھ نہین

قسمت مین اپنی انکے سوا اور کچھ نہین

سودا ہے تجکو دیکھ اب اپنی ہی چڑھ نہ مر
ہی ہی تناب ہمسے غیبت تجکو فتنہ گر

چین سر جبین ہے مفت مین کافر خدا سے ڈر
جرم مشبہ مشک ہے کرتی ہے بل تو گر

امو زلف یار اپنی خطا اور کچھ نہین

چاہا مدام ہمنے کہ اس دام سے بچین
لیکن بلا مین پھنس گئے تدبر کیا کرین

خانہ بدوش دوستو کیونکر نہ ہم رہین
بخت سیہ سے آگئے کاکل کے بیچ مین

ذرا انصاف تو کیجے نکالا کسنے شر پہلے

کرے ہو ذبح سنتا ہو سگر بسم اللہ اکبر کا
بجا گویا گجر بجا بجا نقارہ بھی بجا

تو انکو بولنے نہ دے لیکن بخشی یہ نہ کہنا
شب وصل غریبان ہے تری گر دنیہ خون ہوگا

کہین زاہد سے بول اٹھا نہ اے مرغ سحر پہلے

ترا عاشق زمانہ ہی یہ ہی اول طرز انصاف
نہ دشمن ہی نہ ہلنیکا جو کوئی ہو ترا خواہان

اڑھادی ظلم بجا تیری اور اسیر نونہالان
بھلا اے بیمروت تجکو دل دینا نہین آسان

کوئی بیدا نو کر لیوے ہمارا سا جگر پہلے

عجب تقدیر ہے رو رو کی راتین ہجر کی کاٹین
رہا ہین وصل کی شب بھی خیال ہجر مین غمگین

ہوئی کوئی نہ مقبول اجابت گو دعا تیسکین
شب وصل پریرو مین دعائین صبح تک مانگین

الہی آج نکلے مہربان سے تم پہلے

شجاعت کسب ہر علم و عمل صنعت ہنر جنمین
بغیر از عجز اوسکو کچھ پسند آتا نہین کاہی

وہ خوش ہوتا نہین ہر گز ضعیفی کا شکستہ کا
عجب سرکار ہی اللہ کی اہی طور مین صمدی

ہنر مندو بسی لو یہی جا ہیں نکلے وان سے ہنر پہلے

مجھے ہے سینہ بریان کباب کے بدلے
پیا ہے خون ہی مینے شراب کے بدلے

بس اب تو مجھپہ کرم کر عتاب کے بدلے
پڑا ہون غشمین جھڑک یا دہ آب کے بدلے

سو نگھا شراب ہی ساقی گلاب کے بدلے

لکھا یہی تھا مری سر نوشت مین گویا
کہ شادی مرگ ہے اس بد نصیب کو زیبا

یہی ہی عشق کا عنوان کسی یہ حرف ہی کیا
نیا زنامہ کو مہوبنا کے نامہ بر میرا

جواب نامہ ہے لایا جواب کے بدلے

تعشق اپنا ہے اوس شوخ آفتاب جو
تو مجکو اوسکا تصور ہے روز و شب یارو

اب اوسکی جلوہ کی تاثیر یہ بھی شاید ہے
عجب نہین ہے اگر جمکے صبح محشر کو

سمجھو اوسے وہ شگاف گندم — آدم ہوے جس سبب سے مقہور
خواہش مین ہوا ہی اوسکی میرا — اب سینہ شگاف اور جگر چیر
رانین وہ بھری ہوئی ہی شفاف — حیران ہو دیکھکر جسے حور
یاد اوسکی مین کیون نہ دل بھر آوے — اور کیون نہ بنے یہ چشم ناسور
ہین ساق بلورین اوسکی ایسی — ہو دیکھے کے جسکو شمع کافور
سر تا بقدم ہے بے تصنع — سانچے مین ڈہلا وہ بقعۂ نور
پاتا نہین مین نشان اوسکا — اپنا نہین اور کچھ تو مقدور
اوس شکل کا باندہ کر تصور — صنعت کی یہ ہی زبان یہ مذکور

رفتی و مرا خبر نکردی
بر ہمکسیم نظر نکردی

تو میرے حال پر قاصد اگر اک نظر پہلے — پھر اوسکے بعد اجرت اپنی لیجو جسقدر پہلے
کسی عنوان سے ہو یہ پیام اوس مسیحا کو خبر پہلے — مین جی جاؤن اجل سے آپ آجاوے اگر پہلے

یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے

تری پاؤن پڑی ہون ہم کہ دل دی مایوسی دل سے — بمنت تجکو ای کمظرف یہ رتبہ ہوا حاصل
خدا کی شان ہی جو تو یہ کہنے کی ہوا قابل — نہ دیتے دل نہ دیتے دل نہ دیتے دل نہ دیتے دل

ترے اس بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

کسی عاشق نے اتنک بخت روشن ایسے پائے — نہ خط بھیجا نہ وعدہ ہی زبانی اوسنے فرمائے
یہی ڈر ہے کہین مجکو نہ شادی مرگ ہو جاوے — وہ بے وعدہ اگر گھر کو ارا تو خود چلے آئے

لگا نخل تمنا مین یہان گل ہی ثمر پہلے

تمہاری خلق ہمتو مصحف ناطق سمجھتے تھے — بس اوسکو جو مٹی ہی تم مجھے بدنام دی ہیٹی
ہوی اب عذر کرنیسے خفا تم اور بھی مجھسے — عوض بوسہ کے دینی تھین گالیان میری کہ صابی

کلیان ہین کنول کی یا کہ بھنورا — اون دونون پہ آلپٹ رہا ہے
ہمبر اوسکے مین چشمہ ننگی چشم — دریا کیطرح سے خون بہتا ہے
لپٹتا ہو نہین اوسکی یاد کرکے — اور آنکھو نہین دم حباب سا ہے
ہے دل پہ جو اوسکا کچہ تصور — اک داغ سیاہ پڑ گیا ہے
نخچہ کیطرح سے بستگی ہے — دل سخت بلا مین آپہنسا ہے
اوس گات کی یاد مین ہمیشہ — سینے سے ہاتھ کب جدا ہے
اللہ ری تیری سخت چھاتی — یہ تو نے ستم نیا کیا ہے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بکسیم نظر نہ کردی

مہ پارہ کا کچہ شکم نیو چھو — سیماب کا بحر ہے وہ یارو
اور ناف ہے اوسکی چاہ نخشب — گرداب بلا ہے یا وہ مجکو
یاد اوسکی مین دل ہے پارہ پارہ — غم کے مین لپیٹ مین ہون ہتو
غم سے نہین بیش و کم ہمز وست — اسکا تو علاج کچہ بتاؤ
اور چاہ مین ناف کی ہون ڈوبا — اب بہر خدا مجھے نکالو
کسطرح مین اس بھنور سے نکلون — تم راہ کوئی مجھے بتاؤ
ہے حسن کے باغکی خیابان — گر غور سے زیر ناف دیکھو
خاشاک کو دیکھیے تو گویا — ممکن نہین اوسمین نام کو ہو
مین اوسکا اسیر مو بمو ہون — اور تو نے دغا سے پاکے قابو

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بکسیم نظر نکردی

ہے اوسکا جو وہ مکان مستور — کیا اوسکی صفت ہو چشم بد دور

یاد اوسکی مین برق سان تپان ہون
مینان کیطرح ہے اشک باری

کیا کہیے دہن کی اوسکے تنگی
تعریف مین جسکی ہون مین عاری

معلوم نہین کہ وہ کہان ہے
دیکھون تو ہو کچہ زبان سے جاری

سپہ پان سے کچہ پتا ملے ہے
گر کیجے غور در نج دخواری

جیون غنچہ گل مین ہووے بیتی
یون لب مین زبان ہے تمہاری

لوٹا مرے دلکو تو نے دشمن
کی تو نے یہ خوب دوستداری

رفتی و مرا خبر نکردی
بر یکسیم نظر نہ کردی

دیکہے جو رنج گا اوسکے عالم
اسیب ہو سیب کو اوسیدم

جسبدن سے ہے چاہ اوسکی ہمکو
گر داب بلا مین پہنس گئے ہم

اور خال ہے اوسمین اک نمایان
کچہ ماہ سے بہی دو چند سوم

گو بامہ چاہ بخشبی ہے
گاہے نہوا اوسکی روشنی کم

داغ اوسکا ہے یہ نہین سویدا
فرقت کا ہے دلپر اسقدر غم

گردن وہ صراحی دار اوسکی
دیکہے جسے ہو ہر ایک خرم

عاشق کے ہے حق مین وہ تو گویا
چون آب حیات و آب زمزم

ملتی نہین دیکہنے کو وہ اب
ہے جی مین یہی کہ جایئے سم

یہ خواب مین مینے اوس سے کی عرض
بیجرم و گناہ ہو کے برہم

رفتی و مرا خبر نکردی
بر یکسیم نظر نہ کردی

سینہ نہین بحر حسن کا ہے
وہ جانے جو اوسکا آشنا ہے

اور اوسپہ نشان حباب سے دو
کچہ ایک سے ایک خوشنما ہے

پہرا ہے یہ کمبخت کا گویا ❊ ہے قید فرنگ مجھہ پہ بیدہب
قاتل ہین طلسم کے ہین پتلے ہین دشمن جان مردم اغلب
وہ کان تو عیش کے ہین ارکان دہیان اونکا ہی کان غم کی یارب
بالا ہے وہ مہ پہ جیسے ہالا موتی کی جھلک ہے مثل کوکب
ہون حلقۂ ماتمی مین بیٹھا اوسکی مجھے یاد آئی ہے جب
ہر وقت مین باندہ کر تصور کہتا ہون مین اوس سے اوشکرلب
کیا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی یکبارگی یان سے جانیئے کب

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

عارض جو ہین اوسکے وہ منور خورشید و قمر سے دونون بہتر
ہر دم جو ہے مجکو یاد اونکی ہے داغ مرے دل و جگر پر
پائی ہے وہ اوسنے ایسی بینی خودبینی ہے جس سے اوسکو الفر
دم ناک مین لائی ہے مرا وہ غمناک ہون اوسکی یاد کرکر
یاقوت سے اوسکے دونون ہی لب یاقوت ہے عاشقونکا وہ پیر (روزی ۱۲)
لپکا مجھے پڑ گیا ہے اونکا پہونچا لب گور اب مین منصور
کر یاد مین ہونٹ چاٹتا ہون لب دیکھئے کب ہون وہ میسر
صورت کا ہین اونکی کر تصور اور موند کے اپنے دیدۂ تر
کہتا ہون کہ واہ آفرین باد کیا رسم وفا یہی تھی دلبر

رفتی و مرا خبر نکردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی

دندا نکی چمک وہ آبداری ہے برق کو جس سے بیقراری

تھی تمسے ہمین یہی توقع ٭ دشمن بھی تو ہم نہ تھے تمہارے
تمنے جو کیا کنارا ہم سے ہم پہونچے ہین گور کے کنارے
آتا ہے جو یاد تیرا جانا ٭ چلتے ہین جگر پہ غم کے آرے
ہر شب تری یاد مین تڑپ کر عاشق ترا کیون نہ جان وارے
اے آینہ رو ہے مجکو حیرت یہ کسکے ہوے تمہین اشارے
جوبن گئے اوڑ گئے یکایک سیماب کیطرح ماہ پارے

رفتی و مرا خبر نہ کردی
ہر بیکسیم نظر نہ کردی

ہے مانگ کا دہیان دل پہ چھایا دو ٹکڑے جگر ہوا ہے میرا
فرق اسمین نہین ہے یک سر مو ہر شب ہے وبال جان یہ گویا
اوس سلک گہر کی یاد مین اب آنکھون سے ہے مینہہ سا برستا
تعویذون کے کرتے ہی تصور ٭ پہونچا دل اور جگر پہ دھسکا
مین غم سے گھٹون نہ کیون کہ ہر ماہ رہتا ہے خیال اوس جبین کا
ابرو کی جو یاد جنبش آئی ٭ چلتا ہے جگر پہ غم کا آرا ٭
مژگان کا جو ہے اسے تصور غم کی یلغین نے دل کو گھیرا
یا ہے کوئی نیزہ بازون کی فوج ہے قلعۂ جان پہ جسکا ڈیرا
قاصد تو مری طرف سے کہنا کسنے تجھے اسقدر سکھایا

رفتی و مرا خبر نہ کردی
ہر بیکسیم نظر نہ کردی

اوس چشم کی یاد ہے مجھے اب حیران نرگس صفت ہون ہر شب
سرخی و سپیدی و سیاہی مجکو نہین چھوڑتی ہین یہ سب

چھوڑون ہون اگر بیان مین یون اوسکا لہو سی
ہر چند سل پر اوسکو ہین گڑتے بہت دئے
رنگ سزا یہی ہے جو الصاق سے کہے منہ
اس جرم پر حنا کے نکیون ہاتہہ باندہے
لیٹی ہتی جاکے راکتو پائے نگار سے

جیسے کہ ہے شکار کا اوسکو مزا پڑا
چھوٹا نہ وہ جو پنجہ مژگان مین آگیا
دیتا ہی خون بہا نہین دیتا ہی خون بہا
شاہین چشم یار کے منہ سی لہو لگا
باز آئے کیا کبوتر دل کی شکار سے

مت بھول آشیان پہ کہ یہی ہے مرا وطن
اشجار و شاخ برگ پہ تو ہو نہ خندہ زن
گلچین بدام تاک مین ہے ہان یہ سخن
کام اپنا ایک گل سی رکہہ اے بلبل چمن
وہ بوالہوس ہین جنکو ہی مطلب ہزار سے

ہین داغدار حلقہ پہ وبال مور مین
چیلہ وہ اوسکا دیکہہ کے ہر پور پور مین
مر مر کے ہم جیے ہین تو افغان شور مین
یہ سوجہتا ہی آہ کہ مر کر بہی گور مین
آرام پائینگے نہ دل بیقرار سے

ہستی مین خوف مرگ و غم روزگار و گیر
ان دونو غم سے رو کے گریبان اپنا چیر
حسرت سی میرے سامنے کہتا تہا اک فقیر
آکر عدم سی عالم ناسوت مین نہ پھیر
سوجہا مجہے یہ زندگی مستعار سے

چھوڑیگی یہان تو موت نہ مجکو کسی طرح
بچنے کی میرے اب تو نہین ہے کوئی طرح
صنعت سی بہی کہی تہا وہ اکثر اسطرح
ڈنڈہون نہ پاؤن سوزن رشتہ کیطرح
تار نفس جو جاوے نکل جسم زار سے

گردش مین جو ہین مرے ستارے
تو وہ بہی ہین اندنون سدہارے
قاصد تو مفصل اوس سے کہنا
جالات جو کچہہ یہان ہین ہمارے
اور میری طرف سے یہ زبانی
کہنا اوسے دیکہ خط کہ پیارے

ہے سرو سے اور لوٹ سی قد کو تری نسبت — سنبل کو بھی ہے زلف کی تشبیہ سی شرکت
بس اسلئے صنعت کو ہی گلشن سی بھی نفرت — اوس نرگس بیمار سی رکھتی ہے شباہت
ہرگز سو عبہر سی اشارا نکرین گے

مجمسی اوسی حجاب ہی سخت یہ اضطراب ہے — جانکو پیچ و تاب ہی چین ہے اور نہ خواب ہے
زندگی چون حباب ہی الغرض اک عذاب ہے — رخصت صبر و تاب ہی شرم کو بھی حجاب ہے
خانہ بگوش خراب ہی دیدۂ تر پر آب ہے

مجمہ یہ چو یہ عتاب ہی طرز جفا خراب ہے — ظلم یہ بے حساب ہے جان کو اضطراب ہے
ترک خورش اور آب ہی ہان غذا عذاب ہے — خون دل اب شراب ہے لخت جگر کباب ہے
بے الم عذاب ہی بے غم اجتناب ہے

شیفتہ اوسکی حسن پر ہو گئی جن بھی دربشر — ہو گیا تنگ اسقدر یعنی چھپا وہ اپنے گھر
وہ تو چھپی ہے لاکھ پر کہتی ہین سب یہ بیشتر — پردہ لیسی رو ے عشق گر آئی نہ کسطرح نظر
چو تھی فلک سی جلوہ گر چہرۂ آفتاب ہے

زار و نحیف کاہ سا در پہ مین اوسکی تہا پڑا — خلق نے روند زیر پا سرمہ صفت مجھی کیا
تیری سبب سے جابجا تہا پہ نہ تہا مین اوڑا اڑا — ہای غبار بھی مرا گو چہ پسی اوسکے اوڑ گیا
ہا تہو لسی تیری اے صبا مٹی مری خراب ہے

صنعت عشقباز ہی رکھتا وہ دل گداز ہے — اوسکو یہ امتیاز ہی پاس وہ عشوہ ساز ہی
خلوت ناز و راز ہی شکر بصد نیاز ہے — مجلس سوز و ساز ہے پر مین وہ دلنواز ہی
ساقی مست ناز ہی اور قدح شراب ہے

عاشق گذر کے زندگی مستعار سے — مرقد مین وہ گیا تو پھر اک اضطرار سے
آئی ندا لبند یہ اوس بیقرار سے — چشم الم کسی ہے پس از مرگ یار سے
امید گر یہ ہی مجھے سمع مزار سے

کہہ تہا ارزہ شفقت یہ بارہا صنعت
یہ در بدر جو تو پہرتا ہے اسمین ہی ذلت

تو واہیات مین اوقات اپنی کہو مت
گدا جو ہووے تو ایسے کی در کا ہو خیرات

کہ کچہ سمجہ کے کرین قدر بادشاہ تری

بے یار کے اوقات گذارا نکرینگے
غم رو ٹہنے کا ترے خود آرا نکرینگے

کیا اسدل بیمار کا چارا نکرینگے
رنجش تری ہر دم کی گوارا نکرینگے

اب اور ہی معشوق سے یارانہ کرینگے

فرقت سی تری دلمین کیا ہے یہ تقرر
اب ایسے سے ملیے کہ ہو تجکو بہی تحسر

اس کالی بلا سے ہے طبیعت کو تنفر
باندہین گے کسی اور ہی جوڑا یکا نقور

سر دہیان مین اوس لف کے مارا نکرینگے

ملنا ترا ہر ایک سی از صبح تا شام
واللہ اس آغاز کا ہووے یکا بد انجام

اور ہمنے تو ٹہہرایا ہے دلمین یہ باقسام
امکان سی خارج ہے کہ لین پہر ترا ہم نام

ہمنام کو بہی ترے یکبارا نکرینگے

ہر جائی تیری طور ہم کیونکہ نہ گہبرائین
اور کب تلک انغمار تمیز اب تجہی سکلائین

ہر چند یہ شیوہ نہین اپنا کہ قسم کہائین
یکبار کبہی بہولے سے آجائین تو آجائین

لیکن گذر اس گہر مین دوبارا نکرینگے

اور دنکی طرح ہمکو بہی سمجہا ہی تو بہوش
ہر چند کہ ہے بحر محبت کا یہان جوش

لیکن نکرین وضع کو ہم اپنی فراموش
کیا خوب کہا تونے کہ کہولون انہی آغوش

ملنے سے مرے آپ کنارا نکرین گے

ضبط نفس گرم سی گر جسم بہی جلجائے
اور خوشۂ انگور کے مانند یہ پہل جائے

ممکن نہین اب اپنا یہ انکار بدلجائے
گو خاکمین ملجائین ہم اور جان نکل جائے

پر تجسی ملاقات خود آرا نکرینگے

تا حشر مجھپہ رکھیو خدا اوسکا دست مہر — الکدم نہ سر سے ہووے جدا اوسکا دست مہر
صنعت ذرا دیکھتی ہی کیا اوسکا دست مہر — سر پر مرے تپان ہی سدا اوسکا دست مہر

جسنے کہ شق کیا قمر انگشت کے تلے

نگہ ہی درپے آزار بے گناہ تری — گرے کنوئین مین وہ ظالم کرے جو چاہ تری
عجب طرحکی تجلی ہی رشک ماہ تری — پڑی ہی بزم مین جس شخص پر نگاہ تری

وہ منہ کو پھیر کے کہتا ہی اف پناہ تری

نہ آنکھ ناک منہ نے زبان ہے گویا — نہ ایسی گات نہ یہ بات اور نہ دست نہ پا
جب ایسے دونون ہون مفرد بہر تو کہیے بھلا — کہان سے لائین یہ گویائی اور یہ نقشا

برابری کرین کس منہ سے مہر و ماہ تری

کوئی دکھائے تمہا اوس کو اپنا حال تباہ — کوئی جتائے تمہا با تو مین اشتیاق اور چاہ
رہا خموش یہ سنکر کہے وہ نیچی نگاہ — کہا جو مینے کہ ہے برق دلجلونکی آہ

تو بول اوٹھی کہ تجھی پر پڑے وہ آہ تری

سمجھ کے آپکو ہر فن مین وہ حریف ظریف — مبادا غیر دمین لیجاے جا بجا تشریف
یہ دی ہی مینے تجھے دوست جانکر تکلیف — نکر تو اوسکی دلا بات بات پر تعریف

خدا ہی جانے کرے کیا یہ واہ واہ تری

کنوئین جبکا ہین تو ہمکو ای ستم پرور — ہماری بیوطنی پر ذرا تو کیجے نظر
صنم خدا کے لئے غور میری حال پہ کر — سبب کچھ اور نہین الیش اپنی کا تھا مگر

عدم سے لائی ہی ہستی مین ہمکو چاہ تری

سب عاشقون پہ تو کرتی ہو تم کرم آخر — اور انتظار مین ہوتا ہی اپنا دم آخر
خدا کو منہ بھی دکھانا ہی اے صنم آخر — نہ آیا اپنے تو وعدہ پہ اور ہم آخر

عدم کو ہو گئی راہی یہ دیکھی آہ تری

ہمدم جو دابے ہے جگر انگشت کے تلے
رومال لے کملی کرکے تر انگشت کے تلے

بھڑکی ہے آگ اسقدر انگشت کے تلے
لے نبض کو طبیب گر انگشت کے تلے

یکدست آبلہ ہون ہر انگشت کے تلے

طوفانکو پل میں بات کرے اپنی رود چشم
جاری ہر رنگ چشمہ رہے اپنی رود چشم

مانند ابر اشک بہرے اپنی رود چشم
بس چھیڑتے ہی بہنے لگے اپنی رود چشم

مطرب بسپرکے ہی اتر انگشت کے تلے

بیٹھی بٹھائے اوس بت بے مہر نے ہمین
رستے دکھائے اوس بت بے مہر نے ہمین

اپنے بن آئی اوس بت بے مہر نے ہمین
تارے گنائے اوس بت بے مہر نے ہمین

تھے جسکی مانگ کے گہر انگشت کے تلے

تار نفس سے بھی تو وہ نازک ہے بس کمال
اب چھیڑ کر اوسے کوئی گردنپہ لے وبال

جسکا کہ دیکھنے ہی سے ہوتا ہے ادرحال
کیونکر مین اوسپہ ہاتھ رکھون ائی شیوصال

آتی نہین ہے حوصلہ انگشت کے تلے

دل شاد شاد اوس سے نہو کس نمط مرا
ہے عاشقو نمین پاس اوسی اک نقط مرا

ہوتا ہے حظ مین جو کوئی حرف غلط مرا
شوخی یہ اوسکی دیکھیو تو یارو کہ خط مرا

پڑھتا ہے حرف شوق ذبر انگشت کے تلے

شمشیر اپنی خونمین میرے ڈبوئیے
کہتا یہ مین نہین مرے مرقد پہ روئیے

غصہ کو تھوک ڈالیے سکتہ نہ سوئیے
اب بعد قتل کے تو مرے ہاتھ دھوئیے

لوہو لگا ہے بیخبر انگشت کے تلے

آجای مور فیل کے جون پاؤنکے تلے
یون دیکھتی تھی ہم بھی تو یہ بچگے یہ بھلے

ای ہمصفیر کیون کفِ افسوس تو ملے
جنگل سے تو مین چھوٹ گیا پھینکو کے دل

دو چار رہ گئے ہین پر انگشت کے تلے

دہوان دہار آہ ہر دم رہتی ہی یان سوز نہانسی
بھری ہی آگ دلمین لب پہ شعلہ چشم طوفانسی
ہوا نام اس سی روشن لوگی ہی ہمکو جہان سی
شب فرقتمین رہتی ہین لیشبکل شمع گریانسی

طپان سی مضطرب سی پر الم سے اور پریشان سے

قلق دلپر جگر مین آگ اور سینہ مین تہا نالا
جنون سی بیکلی تہی اور بدن پر داغ جون لالا
ملیگا جب تو اوس سی یہ کہونگا ای سمی بالا
تری فرقتمین کیا کہیئے کہ کس کس سی ہی مرا پالا

الم سی درد سی سوزش سے بیتابی سی حرمان سے

نہ قد سی سرو نی مسی سی کہ سوسن زیادہ ہے
نہ نرگس چشم سی رنگت سی ذکنہ زیادہ ہے
اور اسپر باد مجکو دلبری کا فن زیادہ ہے
رخ تابان ترا ایماہ نور روشن زیادہ ہے

سہاسی مشتری سی ماہ سی مہر درخشان سے

ہر اک عاشق کا ہر شب خون کیا کرتا ہی تو لیکر
ہے اس جور و ستم پر سر خرو کیسا ترا جبر
ترا غصہ معاذ اللہ ہو جاوی جو عاشق پر
کہی تاراج لاکہون کشور دل تو نی پنس بشکر

مسی سی پان سی لب سی اور انہی سلک دندان سے

تو سفاکی مین یارشاہ سی بہی ہی پرے ظالم
کہ لاکہون خون اک اک آن مین تو نی کیئے ظالم
تری عاشق تو بن یار ہی پھرتی ہین مری ظالم
نکر بد بوح اور مقتول عالم کو ارے ظالم

ادا سی غمزہ سی چیپ سی نگہ سی ناز پنہان سے

جو پالا اوسکو بہی پڑتا کسی عیار نگر جانسی
نصیحت بہول جاتا اور گذرتا دین و ایمان سے
کوئی سمجہا کہدو ناصح بیہودہ نادانسی
بچی کیونکر بہلا دل شوخ سی پہلی ہی جوبہانسی

وفا سی مہر سی قول و قسم سی عہد و پیمان سے

ہوا سکتا سا اوس آئینہ رو کی دیکہکر صورت
کہا یہ تو نہین انسان مگر اللہ کی قدرت
ہوا حیران اور اونسی یہی کہنی لگا صنعت
سعید انہی سی جو چاہین کہن پر انکو کیا نسبت

پریسی حور سی جانسی ملک سی اور انسان سے

زیست میں اپنی یہی مدّ نظر رہتا ہمیں
یعنی بعد از مرگ چشمہ چشم کی جاری رہیں

پھر نہ کیوں شوال کو ماہِ محرّم ہم کہیں
تار رونیکا نہ ٹوٹا اپنے ماتم خانہ میں

مر گئے جب ہم ہمارے نوحہ گر رویا کئے

جز فقیروں کے نہیں ہوتا کبھی سلطاں کا عرس
معتقد کرتے ہیں اکثر مرشد و دلشاں کا عرس

ہو سکیگا کس سے اب اس بیسر و ساماں کا عرس
رونے والوں پر ہے واجب عاشق گریاں کا عرس

ہر مژہ سے ابر آکے میری خاک پر رویا کئے

اپنے آنسو کو نہیں ہم جانتے گوہر سے کم
قطرۂ نیساں ہیں وہ اور ہیں جگر سے یہ بہم

آبرو انسے ہے میرے عشق کی مجکو قسم
ذوق ہے رونیکا یعنی کے مصلّی شب میں ہی نم

یار کے پاؤں پہ رکھکر اپنا سر رویا کئے

ہمنشیں اسکا مجھے کیونکر نہ ہو رنج و الم
وہ نہیں ادنے کے مصداق یار ہی تنہا جگر کو کم

بن گئی اب اپنے جی پر کیا گیا ہے دلکو غم
طور یہ بگڑا ہے اوسکی بزم کا اکدم کو ہم

دان گئے مقتے آکے یہ دن اپنے گھر رویا کئے

ہے عجب کچھ ماجرا اٹیدہ سب بیماری ہوئی
پانی پانی جس سے میری آبروساری ہوئی

عذر کیا اوسکا کروں ہمدم بڑی خواری ہوئی
رونہیں کل رات غفلت اسقدر طاری ہوئی

یار آکر مہ گیا ہم اسقدر رویا کئے

حضرت آدم بھی حوّا کے لیے رویا کئے
حضرت یعقوب بھی روتے تھے یوسف کے لئے

الغرض تفصیل اب کس کس کی ہمدم کیجئے
کچھ ہمیں گریاں نہیں ہیں دنیے احباب سے

حشر تک اس غم سے سب جن و بشر رویا کئے

کل یہ صنعت کہہ رہا تھا آہ بھر کر ہمنشیں
خضر کی سی عمر گر مجکو میسّر ہو کہیں

لوسنیں اوسکے غم میں رو نہ بھر کے آہ آتشیں
دل کے جانیکا شہیدی حادثہ ایسا نہیں

کچھ نہ روئی آہ گر ہم عمر بھر رویا کئے

پاڑہی کو کہیت سی کرنے لگی جواب کاوش
کس سے پہراو سکے نگہبانی کی کیجے خواہش
گہر کے دشمن کی بہلا ہو سکی کیونکر بندش
بن تری موی مژہ سی ہی یہ آنکہونکو خلش
اس سی بڑہ کر کبھی کٹتیں نہ سر مو کانٹے

خار ہون شاخ مین گلکی نہ کہ ہوتین گلبین
خلجان تہا یہ تعجب سے دل بلبل مین
راز اس بانکا مشاطہ کے ہے جنگل مین
ٹوٹ دندانۂ شانہ جو رہے کاکل مین
طرفہ رکتا ہے گل سنبل گیسو کانٹے

مہر میرا منین تہا جب تنے جنونکی خاطر
دشت پیمائی جو کی تو وہ ہوئی مجکو مضر
اسقدر پاؤن تلے خار پر آئے آخر
پشت پا توڑ کے نکلا سر ہر خار تو پھر
ہو گئے تیر کے مانند ترازو کانٹے

خنجر تیز ہین جانان کے نہین موے مژہ
تیر ہین اوس گل خند انکی نہین مو سے مژہ
غرض السیہ کسی خوبان کی نہین مو سی مژہ
گرد اس دیدۂ گریان کی نہین مو سی مژہ
اشک کی سیل نے پہیکے ہین لب جو کانٹے

کیا صنعت نے کہ حسبوقت قیامت ہوتی
خوب تدبیر تہی اوس شوخ پہ یہ دعوی کی
کہ مواہیر سی اپنی وہ سند کامل تہی
آہ جن ہاتہونمین گل کہاں تہی مہندی ہادی
ہو گئی سوکہہ کے وہ سعد دبازو کانٹے

دامن دل ہجر مین شام و سحر رو یا گئے
قیس اور فرہاد بہی آنسون پہر رو یا گئے
الغرض عشاق شب خون جگر رو یا گئے
عشق مین کتنے ہوئے اور بیشتر رو یا گئے
لطف کو اک شب کی برسون یاد کر رو یا گئے

شدت گریہ سی اکدن بیقراری مجکو تہی
دیکہکر مجکو ہوا غمدیدہ وہ سرد سہی
پہر تو ہمچشمون مین مجکو آبرو حاصل ہوئی
اپنے رونے پر جو رحم آیا اوسی ہم ادر بہی
اوسکی دکہلانیکو مل چشم تر رو یا گئے

دیوانگی ہماری یہ لائی ہے زور رنگ
ہے عقل جسکو دیکھکے پیر و جوان کی دنگ

لڑکے ہر ایک سمت سے لاتے ہین خشت و سنگ
آئی ہین اے جنون مرے ہاتھ تو نسبکہ تنگ

لائین کہان سے روز گریبان نئے نئے

آگے تو نکے جا کے جھکاتا ہی کوئی سر
اور کوئی شیخ چلی بنا چلہ کھینچ کر

تعلیم حق پرستی مین ہر چند کی مگر
دیر و حرم مین کوئی نہین میری آہ پر

کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

میرے جلو مین پھرتے ہین گر کونکے اب پرے
تکلیف شرع کی کوئی دیتا نہین مجھے

فکر معاش بھی نہین احسان سے ترے
ممنون تیرا ہے دل نالان قدیم سے

ہوتے ہین اے جنون ترے احسان نئے نئے

صنعت نے جو سنی یہ غزلیات تیری رند
بولا کہ معتنم ہے بہت ذات تیری رند

لازم ہے شاعرونکو مدارات تیری رند
تو شاعر قدیم ہے کیا بات تیری رند

سامع نئے نئے ہین سخنور نئے نئے

دیکھا یہ گلشن مین پڑے بلبل خوشگو کانٹے
جا ہی گل گو کہ رو کی ہو گئے خود رو کانٹے

یہی کہتی تھی وہ منقار سے چھو چھو کانٹے
بو گئی باد خزان کیسے یہ اب تو کانٹے

کہ نظر آتے ہین گلزار مین ہر سو کانٹے

گلبدن دلمین یہی سوچ کے سمجھا ہے فقط
یعنی ہو دیگی بہار اسکی یہی سبزہ کی نمط

ہان خزان ہو دیگی اوسکی ہی یہ فہمید غلط
عارض رشک گلستان پہ بڑھا تا ہی جو خط

گلشن حسن مین بوتا ہی وہ گلرو کانٹے

جبسے ہم زلف کی سودہ مین گرفتار ہوے
تھی تمنا کہ بدن اپنے سے اب خون بہے

کر کے تدبیر دوا باز رکھا لوگون نے
نوک نشتر سے بچاتا تھا سو جنون کی صدقے

پیگئی خون ہمارا کئی چلو کانٹے

مدت سے یار کرتا تو قول و قرار ہے
سو آجتک اوسی کا مجھے انتظار ہے

ناچار ہو کے کہتا ہون دل بیقرار ہے
آنے سے بندہ خانہ مین گر تجکو عار ہے

دولت سرائے اپنی مین مہمان کر مجھے

کاکل کا ہو رہا ہون گرفتار مو بمو
بے تیغ قتل ہوتا ہون ابرو کے روبرو

مژگان نکالتی ہین رگ جان کا لہو
ہون روبرو ہی چشم تو ہون مہ درگلو

پر کہیو زلف سے نہ پریشان کر مجھے

بے بال و پر قفس مین مین تا کی رہون عبث
گردن پہ اپنی یار مرا لے نہ خون عبث

تجکو صواب ہووے نہ مین جان دون عبث
صدقے ترے مین کب تئین تڑپا کرون عبث

ہے روز عید آج تو قربان کر مجھے

اشعار پڑھ کے کہتا تھا صنعت یہ مجسے آج
اہل سخن ہین جتنے وہ ہین اپنے سر کے تاج

آجاے اونکا جسکھڑی انصاف پر مزاج
ہین شعر فہم جتنے زمانیکے لاعلاج

اے درد سب وہ مانتے ہین جان کر مجھے

انداز ترے دیکھ کے جانان نئے نئے
برپا کئے ہین چشم نے طوفان نئے نئے

نکلے جگر سے نالہ و افغان نئے نئے
دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے

وحشت دکھا رہی ہی بیابان نئے نئے

روز فراق یار نہ یارب دکھائیو
نام رقیب ہی نکوئی کہہ سنائیو

فرہاد کیطرح نہ مجھین آزمائیو
جور بتان سے مجکو خدایا بچائیو

پیدا ہوے ہین جان کی خواہان نئے نئے

یاقوت ڈالے جاتے ہین گوہر کی ہار مین
سرخی جمائی جاتی ہے دندان یار مین

آنکھین ہین سرخ سرخ نشے کی خمار مین
مہندی لگائی جاتی ہے دست نگار مین

ہوتی ہین آج قتل کی سامان نئے نئے

اوس میری تند خو کا یہ عنوان ہی غضب — قاصد کو میرے مارتا ہے ہاے بے سبب
ناچار ہو کے یہ مجھے سوجھا ہے اور ڈھب — گر چاہتے ہو خط وہ پڑھے دو تو لو تو اب

سرنامہ پر رقم نہ مرا نام کیجیے

اغیار میرے یوسف ثانی کو اپنی چاہ — ق — اکثر جتا یا کرتے ہین باحالت تباہ
خوش اپنے دلمین ہوتا تھا اس سن کے شکر اللہ — کل مینے جو کہا کہ کسیکے الم سے آہ

امر جانیے بس اور نہ کچھ کام کیجیے

سنتے ہی سن وہ ہو گیا اور ہوش اڑ گئے — ہم بزم اوسکے جتنے تھے خاموش ہو رہے
مین منتظر رہا کہ مجھے کچھ جواب دے — تو وہ سنا کے مجکو یہ کہتا تھا ایک سے

کیا لطف ہے کسیکو جو بدنام کیجیے

صنعت ز راہ پند یہ کہتا تھا مجھسے بات — کر دلسے اپنے حرص تو موقوف نیکذات
عزت ہو جس سے دنیا مین عقبیٰ مین ہو نجات — آسودگی سے کھینچیے محنت گر اپنا ہات

پھیلا کے پانون ذوق سے آرام کیجیے

دربان اپنا اوبت نادان کر مجھے — بٹھکین نہ غیر دیکھین جو یان آن کر مجھے
اس رشک سے پری نہ پریشان کر مجھے — دشنام دی ہے غیر کو تو جان کر مجھے

پیارے یہ لطف کیجیے پہچان کر مجھے

اوس گلبدن کی عشق مین مانند نے ہنکلی — نرگس کیطرح بستر نہ پلک سے پلک لگی
تکلیف قصہ خوان نکرا ب ہے یقین یہی — کل کیطرح سے آج بھی بس نیند آچکی

گھیرا اوسی خرابی نے پھر آن کر مجھے

نازک مزاج ہے وہ مرا شوخ دلربا — بار نگاہ بھی نہ مرا اوس سے اوٹھ سکا
پھر اور بات کی رکھون امید اوس سے کیا — کہتا ہے اک نگاہ پہ آئینہ رو مرا

بس اور اب زیادہ نہ حیران کیجیے

مہر کی بدلی نظر اب تو نی جوا یر شک ماہ
چاہ غم مجھکو جھکائی ہین لگاکر دلسی چاہ

لو غم فرقت مین رہتے ہین یہ شام و نگاہ
چشم گریان اشک باران رعد نالہ برق آہ

بن ترے یان سیر سب ہے مہ لقا برسات کی

کمار ہا ہی اب بتان ہند کا دل پیچ و تاب
ابر نیسا نکا ہی جسکو دیکھکر دل ہی کباب

پانی پانی ہو گیا شرمندگی سے اب سحاب
زلف مشکین ہی بوقت غسل یون ٹپکی ہی آب

ہو برستی جسطرح کالی گھٹا برسات کی

چار ابرو ہو گیا جسدم وہ میرا شوخ و شنگ
اور ہی سرسبز ہو کر حسن یہ لایا ہی رنگ

دیکھنے سے ہو گئے جسکی جناب خضر دنگ
یاد دلواتی ہے خط سبز شوخ سبز رنگ

مجکو سبزی ہمنشین اب جا بجا برسات کی

یہ کما صنعت نی ذات اوسکی غنی اور ہم فقیر
مانگنی اوسکی سوا اب کون ہی ایسا امیر

مستجاب اوسکو کری وہ حضرت رب قدیر
مخلص اب امساک باران دیکھکر یا دپیر

مانگتی ہین اندنون ہر دم دعا برسات کی

کہتا یہ مین نہین کہ یہان شام کیجیے
رخصت کا پر ابھی سی نہ پیغام کیجیے

کچھ دلمین خوف اسکا نہ کلفام کیجیے
ہی انکھڑیونمین نیند تو اک کام کیجیے

یہ بھی تو گھر ہے انکا آرام کیجیے

آنکھونسی میری چلکی نگہ اوسکے چہرہ تک
لے لے کے دم وہ جاتی ہی سو جا بجا تھک تھک

ہجر صنم مین ہو گیا کیا حال یک بیک
یہ ضعف ہی کہ پہونچی ہی تا صبح رخ تلک

گر زلف پر نگاہ سر شام کیجیے

کہتی ہین خط کو نصف ملاقات آشنا
سو اوسکا حال یہ ہوا تقدیر کا لکھا

خط پر زری کرکے بے پڑھی قاصد کو دی سزا
قاصد جو اونسی آیا تو جھنجلا کے یہ کہا

موقوف ایسا نامہ و پیغام کیجیے

خار پا سر تلک آ پہونچے ہین اور جان لب تک
باز آنیکا نہین تو نہ ملے گا جب تک

رحم کہا بہر خدا جور و جفا یہ کب تک
ہم ترے واسطے اے غیرت لیلی اب تک

قیس کیطرح سے تجھ پر نہین ہین بن مارے

خاک پر گذرا مری یار تو دامان کشان
ہوا صاف کچھ اب تک بھی غبار جانان

ہو کے ناچار کیا اور یہ ہمنے ساماں
سر کو اپنے سے کیا خاک سر دوش گراں

وہ بھی شاید کہین سہو کر دم رفتن مارے

تری اس چشم کو جس شخص نے دیکھا بہر
قتل پر ہو گئی اوسکے یہ دسمی سی مصر

ٹھگ ہین قزاق ہین جلاد ہین یا مین سباح
تیری آنکھین ہین وہ رہزن کہ جنہون نے کافر

قافلے لوٹ لئے سیکڑون رہزن مارے

جا کی صنعت نے زبون حال جب اوسکا دیکھا
مرتبہ کہا یہ بہت اور اوس سے صلا کیا پایا

اہو خاموش مزہ خوب مچا دیا ہے
مصحفی کام ترا ضبط سے اب در گذرا

کب تلک غم مین کسیکے کوئی تن مر مارے

اوسکی رحمت ہے ہمہ دا جانفزا جانتی
زاہد خشک آپکو ہے قدر کیا برسات کی

غم گھٹا دیتی ہے آمد مشفقانہ برسات کی
میکشونکو کیون نہ خوش آوے ہو ابر سیاہ کی

جو مستی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی

یا تو تیری سبز رنگت ہے کچھ تاثیر کی
خاصیت اسمین ہے گویا مرہم زنگار کی

اس سر وہی مین تھی اب زہر کی کیا آب دی
زخم ہوتے ہین ہرے ہر سال ایقاتل تری

تیغ زہر آلود تھی وہ قوس یا برسات کی

برق جلتی ہے جو مین کرتا ہون آہ و انین
شور و نالہ سے ہمارے رعد بھی ہے سہمگین

اور اگر انصاف کیجے اسمین بھی کچھ شک نہین
پھوٹ بہوٹ اس غم سے کیون روے زار اے ہمنشین

قدر میری چشم تر نے دی گھٹا برسات کی

یون تو عاشق سیکڑون ہوتی ہین اپنی دلکو کھو
اور مچاتے ہین غم فرقت مین تیری ہاہو
گو نہین اونکی خبر ای گلبدن لیتا ہی تو
مر گیا غم مین ترے جو کہا کی گل ای بیخبر
شمع و گل اب اوسکی تربت پر جلانا چاہیے

جستجو مین کسکی تو پھرتا ہے ای مہ در بدر
ٹھہرتا اک جا نہین چون مہر تو اک آن پھر
کسکے غم مین اب تجھے کاہش ہے ای رشک قمر
یہ سنا تو بھی کہین عاشق ہوا او بے خبر
آپسی بہتر جو ہو تو اوسکو جانا چاہیے

پھر وہ ایسا کون ہی ہون سیمقدر جسمین صفات
یعنی ہو ہر بات جسکی نازاور غمزہ کی سات
شکل و صورت مین بھی ہووے انتخاب کائنات
سو تو ممکن ہی نہین پھر اس سے بہتر ہی یہ بات
آئینہ اپنی مکان مین اک لگانا چاہیے

پھر نہ آیا ایام جوانی کو شب دیجور کب
صبح پیری ہو گئی اور اب نہین یاوی وہ شب
اتقائی باطنی معلوم ظاہر کی سبب
ریش چیری پر بڑھائی ہی اگر صنعت نواب
حرص نفسانی بھی کچھ دلسے گھٹانا چاہیے

شمع و گل گرچہ حضور رخ روشن مارے
تاب کیا ہے اوسے گلگیر جو گردن مارے
ہو جو بت سامنے طعن اوسپہ برہمن مارے
لاف گرمی تری عارض سے جو گلشن مارے
آتش گل پہ صبا طپش کا دامن مارے

چھوڑ کر تجکو جو مجنون کیطرح نہین پھرین
حقمین اون عاشقونکی ہم یہ مثل کیون نہ کہین
سنگ سے کمتر وہ برادر ہین کہ جو دور رہین
ای خوشا حال اونہونکا جو تری کوچہ مین
خاک بیٹھی ہے بکی بیٹھی ہین آسن مارے

ہوتا عمبر ترا بام جری مٹی سے
استخوان ہوتے ترے کاشن بجا لکڑی کے
کچھ بڑائی نہین ای یار یہ ہی رشک مجھے
کیا غضب ہی کہ تو غرفہ مین کھلی بال پھرے
اور لٹارہ ترا دیدہ روزن مارے

تمام دل کو اگر تو پہچانتا ہے دلربا
تاب دیکر کاکل پیچان کو لی پھندا بنا

اور عرق ہو جبہہ و بر آب کا پانی کی جا
دام زلفونکا تو ہے پر خال سرمہ کا لگا

مرغ دل کیواسطے اب اسمین دانا چاہیے

جوہری تشاعر بہم کرتے ہین اسمین قیل قال
اشک کو پانی یہ کہتا ہی گہر کو وہ سفال

پر یہ لخت دل ہی اور وہ ابر نیسان کمال
اسمین ہی بے آبروئی چشم آنسو مت نکال

بے بہا ہین یہ نہ اب انکو بہانا چاہیے

کرنے سے تفصیل کیا حاصل حساب دوستان
دل ہی دیدین کیجئے کامل حساب دوستان

ست سنا ہر ایک کو غافل حساب دوستان
دیکے دل بوسہ لیا در دل حساب دوستان

لیکن اس مذکور کو منہ پر نہ لانا چاہیے

ابر دمیری ہی چشم و کین ہر پل نو بہ نو
جبکہ طغیانی سے پیہم اشک کی آتی ہی رو

پر اب اسکو یاد رکہہ بدلے زمانہ رنگ سو
گر نہین آنسو ہے اپنے چشم حیران کی نمو تو

سرخروئی اسمین ہی اب خون بہانا چاہیے

الامان اے بیخبر عشق کافر ہی وہ چیز
حسن یوسف کو خریدا اور ہوئی اوسکی عزیز

سو کنوے جبکو ائے تو اسمین بھی حال اپنی نمز
چاہ کر اوس یوسف ثانی کو رکہی جان عزیز

جبکہ عاشق ہو کیا دل تلملانا چاہیے

چاہیے مجھسے نہ تجکو اسقدر نفرت میان
خاک رہ مین ہون تو گذری اوس سے تو دامن کشان

خاکسار مین بھی ہو جائیگی میری عزو شان
غمنے سی کیطرح پیسا مجھے غنچہ دہان

ترس کہا کر ابتو مجکو منہ لگانا چاہیے

اب پریشان حال اس سے ہو گئی عاشق تمام
اہین گرفتار بلا اور چین ہین لاکلام

آپکے کانون لگے رہتے ہین جوہر صبح و شام
یاد سے یہہ زلف کافر اب نہین ہی مدام

ہے یہہ سودائی نہ اسکو سر چڑہانا چاہیے

وہ ایکتو زیور الماس اور تسپر ہنسی پری
چمک کو اوسکی لائق ہی کہین گر طور کھلکے

بلا ہی اچپلا بٹ لوستم ہی اور یہہ تسپر بھی
بھبوکا تن وہ پوشاک زری اور کانچن بجلی

سراپا ہی پری نام خدا تصویر بجلی کی

گلے مین تیری پڑے سی اسی رتبہ ہوا کا فر
ہزارون بید سان جس نے دیے ہین دل بلا کا فر

اسے زر گر نے کس انداز سی دی ہی جلا کا فر
ترے اس سونسی جوڑے مین زنجیر طلا کا فر

چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی

فقط یہ گرد تل بام ہے اور یہہ نیسمت کا
کہ اک مدت مین تو وہ ستوخ بہ خو میرے گھر آیا

کروں کیا فکر کرکے مین ہزارون منتین ہارا
وہ روٹھا وصل کی شب بھی صنم نہین منتا

مگر سو جبی ہے مجھکو اک نئی تدبیر بجلی کی

جو شاید بخت یاور ہو تو یہ تدبیر مین لاؤن
کہ گر جے رعد بھی اور آسمان پر ابر بھی چھائے

یہہ رعد و برق میری حال پر اب ترس کھائے
اگر چمکے تو شاید خون کہا مجھکو لپٹ جائے

خدا لیوے اسے اپنی لیون تاثیر بجلی کی

اسی سی اضطراب اور آبداری اوسکو حاصل ہی
اسی سی یہ تڑپ اور اضطراری اوسکو حاصل ہی

اسی سی یہ چمک کی وضع ساری اوسکو حاصل ہی
اسی سی روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہی

دل بیتاب صنعت ہی مگر جاگیر بجلی کی

یا بلی اوسکے لیے کامل بلانا چاہیے
اور وہ اکولی مجرب سی کہلانا چاہیے

بلکہ منتر بھی کوئی اوسپر پڑہانا چاہیے
سانپ کی کاٹی کو لازم ہی کہلانا چاہیے

زلف کی کاٹے کو تیرا مسکرانا چاہیے

باغمین کل چل کے نیزہ کو دکھانا چاہیے
پان کھاکر ہونٹ بلبل کا اڑانا چاہیے

نسترین کو بھی ذرا ہنسکر بنانا چاہیے
ملکے مسی سے مہ سوسن کو کھلانا چاہیے

نرگس شہلا کو بھی آنکھین دکھانا چاہیے

اوسے تو اسقدر ہیبت ہی دامنگیر بجلی کی
نہین وہ دیکھتا صورت کبھی بھی چیز بجلی کی

ڈرے اوس سے گر دیکھے کہین تصویر بجلی کی
نکر اوس نازنین سے تو دلا تقریر بجلی کی

مبادا اوسکو ہو آسیب یا تاثیر بجلی کی

تری بن موسم برسات مین مرتے تھے عیارے
کہ ابر و برق سینہ پر چلاتے ہین مرے آکے

دے شکل عاشق مہجور کے بدلی ہی اب بارے
مسی ملکر جو تو نے کھل کھلا کر ہنسدیا ہے کی

گھٹا دی ابر دی ابر اور تو تعبیر بجلی کی

یہہ مطلب ہی کہ جو کوئی مری تصویر کو دیکھے
وہ عاشق بن بتائے شعلہ رویونکا مہ سمجھے

علامت کیجیے یہہ ہین تجھی کہتا ہون منتسے
مری تصویر کی لب پر مصور واسطے رب کے

بجائی آہ سوزان کینجنا تصویر بجلی کی

نگہ کا عاشقونکی بھی بدن پر یار ہو جسکو
بھلا پھر دیکھے مے رنگ اوسکا کیون نہ میلا ہو

تراکت اسقدر خلقت مین ہووی جسکو ایماہ
خرامان دہوپ مین وہ گلبدن کیونکہ ہو سوکھے

کہ نور ماہ بھی جسپر کرے تاثیر بجلی کی

یہ ابر مدوا برس اس غم سے نہین خاموش ہتے ہین
جو بچھڑون پر گذرتا ہی اوسے نا چار سہتے ہین

یہی ہی رشکیاون کو جو آنسو اسکے بہتے ہین
ہنسے گویا رکے اکثر سخندان برق کہتے ہین

ذری دیکھو تو کیا چمکی ہی تقدیر بجلی کی

خراسانی بھی جوہر مین تو ہدم گرچہ ہی یکتا
پھنسا کانٹے مین بھی گویا کوئی مشہور ہی سیفا

پران سب مین تکلف ہی یہ بے کاڑ نہین کٹتا
کرے ہنسکے جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا

تو خود کٹجائی ہووے ابر و شمشیر بجلی کی

عجب یہہ سانپ چوٹی کا نکالا ہی تری سر نے
کہ جسکو دیکھتے ہی خلق بے کاڑے لگی مرنے

کہی اوسپر عجب پہیتی کسی کامل سخن ور نے
نہین چوٹی مین موباف ذری یہ اوس فسونگر

کیا ہی سحر جو اس پیچ مین تسخیر بجلی کی

یہ ہمنے دیکھا ہی جب سے تمھاری عالم کو
پھنسا بلا مین دیا اپنی جان خرم کو
بھار باغ مین تسبیر یہ گھر مین لکدم کو
نہین ہے چین کسی شکل آپ بن ہمکو
تمہارے تکلف دکھاؤ نہین خدا کے لیے

ہزارون آپ سے اوسکے ہین عاشق بایل
کوئی تڑپتا ہے مرتا ہے کوئی ہی گھایل
تو اب بھی جاندو بلا آؤ اس سے کیا حاصل
وہ جانتا ہی نہین تمکو واہ حضرت دل
گذرتے جی سی ہین جس شوخ بیوفا کے لئے

ہوئی تھی عشق کی دل کو جو ابتدا ری
نہ اس آئی دوا اوسکو کچھ مسیحا کی
خفا نہو جیے آئے ہین ہم یہان جو ابھی
سنا تھا ہمنے کہ دار الشفا ہی تیری گلی
سو لائے ہین دل بیمار کو شفا کے لئے

جفا جور و ستم ظلم و رنج و درد و بلا
تمھارے عشق مین کیا کیا نہم نے دیکھا
رہا خموش وہ اور اک رقیب یہ بولا
از لکے روز سے خالق نے ہین کئے پیدا
تمام رنج و الم تیری مبتلا کے لئے

بہا ہے نرالا تمام عالم سے
بھا ہے اسلئے دریا یہ چشم پر نم سے
کنار گور کے پھرتے ہین جسکے ہم غم سے
وہ ممکنار بھی ہوتا نہین کبھی ہم سے
غریق لجہ غم ہین جس آشنا کے لئے

بھا تک تو اس عاصی نے اب کئے ہین گناہ
کہ جسکو دیکھکے شیطان مانگتا ہی پناہ
سوای فضل کے تیری مرا نہین ہی نباہ
دعا یہی ہے مری روز و شب کہ یا اللہ
گناہ عفو مری کیجیو مصطفی کے لئے

کچھ اندنون ہی ترے نام سے مجھے نفرت
یہان تو وہ نہین آتا ہی اب کسیصورت
ہر ایک شکل منانے مین اوسکی ہی صنعت
منانا اوس نے تو نا چار ہو مین اے منت
ہزارون منتین لیتی ہی مدعا کے لئے

حیرت

بس بھی ٹھہری کہ ہو جے شاہ روم اور روسکے
رکھکے فوج بیقیاس اب قصد و انکا کیجے

گفتگو یہودہ ایسمین یہ ہم کرنے جو تھے
سنتے ہی نعرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے

چل دکھاؤن تو جو قید از کا مجبوس ہے

اور کہا کیون حرص مین کر تا ہی عمر اپنی صرف
دیکھہ تو چلکر گڑے ہین کتنے شاہان سلف

کچھہ بھی شاہی کا ہی اپنی گور سے عزو شرف
لیگئی یکبارگی گور غریبان کی طرف

جس جگہہ جان تمنا سو طرح مالوس ہے

اور لگے کہنے کہ کچھہ معلوم ہوتا ہی تجھے
ہین یہان شاہ و گدا مدفون ایک ہی طور سے

ٹوٹے پھوٹے تھی پڑی تعویذ بھی ہر قبر کے
مرقدین دو تین دکھلاکر لگی کہنے مجھے

یہ سکندر ہی یہ دارا ہی یہ کیقباد اوس ہے

زندگانی مین یہ ہفت اقلیم کا کرتے تھی راج
تھا مشرف تخت اونکی باد نسی اور سر پہ تاج

جو زمین بوس انکے تھے تھا عرش پر اونکا رواج
پوچھہ تو اب اونسے جاکے حشمت و دنیا سی آج

کچھہ بھی اونکی پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

گنبد دستار سر پہ اور تین خرقہ تھا
ناگہان اک راہ مین فمخانہ قدرت کو ملا

دیکھتے ہی دخت رز کو کہیے صنعت کیا ہوا
کھل تو قدرت پای خم رکھتے تھی تسبیح یا

آج ہین جام مے وہ خرقہ سالوس ہے

یہ جان اور دل عاشق ہین دلبر کے لئے
سو اوس نے ناز سے غمزہ سی مسکرا کے لئے

ادا و ناز و کرشمہ مجھے دکھا کے لئے
کہون یہ کیونکہ دل و جان ہین چورا کے لئے

کہ اوس نے لاکہ ادا سی مجھے جتا کے لئے

جگر سے آہ تلق جان پہ اشک بہتی ہین
وگار سینہ و دل ہونٹہ خشک رہتے ہین

یہ جنکے واسطے ساری عذاب سہتی ہین
کہا جو اونسے کہ دی جان تمہین تو کہتی ہین

کہ آشنا بھی کرتے ہین آشنا کے لئے

اب ہمین ملتے ہین تلوونکے تلے برناؤ پر
گور مین ہین حشر تک ہمدرد اور غم کے اسیر

استخوان کرتے تھے صنعت یہ نصیحت دیدی
ایسی بیدردی سی ہمپر باؤن مت رکھا کر نظیر

او میان تیری طرح ہم بھی کبھی انسان تھے

اس مریض عشق کی حرکات نامحسوس ہے
نبض جسکی دیکھکر حیران جالینوس ہے

پوچھتا کوئی نہین اپنا یہ درد افسوس ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے

جو شرر دل سے اڑے سو جلوۂ طاؤس تھے

کر دیا لیلی نے ٹکڑے کاسۂ مجنون تمام
اور شیرین نے کیا فرہاد کا جانت مین کام

شعر یہ اوستاد کا اسکی سند ہے لاکلام
حسن کو اپنے ہوا دار دلسے کاوش ہے مدام

ہر طپش یان شمع کی سوز دل افانوس ہے

ظاہر اً مطلق نہین ہے انجمن گو باہم ملا
مومن اور کافر کے ہین یہ ایک ماوا ایک جا

اوسنے لاکھون رنگ سے اپنی صفاتین کی ادا
ملک اگر سمجھو تو اک پردے مین ہے سب الاآپ

گر صدائے بانگ ہے و نغمۂ ناقوس ہے

مال و زر تھا پاس اپنے جسقدر لے جا بجا
تھی میسر تنگدستی چین ہر صورت کے تئے

موت کو دیکھے بھلا شیطان کی استمداد سے
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے

کیا ہی ملک روم کیا ہی سرزمین روس ہے

فوج رکھکر اوسطرف کو کیجئے لشکر کشی
لطف ہے مردانگی اور زندگانی کا بھی

تا قیامت نام ہوگا جان بھی گر ہمین دی
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجئے زندگی

اکطرف آواز طبل اکسو صدائے کوس ہے

جو کہ ہو اپنی رعیت اوسکی ہو ہر طرح غنی
سرکشونکو قتل کیجئے تا کسی پر ہو نہ جور

جبکہ ہو انسے فراغت تب یہ ہو محفل کا دور
صبح سے لے شام تک کیجئے مئے گلگون کا دور

شب کے تئین پھیر ماہرو یوسی کنار و بوس ہے

سرگذشت اپنی نصیحت ہی اسے تو کان دھر
تھی ہماری بھی تو تیری سے دماغ و دل جگر

زور بازو و ہواس و عقل ہوش و مال و زر
دست و پا زانو سر و گردن شکم پشت و کمر

دیکھنے کو آنکھیں اور سننے کی خاطر کان تھے

اور صورتیں بھی تھے ہم حضرت یوسف مگر
دیکھہ ہمکو خلق کا ہوتا تھا اکثر غم غلط

ایک کچھہ اپنا نہ سرو قد و قامت تھا فقط
ابرو بینی جبین نقش و نگار و خال و خط

لعل و مروارید سے بہتر لب و دندان تھے

اور ایسے تھے محل کسرا ہو جنکو دیکھہ دنگ
فرش اودنمیں قالم و سنجاب مصدر آ رنگ

جھاڑ بلوری کٹکتے اوسمیں تھے کارفرنگ
رات کو سونے کو کیا کیا نرم و نازک تھے پلنگ

بیٹھنے کو دنکے کیا کیا طاق اور ایوان تھے

اکطرف کو رو بر دبیٹھے تھے پریوں کے پرے
ناچ راگ و رنگ و نان و بٹا خیال و سیر و گا رہے

غم الم اندوہ رنج و فکر وہاں کچھہ نہ تھی
مج رہے تھے چھپکے اور مو رہے تھے قہقہے

ساغر و ساقی صراحی عطر بیجو دان تھے

دن تو ہمکو عید تھا اور رات گویا شب برات
ہم بہت سے ماہرو لوسے لگا رکھتے تھے گھات

دن کسیکے ساتھہ کٹتا تھا کسیکے ساتھہ رات
لگ رہا تھا دل کسی چنچل پریزادونکے ساتھ

کچھہ کسی سے عہد تھے اور کچھہ کہیں پیمان تھے

بعض معشوقونکے قرار و قول تھے پورے ہوئے
اور کسی سے آج کل آنیکے کچھہ پیغام تھے

بعض معشوقونسے لگی اب لگائی تھی نئی
گلبدن اور گلعذارونکے کنار و بوس تھے

کچھہ لگائی بھی ہوس کچھہ اور بھی ارمان تھے

اور سمجھے تھے کہ گذری جائیگی یونہیں سدا
نفس اور شیطان نے تھا اسقدر غافل کیا

آخر شب جون بازی لیتا ہی کبوتر کو دبا
ایک ہی چکر اجل نے آنکر ایسا دیا

سانے تو ہم تھے اور نہ وہ سب عیش کے سامان تھے

ہے یار فن ظلم مین اوستاد تو کامل
گردون نے یہ پیشہ کیا ہی تجھی حاصل

کیا جانے ترے ظلم کا کیا طور ہے قاتل
دل ٹکڑے ہی جان نکلے ہی تدبیرون ہو مین مشکل

ایجاد جفا سب سے نیا اور بھی کچھہ ہے

صنعت تجھی معلوم ہے تاریخ کی رو سے
رانجھا سے بھی فرہاد سی اور قیس سے آگے

دنیا مین یہہ عاشق ہین جہانتک کہ یہہ ندی
یہہ رند نہین وہ جو برابر ہو سبھونکے

عاشق ہی ولیکن تجھا اور بھی کچھہ ہے

دم حباب آسا ہم اپنا جانتی ہر آن تھے
اور چراغ صبحکی صورت دیا بجان تھے

ایسے بی بنیاد تھے اور کسقدر نادان تھے
کیا کہین عالم مین ہم انسان یا حیوان تھے

خاک تھی کیا تھی غرض اک آنکی مہمان تھے

ملک اپنے تھے جو یہہ فرزند و دختر ان زر
مر گئے یہہ آنکھ اور لٹ گیا وہ سر بسر

یہہ ہوا تحقیق ہمکو غور سے جب کی نظر
کر رہے تھے اپنا قبضہ غیر کی املاک پر

چھین لی جب دس نے تب جانا کہ ہم ظالم تھے

کرتے تھے سچ کو جھوٹھا تھی یہہ انکی بڑی
اور اسی خاطر کیا تھا ہمنے حاصل ہر بھی

نفس اور شیطان کی اغوا سے کیا کہئے اجی
عقل سمجھی تھی بڑی چیز ین دیانا غیر کی

غور سے دیکھا تو ہمبھی سخت بی ایمان تھے

کسطرح اب عیش و عشرت سی بجا لاین جی لگاؤن
خونبدل کیونکر نہ جاؤن اور کیونکر غم کھاؤن

بہر عبرت دوستو اک داستان تمکو سناؤن
ایکدن اک استخوان اوپر پڑا میرا جو پاؤن

کیا کہون غفلت مین دسدم مجھکو لیا کیا دبا تھی

جون قدم اوسپر پڑا قدرت تھی یہہ اللہ کی
یعنی کی ہی رہبری اب اوس نے مجھہ پر گر اپنی

ہو گئے مرشد ہمارے استخوان وہ راہ کے
پاؤن پڑتے ہی غرض دس استخوان نے آہ کی

اور کہا غافل کبھی سمجھی تو صاحب جان تھی

نہ کیونکر بدگمانی ہو دلِ بیتاب کو یارو
نہ کیونکر اشکباری چشم کو دن رات ہو سرحو

کہ تیاری کرے جب یاس و غیرونکی جانیکو
نہ کس صورت بہلا اپنی نہین اختر شماری ہو

کہ ہر شب مانگ مین وہ مہ درخشہوار بھرتا ہی

کہ دن آگاہ صنعت تجکو مین اپنی کہانی سے
ولے طول سخن مین ڈر ہی تیری سرگرانی سے

غرض اب ہاتھ دھو بیٹھا ہون مین اپنی جوانی سے
فراق یار مین اس درجہ دق ہون زندگانی سے

کہ جون بیمار دق دن موت کی لاچار بھرتا ہی

چتونمین تیری ناز بھرا اور ہی کچھہ ہے
انداز ترا ستے بیٹا اور ہی کچھہ ہے

تہا وہ بھی ولیکن تو بلا اور ہی کچھہ ہے
یوسف مین کہان تھی یہ ادا اور ہی کچھہ ہے

یہہ حسن ترا نام خدا اور ہی کچھہ ہے

یہہ حسن خداداد ہوا ہی تجھی حاصل
ہین جن و بشر تیغ نگہ سے تری گھایل

چہینی ہے فرشتونکا بھی اب درسی تو دل
نے حور نہ غلمان نہ پری تیری مقابل

واللہ تو سب سے ہی جدا الگ ہی کچھہ ہے

لیلی و دمن ہیر نے پائی یہہ کہان ناز
رنگ اوسکا ترے سامنے کر جاوی پرواز

واللہ کہ خوبان جہانمین ہی تو ممتاز
اس عہد کے معشوق کہان یہ ہین یہ انداز

انداز و ادا تمنے لیا اور ہی کچھہ ہے

پی تو ہو ابدنام ہی مل شیشی سے اک رات
نل نے بھی عبث نالہ مین ضایع کری اوقات

حسرو بھی تو ملتا رہا شیرین کو لیکر ہات
نہ قیس مین تہی اور نہ فرہاد مین یہہ بات

اس دل سے تری عملی سدا اور ہی کچھہ ہے

بھر آہ کبھی کھینچا ہی کو دلمین ندامت
پردہ مین چھپے اسکی ہی ڈر سی ہی قیامت

تسبیح ہی مین حیران ہون عجب ہی مری حالت
نے سرو نہ شمشاد سی قد کو تری نسبت

بالا یہہ ترا ستے بلا اور ہی کچھہ ہے

وہ اوسکا زخم اول ہی نہین زہلر بھرتا ہی
تنیجہ اوسکے خاطر بھر تو اہی خونخوار بھرتا ہی

گواہی اسپہ ہر نادان اور ہشیار بھرتا ہی
بنی ہی جی پہ اولٹے دم ترا بیمار بھرتا ہی

براس سختی مین بھی تیرا ہی دم اہی یار بھرتا ہی

جو دیکھو دیدۂ انصاف سے طوفان کیلم ہی
جھڑی جسکی مسلسل اور ہر پل موج پیہم ہے

کوئی دجلہ ہی یا چشمہ ہے یا ذخار عدم ہے
کچھہ اپنی چشم تر کا چشم بد دور اب عالم ہی

کہ پانی جسکے آگے ابر گوہر بار بھرتا ہے

مجھی ہوئیگی بدنامی تہکینگے اور تری بازو
پٹرین چھپٹین مبادا باڈری خون دیکھکر گلدو

صلاح نیک بتلاتا ہو مین تجکو یہ جو مانے تو
دکھادی بسمل تیغ نگہہ کو جنبش ابرو

بھلا کیون خونمین قاتل عبث تلوار بھرتا ہی

ذرا سوچو تو اس صورت سے اپنی زندگی تاکی
بچون کیونکر مسیحا ہو مرے مرنے کی جب ٹھہرے

بھلا زخمونکی بھرنے کی اب ہمین کونسی ہی ہے
کبھی داغ جگر پر زلف کافر مشک گستی ہے

کبھی خط زخم دلپر مرہم زنگار بھرتا ہی

یہ عاشق ظلم بیجا ہر گھڑی اوسکا جو سہتا ہے
اسی سے لب پہ نالا اور لہو آنکھون سے بہتا ہے

یہ عالم دیکھکر حیران بشر ہر ایک بنتا ہی
لگا کر سنگ فرقت دلپہ وہ لے ترس کھاتا ہی

کہ شیشہ ٹوٹتے دم اسطرح جھنکار بھرتا ہی

نہ سودائی نہ آزاری نہ جنگی ہی نہ لیلیٰ ہی
نہ ہی خفقان اسکو پھر تو بتا کیون ہی بجلیل

جواب اسکا تو دیدو ستونمین تمسی ہوتا ہی
اگر برق نگاہ شعلہ رو لونکا نہین یا مل

دل بیتاب پھر کیون آتش بکار بھرتا ہی

کبھی ہنستے ہو کبھی اوس تو فکر اوس کے جو دیکھا ہے
تو اوسکو بیقراری برق کی مانند گویا ہی

اور اوسکی اچپلاہٹ سے بھی یہ سیماب سا ہی ہے
یہ دل یاد غزال چشم جانانمین تڑپتا ہی

کہ آہو جو کڑی جسطرح سو سو بار بھرتا ہی

جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

پر وضعداری سے آئی مری سبکو حیرت — یعنی اس شخص کو اسبات کی ہی کیا نسبت
پر مری سب نے یہان آکے جو دیکھی حالت — ابولہوا وہ اوسکی بھی اب دیکھی جلکر صورت

غم سے گھٹنا یہہ مرا سین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

غمنے کھایا ہی مجھے مین نے جو کھایا ہی غم — میری بے چینی سے پروہ نہین اتنک محرم
غم فرقت سے ہوا جسکے یہ اپنا عالم — وہ تو کیجہہ ایسا نہین نازدا مین ہمدم

غم سے گھٹنا یہہ مرا سین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

آگے اس شہر مین اوسکو کوئی پوچھے تہا کب — اب زمانہ مین ہی شہرہ مری حالت کے سبب
اسلیے اوسکے ہی طالب ہین یہان سبکے سب — کیجہہ بن آتی نہین ای دوستو کیا کیجے اب

غم سے گھٹنا یہہ مرا سین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

ٹکرے مہر سے جب مجھپہ وہ خورشید نظر — کاہش اب تنکو میرے کیونکہ نہو مثل قمر
در بدر پھرتا ہون پہلو مین جو دل ہی مضطر — یون مجھے دیکھکے وان جاتا ہی ہر ایک شب

غم سے گھٹنا یہہ مرا سین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

وہی ہی صنعت جو مجھی اسقدر اذا دی — کیا کرے وہ بہی کہ جنگل مین ہی اک مور دیکھے
روشنی تب ہو کہ جب جانکہ گہن سے نکلے — وہ ملے جب تو ہو موقوف یہ مطلع مسہ سے

غم سے گھٹنا یہہ مرا سین بڑہاتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھتے جاتا ہی اوسے

ہر ایک مثل غنچۂ تصویر چپ رہا — حیرت زدہ نہین ہے فقط تو ہی آبنا
یانتک بہی جسکی آنکہہ کہلی سو وہ دنگ ہی

روز ازل سے مین تو اوسیکا ہون شیفتہ — غلمان و حور کا بہی مین طالب نہین ہوا
مرکر اسی سے چہوٹ لگا ای دوستو بہلا — کب ہے دماغ عشق بتان فرنگ کا
مجکو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہی

زاہد کے ساتہہ ذکر کیا ہی مجا کی غل — رندونکو اپنے ہاتہہ پلائی مدام پل
ملا سے بہی ملے کہ بجا اپنا زار کہل — عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل
پر اپنے ساتہہ مجکو ستیزہ روز جنگ ہی

مانند غنچہ بند ہے کوئی مثل گل کہلا — کوئی زمین پہ جون گل تر مردہ گر پڑا
اب تو ہی دیکہہ دیدۂ انصاف سے ذرا — مین کیا کہون تجہے نظر آتا نہین ہی کیا
اس گلستن جہان کا جو کچہہ کہ ڈہنگ ہی

جو چاہتے ہین خاک ہی اکثیر کی بہی گرد — صنعت یہ اونکا قول ہی جو ہین خدا کے مرد
سیر جہان سے کیونکہ نہ دل اپنا ہووے سرد — غنچہ شگفتہ ہووے ہی ہووے ہی کہ اسمین درد
دیکہا جنہین جا کی تو اب دری رنگ ہے

سامنے رہتی تہی پریونکی پری رات اور دن — دیکہنا اونکو اوٹہا انکہہ نہتا یہ ممکن
ہوگیا سوکہکے کاجا سا مین اب جس گلن — وہ تو ایسا نہین محبوب عزیز و لیکن
غم سے گہٹنا یہ ہمرا سب مین بڑہتا ہی اوسی
جو مجہے دیکہے ہی سو دیکہنے جاتا ہی اوسی

ہوا رسوائیکا اپنی جوہر اک جا چرچا — وضع سے اپنی دل اکسکو یقین آتا تہا
حال ہر ایک نی جب آنکے دیکہا میرا — ہوکے مشتاق ہر اک دیکہی ہی اوسکو جا جا
غم سے گہٹنا یہ ہر سب مین بڑہتا ہی اوسی

اور لباس عقل اپنی دیجیان اوڑھا ہی — رخصت ای زندان جنون زنجیر در کر تو کہا ہی
مژدہ خار دشت سے بہر تلوا مرا جھلا ہی

مجکو لیلی کی ملامت اگر ایسا یا تنبک — سنگے کان تمک سب استخوان دگوشت تک
مثل دیوانہ دم آخر تھے مجنون گونہ یک — واہ واہ شور محبت خوب ہی جھڑکا تمک
استخوان میری جا کس مزے کہا ہی

ہل نہین سکتا ہے وہ تیری نزاکت کی قسم — ساتھ آہ سرد کا ڈھونڈھتی ہی ہر دم صنم
گاہ کہتا ہی سواری روز کی ہو نجی بہم — مان مدد طاقت کہی ہے ضعف سی سینہ مین دم
دیکھئے لیتا خدا کیونکر مجی پہونچا ہی

جاکے صنعت نے کہا اوس سے کہ او غفلت شعار — اسمین سچی کم نہین ہونیکی تیری زینہار
دیکھ لے تو بہی تو ظالم چلکر اوسکو ایکبار — تر عمین بہی ذوق کو یا تنک ہی تیرا انتظار
جانب در دیکھتے ہی جبکہ ہوش آجاتی ہی

ہم وحشتونکے دلمین کچھ اور ہی امنگ ہے — وحشت بہری ہی اور ہی اور ہی ترنگ ہی
ان گم شدونکے آگی تو عنقا بہی دنگ ہی — اہل فنا کو نام سے ہستی کی ننگ ہے
لوح مزار ہی مری جہانی یہ سنگ ہی

نے فکر صبح کی نہ غم شام تہا مین — نے ذوق بادہ تہا نہ سر جام تہا مین
جب تک عدم مین تہے عجب آرام تہا مین — اس ہستی خراب سی کیا کام تہا مین
ای نشہ ظہور یہ تیری ترنگ ہی

نے یان ہوا ہی آب ہی نے حرص نان کی — نے دہشت سقر نہ ہوس ہے جنان کی
زاہد یہ باتین سب ہین تری امتحان کی — فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونون جہان کی
خطرہ جو ہی تو آئینہ دلمین زنگ ہی

جسکو ملا ہی عارف و کامل کا مرتبا — یا جیمین خود وہ آپ ہی آکر سما گیا

اودھر سنی فرقیہ دس ماہ کی یون چمکی تھی | جون شفق مین نظر آتی ہو کرن سورج کی
نکلے وہ سرخ دو پیے یہ مسلسل ٹانکے

بال بھی ہو گئے ہین اوس تن لاغر پہ وبال | اوس سے تصویر بھی محبوب کی تو فرہی کمال
کر تہ دو نو تین تمیز آپ ہی چلکر فی الحال | ہے نقاہت سے نمایان یہ گدازی کا جو ہے حال
بالکی ہین ترے زخمی کی مسلسل ٹانکے

گئے جراح بھی تھک اوسکی دوا کر کر کے | مر ہم وصل بن اوس شوخ ستم پرور کے
جیتے مر ہم کہی اوس یار کا دم بھر بھر کے | مژدہ اے مرگ کہ اب اپنی دل مضطر کے
زخم ناسور ہو کر گئے گل گل ٹانکے

دل مشبک ہی مرا خانۂ زنبور صفت | اور جگر چور ہے سینہ کی عجب ہی حالت
دست و پا ہلتے نہین دیکھی ہی عجب صورت | اوس خدنگ مژہ و تیغ نگہ کی دولت
بند بند اپنے رفو اور ہین گل گل ٹانکے

قفس تن مین تڑپتا ہے یہ دل لیل و نہار | تو گرفتار ہون جون طایر وحشی پر دار
سنکے بس شہرۂ آفاق تجھے ایدلدار | ہے یہ شہباز دل اپنے کو ہوا ہی دیدار
دیدۂ زخم کے اب توڑ ہی بل بل ٹانکے

بولے صنعت کہ تو ہے شغلہ رخونکا بیمار | ہو گیا تیری دوا کر کے مسیحا بیمار
طرح گلخن کی ہر اک زخم ہی تیرا بیمار | قطرۂ خون کی عوض نکلی شرر کیا بیمار
ہو گئے خاک ہر اک زخم کی جل جل ٹانکے

مرتبہ ایسا بھلا عاشق کوئی کب پاتا ہے | یعنی اپنے ہاتھ مجھکو قتل وہ فرماتا ہے
رشک اسپر اب ذبیح اللہ کو بھی آتا ہے | سر لوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پاتا ہے
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

ہات چاک جیب پر کچھہ باؤلسی پھیلا دے ہے | اپنی گردن کس لئے زنجیر تو توڑا دے ہے

خالی نہین انداز سے ہمدم کوئی حرکات — ابرو مین چڑہی بیکہی مین بال اسیری ہوئی گات
سج دیکہو تو کیا اس نے دہوان دار نکالی

ہمدم مری فطرت کو ذرا غور تو کیجے — بہاگی تہا کل ندام جو کوسون مری بو سے
دی عقل بہلا اوسکی وہین بید دمے کا — یاد اوس سے بدی ہمنے بہت لی بو سے
یاری بہی تو کیا ہا مزیدار نکالے

ہمسایون کی اوس شوخ کی تسخیر کرکے — اس حیلہ سے اوس کوچہ مین جا جاکے جہ ٹہرے
ہمدم وہین بس رہگیا مین اپنا سا منہ لے — در پر جو نشست اوسکی مری ٹہری تو اوسے
راہ اور طرف توڑ کے دیوار نکالی

رسوا نہ اوسے کیجے کہ ہجر مین مرے — دی جان کہ تا عشق کوئی جان بچاوے
اب اوسکی وفاداری کو ٹک غور تو کیجے — بدنامی کا کر پاس دم نزع بہی جس نے
کچہہ منہ سے شکایت نہ تری یار نکالی

ای وای کہ مرنے سے ہوا اوسکے نہ نادم — ایک سو جتو جلاد کہ تہا مجکو یہ لازم
تہا راہ وفادار مین اسطرح جو قایم — سو حیف تری لوگون نے لاش اوسکی رکہی ظلم
کوچہ سے بذلت سر بازار نکالی

مصنعت نے کہا اوس سے غزل کہیئے تو کیا خوب — ہے فکر رسا اور تو کرتا ہی بجا غور
اور تسپہ خوش آتا ہی یہ پڑہنے کا ترنم — پڑہ تازہ مضامین کی جرأت غزل اور
یہہ اور زمین تو نے نئی یار نکالی

زخم جراح نے جب گہر سے نکل کل ٹانکے — کچہہ وہ محکم نہوئے کہ کہ جو گل کل ٹانکے
مثل سیماب تہا خون کہر گیا گل گل ٹانکے — یار فولاد سی جون جون دلا جل جل ٹانکے
توڑ ڈالے دل بیمار نے بل بل ٹانکے

یک سر مو نہین کہتی ہین مرے فرق ذری — صبحدم مین نے جو جاتے ہی نظر اوسپہ کری

خلق سے جی ہی جی مین بس بہت گھبرا رہے ہین یار
رہی ہی رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھو کیا ہو

اودہر اندیشۂ دشمن ہی ادہر اپنی نہین بگڑی

سنواری زلف مشاطہ نے جب اوسکی سنا مین نے
ہوا سودا سا مجکو اور اوٹھا ایک رشک انگیز

تو گہبرا کر یہی مین نے کہا بس شب کی مارے
الہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے

کہ جس نے بی تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی

گہن مین آگیا تہا چاند گویا اور گڑی یارو
اگر پہٹتی زمین تو جھٹ سما جاتا وہین مین تو

تڑپنا تلملانا اور قلق اوسدم کا مت پوچہو
یا کیا درد سر اوس رشک نے مجہ نا شکیبا کو

لگانیکو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی

بڑی لکڑی سے گردن شیخ صاحب نے توڑی
بہروسے حور و غلمان کی کیا زاہد صنم سے بہی

نکر مجکو نصیحت ناصحا گر منصفی تو ہے
او نہین کیا لطف بستی ہی جہون نے نا نہیو

نہ چشم عشوہ زا دیکہی خم ساق نازنین پکڑی

نہ تہی لیلی کی خاطر بلکہ اوسکو پاس محبون کا
ولیکن مقتضا یہ عشق کا تہا اور غیرت کا

ہر رنگ لالہ داغ رشک ابر قیس نے کہا یا
غبار ناقۂ لیلی جو نہین سو لی جمن نکلا

صبا نی نذر آگے بڑہ کی بوئے یاسمین پکڑی

کہلی جوئی جبی اہل تسمم کے نواسی کی
تو صنعت اوسکی خوشبو دو جہا مین ہے بہتر مہکی

نہ تہی تجہیر کہلی یہ بات تو نے مجسی جو پوچہی
شمیم حلقۂ جعد معنبر کسکے ان نہو نچے

نوا دشت ختن سے مشک نے جو راہ چین پکڑی

ہر ایک نے عاشق کے لیی مار نکالی
ہر طور کی ایذا پے آزار نکالی

ہر ایسی کسی نے نہین زنہار نکالی
یہ وضع نئی تو نے اب اے یار نکالی

ابرو پہ نظر کرتے ہی تلوار نکالی

اٹہکیلی کی رفتار ہی اور ناز کی ہر بات
سرمہ وہ وہ ہی مسی کی مہندی ہی رنگ کی بات

تو دیکھتے ہی ہوئی حیران کہا لوگو کسی کہلا کے
کہلا کسینے اگر نہ دریا مین باغ دیکھا ہو یہ تو دیکھے

کہ کس مزے سے ہر ایک قطرہ جگہ کا چشم پر آب مین ہے

کیا نہ معلوم درد میر اکہ باوجود ہی نہاں نہان
دوا کی تکلیف مجھکو دی تو دی مسیحا بتو ہی طوفان

سوا ہی تیری کوئی نہین ہی کہ ری جو عاشقکا آکے درمان
قلق ہی دلپر فغان ہی لب پر جگر پر داغ اور مژہ پر

اجل خبر ہی کہ جان واحد یہ سو طرح ہی عذاب مین ہے

نہ ناز و غمزہ و ذکر شمہ نہ دلبری ہین نہ شوخیان ہین
نہ چلبلاہٹ نہ چلبلاہٹ نہ کچھ تھی اک جہانسی اوسمین

بہرین ہین لیکن اب اوسکی دلمین ستمگری کی ہزار باتین
ندیکھی گر آنکھ اوٹھاکے اوسنے غضب ہین دو نیچی نیچی نظرین

بڑی ہی چتون وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے

گیا ہی جبسی وہ شوخ لیلی مین اوسکے غم مین ہوا ہون مجنون
نہ یونہی ہمدم تو میری حالت کہ حال لکا مین کیا بتاؤن

نہ سر کی سدہ بدہ نہ ہوش تنکا خبر نہ اپنی جو اب کیا دون
کسیکے جانیسی ہی یہ حالت قسم کی مجنسی جو آپ مین ہون

کہ دل ہی کتنے دلون ہی بیکل خلل کئی شبسے خواب مین ہی

کبھی ہی گالی کبھی کہائی کبھی ہی تیوری کبھی ہی بھرکٹ
مدام غیرونسے جاکے ملنا ہمیشہ ہمسے قرار جھوٹا

غرض کہانتک بیان کیجئے کہ اوسکا ادنی سا شیوہ یہ ہی
جفائین اوسکی جو کچھ مین مجھپر ہوئے ہون کب حساب انکا

کہو نگار و شمار تک مین ابھی تو عرصہ حساب مین ہے

کیا یہ صنعت نے دیکے تحسین ہمن اسغزلکو بہت خوشی ہو
کہ ایسے اشعار ہون کسیکے بھری ہین اندازہ سمین جو

ولیکن اپنی خوشی یہی ہی مری طرفسے اوسکو کہدو
کہ تازہ مضمون شعر برات کہو اور ایسی کہ سنکے جسکو

کہین سخندان غزل اب ایسی کسیکی کتنا نتخاب مین ہے

کسی پر جو بدارون لے چھری وان کہین یکدم
دیدی دہکی اوسی جسنے کہ جو کٹ بھی نہین پکڑی

جھپٹ کر میرے داڑھی اوسکی درہانکی جو نہین پکڑی
اوٹھانیکو کسینے نہر نہ میری آستین پکڑی

ہر نگ نقش پا اوس در کی جب مین لے زمین پکڑی

شب وصل اپنی یون اوس سے ہوئی خرسند طالعی سے
مکان غیر وہ محبوب شب دہی رہی جب تو

مقدور کیا صبا کا اگر اوسطرف اوڑے | قاصد نہین یہ کام تیرا اپنی راہ لے
اوسکا پیام دل کے سوا کون لاسکے

گر ہو سکے تو آپ کو کر دیجئے خاکسار | اوسکی حضور چاہیے ہے عجز و انکسار
ہر آن اوسکے فضل کا رہیے امیدوار | غافل خدا کی یاد یہ مت بھولیو نہار
اپنے تئین بھولا دی اگر تو بھولا سکے

آکر یہان ڈرائی ہے تو کیا قضا مجھے | آنے سے تیرے اور ملا ہے مزا مجھے
اورون کی طرح تو نہ کہین جانتا مجھے | مین تو فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

دیکھا جنہون نے بھول بھلیان کا یہہ مکان | بھٹکی ادہر ادہر یہ رہی وان کہ تہی جہان
صنعت عجب ہے حضرت انسان کی وہان | یارب یہ کیا طلسم ہے ادراک فہم یہان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نجا سکے

مدام رہتا ہے مجھے برہم وہ عشق جسکی جناب ہے | خیال میرا ہے کہ نہ اوسکو نہ آپ تاوہ خواب ہے
قرار کیونکر ہو اے طبیبو دل کو نہ اسکی کتاب مین ہے | نہ صبر جیکو نہ تاب دل کو نہ خواب چشم پر امین ہے
غم جدائی سے جان میری عجب طرح کی عذاب مین ہے

جو کوئی دیکھے ہے مجھکو ہر دم دلیل حال خراب مین ہے | وہ مجھسے پوچھے ہے وہ ملا ہے کہ عشق جسکی جناب مین ہے
تو بہر کو آنکھو مین اشک مطلع یہی ہے اوسکی جواب مین ہے | رکھے نکیونکر وہ ہمسے پردا کہ ذات باری حجاب مین ہے
یہہ اوسکا ملکہ انہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے

کب اس سے ہم چشم ہووے دریا تو بڑھیا کا اسکو مجھو | سما با آنکھو مین ہے سمندر تم اسکی دریادلی تو دیکھو
بنا سکندر کی مین تو پتلی طفیل گریہ یہ تم نہ ڈیرو | یہ کوئی طوفان ہے چشم پر نم کہون نکیونکر اسکو طلسم
حباب دریا مین دیکھے لاکھون تو دیکھو دریا حباب مین ہے

نہین ہین مژگان خون چکیدہ گرگ یہ بھوکے نہین ہے یہہ | اوڑھے دیدہ بھی ندیدہ مثال دریا مین خون بہتے

دیکھکر اوسکو یہ عالم بولا | عرش پر پاؤن تڑپکر رکھا
| لین قدم کیون نہ تری بسمل کے

اوسکے دربار سے جو آتا ہے | ق | بزم خونخوار سے جو آتا ہے
کوے دلدار سے جو آتا ہے | محفل یار سے جو آتا ہے
| کہکے روتا ہون اپنے دل کے

اب تو تم آتے ہو یان فرحت سے | ہوکے موقوف پہر اک ذلت سے
اسکی واقف نہین تم خصلت سے | جسطرح تم ہو اسی صورت سے
| ہم بھی اک رکن تھے اس محفل کے

طرفۃ العین مین سب نے دیکھا | ق | چشم زار اپنے سے سہرا چھٹتا
پلمین پہر نام و نشان کچھہ نملا | لے گئی باد صبا یا کہ اوڑا
| یا ہوئی خاکمین غائب ل کے

پارۂ دل ہے کہ گلگون تازی | کیا ہی اسمین ہے سبک پروازی
کسطرح اسکی ہو چارہ سازی | لخت دل جون گل آتش بازی
| نہین معلوم ہوئی کیا کہل کے

یہ غزل سنتے ہی بولے حضرت | آفرین باد تمہین اور رحمت
کیون نہ ہو ملک سخن مین نقرت | تم ہو شاگرد نصیر اسکی نکہت
| ہین وہ شاگرد میان مایل کے

جب بار عشق عرش تیرا اوٹھا سکے | لوح و قلم بھی تاب پہر اوسکی لا سکے
جن و فرشتہ حور نہ پاس اوسکے جا سکے | ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
| میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان لو سما سکے

جلتی ہین پر جو دہم کا طایر اودہر اوڑے | ہدہد بھی اوڑکے وان نہ سلیمان کا جا سکے

کیا کرون آیا ہون ہاتھ سے زمانے کی تنگ | ساقیا کر بس چلی اپنی تو ہے ایسی ترنگ
دو جہان کو دین تجھی بدلی ہم اک اک جام کی

نے ہوا بدنام زہر ہوا ہوا تو کو بکو | مار گالی جب لگا دینے تجھے وہ تند خو
سامنے صنعت کی بہا گا وانسی تو آبرو | پختہ مغزان جنون مین ایکو کہتا تھا تو
ہمتو دیوانہ ہین جبر اُت اس خیال خام کی

آئے جراح بہت سے مل کے | نہ ہوئے زخم برابر سل کے
مرہم وصل بن اوس قاتل کے | ناخن ہجر سے پھوڑے دل کے
ہوگئے گہاؤ سبھی جھل جھل کے

بزم آرا جو تھے اوس محفل کے | جوم کر ہاتھ سبھی قاتل کے
یہی کہتے تھے غرض سب مل کے | ہاتھ رہجاتے ہین ہر دم ہل کے
ہین منے رقص ترے بسمل کے

تیغ خونخوار تھی گویا بجلی | منہ سے یہ بات سبھو نے نکلی
نہین دیکھی ہے صفائی ایسی | تیغ یون کہتی ہے گردن وہ گئی
چومیو ہاتھ کوئی قاتل کے

ہمنشین ذکر ہے گل کی سب کا | لیکے منہ رہگیا مین اپنا سا
پاس سے اوسکے مین جسوقت اوٹھا | عرض کی مین نے پھر آؤنگا تو کہا
آپ مختار ہین اپنے دل کی

اتفاقاً مین گیا اونکے گہر | چھلکے بادام کے وہ لاد لبر
بولے کہاؤ تو مین بولا جلکر | مارو چھلکے یہ اونہین کے سر پر
میوہ جاتے ہین جنہین جھل جھل کی

اس سبک دستی کے قربان گیا | مرتبہ جس سے یہ مین نے پایا

نہین ہے نامہ کبوتر ہی کاغذی یہ کف — مین لکھہ چکا ہی نہین حال دل کہ اوسکی طرف
ہوائی شوق مین اوڑتا ورق ابھی سی ہی

خوشی سی منہ کی میری سرخ دیکھکر رنگت — تو آج تاڑ لی چتونسی ہی کچھ اک فرحت
کنایتًا یہہ لگا کہنے مسکر اصنعت — کسینی شام کے آنیکو کیا کہا عشرت
کہ منہ پہ آپ کی پھولی شفق ابھی سی ہی

نے مشابہ تہا تری وہ نے مقابل قامکے — اور نہ ہم پوشش نہ اعضا اس رشک اندام کے
پر ہے یانتک عشق تیرا دلمین اُس نام کا مکے — کل جو بیٹھا پاس مین جا اک تہی ہمنام کے
رہگیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام لے

مثل خس ہمکو کیا اور شعلہ رو پیدا تمہین — ہر یکے را بہر کار ساخت بت سو جہا مین
اس مثل کو سوچکر ممکن نہین اب کچھہ کہین — جو کروگے ظلم تم ہم سب سہینگے کیا کرین
تم بنے اس کام کے اور ہم بنے اس کام کے

گہات پاکر ایک دن بندہ نے تنہا گیر کے — اوس پری رخسار کے تنہی خوبسے بوسی لئے
اوسکو ہمدم بندہ کیا ہی دہیان یہ سر رہے — مانگون کچھہ ہو ٹونسے تو وہ یون اشارہ کیجئے
اوسکو بوسہ دونمین جو لایق نہو دشنام کے

جبکہ نام اپنا لیا اوس نے زبانکو تھام تھام — سنتے ہی ایکبار اوسکا منہ ہوا میٹھا تمام
دمبدم فرہاد شیرین سے یہ کرتا تہا کلام — اپنے منہ سی کس مزیسے لیتی ہو تم اپنا نام
لینا پہر اکبار مین صدقے تمہارے نام کے

اب اوڑاتی ہی صبا اس غمسی اپنے سر پہ دھول — گل گریبان چاک ہی غنچون کی خاطر ہی ملول
یہ ہوا گل کی محبت مین اسی تم جھول — شاخ گل پر کل جو بلبل جھومتی تہی پھولپھول
آج سونا لان ہی کس سر نگیا بیچ دام کے

تشنہ دہن تری کیا کیا دکہائی مجکو رنگ — دلکی دل ہی مین رہی پر ہی وہ میری آرزو مند

مگر اہل معانی بھی یہان حیران رہتے ہین | تو وہ ہی مطلع دیوان خوبی جسکو کہتے ہین

قد موزون کا سایہ موسر امصراع موزون ہے

ہلال آسا غم مہرو مین کاہش ہی مری تن کو | کمان تن نیکیا ہون چلہ کش محراب ابرو کا
اور اوسکی تیغ ابرو کا ہون گہایل پھر تو یہ سوچو | میرا دیوان نہ کیونکر رشک دیوان ہلالی ہو

کہ یہ بیت غزل مین مطلع ابرو کا مضمون ہے

ترحم کچھ بھی اپنے حال پر اب تجکو آتا ہے | کہ خشت و سنگ پر شداد سان زر تو لگاتا ہے
صفائی دلکی کر نادان کہ یہ کعبہ کہاتا ہی | خدا کا گھر بنا منعم عمارت کیا بناتا ہی

نہ وہ ایوان کسریٰ ہی نہ وہ طاق فریدون ہے

گہ گہ فتاری مدام اسکو ہی اور جنجال کثرت سے | وظیفہ اسکو ہی واللیل کا ہر ایک صورت سے
پریشان حال ہی صنعت پھنسا ہی اسمین مدت سے | نکل کر دل کہان جائیگا تیری دام الفت سے

تری زلفونکا شیدا ہی تری آنکھونکا مفتون ہے

جگر خیال خدائی مین شق ابھی سی ہے | گہر اپنا لگتا مجھے لق و دق ابھی سی ہے
یہ جان بھی ہونی گو بسن جان بحق ابھی سی ہے | شب وصال مین دل بر قلق ابھی سی ہے

سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سی ہے

مزاج اسقدر اوسنازکی کو شاہ کا ہے | کہ بار جسکے بدن پر مری نگاہ کا ہے
سمایا جیمین ہر اس کسل جو راہ کا ہے | چلا نہین پر ارادہ ہی سیر ماہ کا ہے

یہ نازکی کہ جبین پہ عرق ابھی سی ہے

یہ واقعہ ہے عجب نا درات کے داخل | کیا ہے قتل کس انداز سے اوسی قاتل
جو مر گئے بھی تو پڑی ہی اوسکا ایسا دل | ہنوز دفق ہوا ہے نہین تیرا سبمل

کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سی ہے

یہ بات دوستو کہتا نہین مین بہر شرف | نہین ہے جھوٹ مٹہ کچھ اسمین بخدا پاک نجف

بلا اوسکا بد لا جو کی ہین بے خواری	یہی چاہیے مرحبا تم ہماری
مٹا کر نمود اب نمودار ٹھہرے	
اوسے دیکھتے ہین جو غیرون سے باہم	تو کہاتے ہین غم اور پیتے ہین خون ہم
بھلا تم سے اب یہ جیتے ہین یہ ہم	ہین خون دل و غم اوسکے ہین ہر دم
وہ دمساز دم دیلے خونخوار ٹھہرے	
ہین گلبدن جو نظر تم نہ آئے	تمہاری محبت نے یہ گل کہلائے
یہہ کہکر وہین باتہ دونون دکہائے	بدن پر تو لاکہون ہی گل ہم نے کہائے
یہہ تم کس روش شاخ گلزار ٹھہرے	
گلی مین کل اوسکے ہم اڑکر جو بیٹھے	اوٹھایا بہت پر اوٹھی ہم نہ واں سے
یہ احوال میرا یکایک کسی سے	سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولے
کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے	
مری گریہ کی طغیانی سے بانی پانی جیحون ہے	فغان اور شور سے اپنے جگر دل صد کا خون ہے
تڑپنے سے مری بجلی بہی تنگ آہ سخت محزون ہے	دل بیتاب میرا جب سے زیر خاک مدفون ہے
زمین کو آرہا ہے زلزلہ گر دشمین دون ہے	
سیاہ و سرخ چشم اوسکی بلا ہے یا کہ فسون ہے	جو فوج عاشقان پر مستعد کرنیکو شبخون ہے
ارسطو بہی یہان شش در ہے اور حیران افلاطون ہے	تہ محراب ابرو اوس صنم کی چشم میگون ہے
یہہ بیت اللہ مین آہو رہی ہے طرفہ مضمون ہے	
کوئی ہمسر ہوا اپنا کسطرح سے عشقبازی مین	جہانتک عاشق جانباختہ گذرے خدا جانے
سو وہ سودائی اور مجنون نبی ہین کیونکے ہستی مین	ہین ہمدن روز ازل سے ایسا دیوانہ کہ طفلی مین
مری منت کی بیڑی تہی سو وہ زنجیر مجنون ہے	
ستمگر عاشقون کو یہ کہ تیری ظلم سہتی ہین	اور اونکے چشم سے جیحون ہر اک دم خون کی بہتی ہین

اور راز انجملہ سمجھہ مجکو ترحم کی جاے | کی سفارش جو میری اونسے کسیننے کبھی ہاے
رابطہ ٹھہرانے تو کیجہہ اونکو نہ منظور ہوے

سنکے اسبات کو وہ اور اوسپہ ہی سوچے | یعنی بدنامی کا الزام اب اوسکو دیجے
تاکہ یہہ چاہے یہہ سوچکے خاموش ہوے | یہہ مگر بولے کہ جی کیون نہ ملونگا اونسے
ابتو وہ جانمنے والا مری مشہور ہوے

بہید اوس بزم کا اب کس سے بھلا پوچھونگا | پاس خاطر کسی جس پاس کہو جاونگا
اب اسی بات سے رہتا ہون دل اپنے خوش | کیونکہ نزدیک ہلاکت نہ بھلا یہو نجو کہن
دوست غمگین ہوے دشمن مری مسرور ہوے

یعنی ممکن نہین احوال اب اپنا یہہ ہاے | آسمان پر بہی اوڑی اور زمین پر گہہ جاے
کیا کہون دوستو اب خوبی قسمت ہاے وہاے | یعنی سو کام مری جسنے نکلتے تہے سو ہاے
اونکی سرکار سے نوکر بہی وہ اب دور ہوے

ایک عاشقیہ جو اوس شوخ کی آئی آفت | کہ نکالا جو اوسے بزم سے دیکر دولت
مجسے کہنے لگا وہ کیجے اب کیا صنعت | اوس نے خدمت سے جو معذور رکہا ہے جراءت
یا تلک رو دی کہ ہم آنکہو نسے معذور ہوے

نہ خادم نہ ہم عاشق زار ٹھہرے | نہ فدوی ہوے نی ہوادار ٹھہرے
غرض ہر طرح سے گنہگار ٹھہرے | نہ مونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھہرے
فقط غم ہی کہانیکے غم خوار ٹھہرے

جہانتک کہ ہے خلقت آدم و جن | سبہی اس سے واقف ہین دنیا کے ساکن
نہین شہرت حسن اسی یار مجہہ بن | یہہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن
ہمارے اسی دل لیلے دلدار ٹھہرے

تمہاری لئے مینے کی خاکساری | ملی خاک مین سو سری خاکساری

بن کہے رکتا ہے دل کیہی تو کہتی ہے زبان | ہای یہ روداد کس کے روبرو کیجے بیان

چار دن مین اک گدا سا دکھایا آپ نے

یعنی جیسے خوابمین ہوتا ہی کوئی بادشاہ | بس اسی صورت سی تہی یہ ایکی دو دنکی چاہ
کیا کیا ہی خوب اپنی بات کا تمنے نباہ | یعنی بھلے بے تکلف پاس بٹھلایا اور آہ

لگ گیا جب دل تو پھیر یہ دا لگایا آپ نے

اپنے بیگانونکی دلمین کچھ رہی اوسکی نجات | چھوڑ کر اب اوسکو فرماؤ کس کے پاس جائے
بولے صنعت آپ سی اب کیا کوئی دل کو لگائے | چھوڑ بیٹھے تب ملاقات آپ بھی جراٹ سے ہائے

جبکہ ملنا ساری عالم سی چھوڑایا آپ نے

تاک اور جھانک سی ہم آپکے رنجور ہوئے | اور طلب مین لب میگون کی لب گور ہوئے
پیش غمسے عجب یہ رسمنے دستور ہوئے | آبلہ دل کے پس مرگ بھی کب دور ہوئے

توشۂ راہ ہمین خوشۂ انگور ہوئے

تیغ ابرو سے تری اسقدر اب چور ہوئے | جنکی تدبیر سے جراح بھی معذور ہوئے
کسی مرہم سے نہ وہ قابل ناسور ہوئے | دل جگر دونون مری خانۂ زنبور ہوئے

داغ سی زخم ہوئی زخم سی ناسور ہوئے

میری خدمت سی نہ اب تک ہو اکوئی غمخوار | اور طبیعت بھی دوا کی نہوئی منت یار
وہیا نمین یار کے فی الفور بفضل غفار | دو دل دو ٹھنے ہی دینا سی اوٹھے ہم بیمار

شکر یارب کہ طبیبونکی نہ مشکور ہوئے

ایک سی ایک زیادہ کری اب اونکی دوا | اور ہر روز نیا غور سے نسخہ بدلا
آخرش تنگ کی مسیحا نی یہ اوسنے پوچھا | روگ کیا تیرے مریضان محبت کو لگا

جون جون تدبیر کری اور وہ رنجور ہوئے

اپنے بیگانے میری حال کو سنکر روئے | حالت زار پہ اپنی سبھی آنسو بہر لائے

الغرض عاشق مری عالم مین کہلاتی تہی تم | یا تو بن بن اپنا عالم ہمکو دکہلاتی تہی تم
یا بگڑ کر اور ہی عالم دکہایا آپنے

ناگہانی ہوگئی شاید کوئی تجسے خطا | یا کسی سے آپکا ہے اندنومین دل لگا
کچہہ تو باعث اسکا فرماؤ کہ کیا ہوگیا | یا ہمارا دہیان رہتا تہا تمہارے تئین جا
یا ہمین اب اپنی نظرون سے گرایا آپنے

اوس سے تم لڑتے تہے جو کرتا تہا تمہاری مسخری | یا ہمارا کٹہ دان کو اب ہوتی ہی مجہپر تری
اب خدا کیواسطے انصاف تو کیجی دوری | یا ہماری عقل کے قایل تہی ایسے شک پری
یا بگڑ کر صاف دیوانہ بنایا آپنے

مین تو حیران ہون کہ ایسا کیا ہوا مجسے عناد | بلکہ جو اغیار تہے غماض اور بہ فساد
اب اونہین سے مشورہ ہی آپکا اور اتحاد | یا ہماری ملنے والونکی تمہین رہتی تہی یاد
یا ہماری یاد کو دل سے بہلایا آپنے

چہوڑتے ایکدم نہ تہے گہر مجہی بلوا کے آپ | یا مری آتے ہی بس اوٹہہ جاتے مین اوکتا کے آپ
ہے یقین اوٹہہ جاؤنگین سنیے اب بہرا ہے | یا ہماری پاس پہرون بیٹہتے تہے آگے اب
یا بر بخش یاس سے ہمکو اوٹہایا آپنے

پیار یہ صاحب کا مثل سیل دریا ہوگیا | یا تو زور اور شور وہ یا صرف بیجا گہٹا
مین تو حیران ہون کہ اب ایسا کنارا کیون کیا | یا ترقی پر تمہارا دمبدم اخلاص تہا
یا بڑہا کر ربط اب بالکل گہٹایا آپنے

غم نکا میرے غم تہا تمکو اور خوشی کی تہی خوشی | بس میرا منہ تکتے ہی جاتی تہی تمکو ہر گہڑی
یا میرے رونے پہ اب صاحب کو آتی ہی ہنسی | یا بہر عالم ہماری خرمی منظور تہی
یا رولا کر ہمیشہ عالم کو ہنسایا آپنے

دلمین تہے روپوش ہو جی جہوڑ کر سارا جہان | منہ دکہانے کی رکہی حالہ نہ ہمکو سامنے یان

بدنصیبون کا مین تو ہون سرتاج | کیونکہ اتا وہ قتل گہ مین آج
سب سے پہلی ہماری باری تھی

یاد وہ قول و قرار سیم بدن | یاد کہائے یہ صاف عہد شکن
اب یہ کس نے تمہین سکہایا فن | دوستی کرکے ہوگئے دشمن
واہ واہ خوب دوستداری تھی

کوئی کہتا تہا کوئی ہے بیمار | اور کوئی مارتا تہا سر پہ ہات
کوئی سنتا نہ تہا کسی کی بات | تہی یہ حالت تری مریض کی رات
گرد بیٹہی اوسکے آہ وزاری تھی

کوئی کہتا تہا مین ہون اوسپر جور | کوئی بولا وہ ہے مرا منظور
کیا کہون الغرض یہ ہے مشہور | اوسکے مژگانکا کیا کرون مذکور
بات مین دل مین چہری کٹاری تھی

کوئی کشتی پہ رکہتا تہا اسباب | غوطہ کہاتا تہا کوئی ہو بیتاب
تہا غرض خلق کو بڑا ہی عذاب | گہر کے گہر بہ چلے تہے مثل حباب
گویا طوفان و اشکباری تھی

ہجر کی شب یہ اپنی تہی ہمراہ | غم الم رنج و درد و عشق اوآہ
کر یوصنعت یہ قصہ اب کوتاہ | جرات اوس مین بقول حیران
رات حالت عجب ہماری تھی

ظاہرانہ اشتیاق اپنا جتایا آپ نے | اور ہر اک حال بیتابی سنایا آپ نے
اب کیا اسمین برا مین نے بہلایا آپ نے | پہلے تو از راہ شفقت گہر بلایا آپ نے
پیر گیا جنے دل تو پہر گہر پہرایا آپ نے

غیر کے آنے سے اپنے دل مین کیا تہی تم | میرے دلکو ہر گھڑی ہر طور بہلاتی تہی تم

دن تو رو پیٹ کے جسطرح کٹا کاٹ دیا | ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی سینہ مین رکنے لگی آتی جاتی

کیا کہون دوستو ایسا ہی برا عشق کا فن | دوستی جس سے کرو ہو وہ ہوا دشمن جانی
نور چشم اپنے جو ہین اشک یہ ہے اونکا چلن | آتش عشقیہ کرتے ہین وہ کار روغن
اشک تر اور بھی ہین آگ لگاتے جاتے

کچھہ یہ ناصح نہین صنعت تو مگر ہے غمخوار | پیش رفت اسمین نہین جانیکی رندی زنہار
تیس و غرہا سے لاکھون ہی ہوئی اسمین خوار | عشق کو ترک کردیا نکرو ہو مختار
نیک و بد رند تمھین ہم ہین جتاتے جاتے

غم الم درد و آہ و زاری تھی | کیے کیا کیا جو کچھہ کہ خواری تھی
الغرض نزع ہم پہ طاری تھی | شب فرقت بلا ہی بھاری تھی
بچ گئے زندگی ہماری تھی

پہلے یوسف جتا وہ اپنی چاہ | کر گیا دوستی مین مجکو تباہ
تھی توقع یہ اوس سے کب واللہ | دے گیا دلپہ داغ یاس و آہ
جس سے کیا کیا امیدواری تھی

مرتا تھا کبھی مین سر پہ ہات | بھکی بھکی کبھی کہے تھا بات
پر کسی ڈھب سے تھی نہ مجکو نجات | دل ٹھہرتا ہی تھا نہ اوس بن رات
بیقراری سی بیقراری تھی

مر رہے اضطرار مین صد شکر | نہ بچے انتظار مین صد شکر
کرتے ہین بار بار مین صد شکر | مر گئے ہجر یار مین صد شکر
جیتے رہتے تو شرمساری تھی

اس عداوت کا کیا کرو مین علاج | کہ وہ کہتا نہین مجھے آماج

اک معمہ ہے مقرر خال سرمہ زیر چشم
وہ یہ کہتے ہین لگا کر خال سرمہ زیر چشم

مشکلون نازغزالان سے نکالا جاہیے

یہ کہا صنعت نے اوس نے اپنی سر کی دی قسم
لکھہ خط گلزار مین نرگس کا تو لیکر قلم

روشنائی مردمان چشم کی پہونچا بہم
گر بیاض یار مین بیمار کرتا ہے رقم

شعر ایسے جن کے دیوان سے نکالا جاہیے

درد فرقت سے کہین ہم نہین آتی جاتے
اور جو جاتے تو ہنر اپنا جتاتے جاتے

شدت نالہ سے طوفان اوٹھائی جاتے
موج سان کیا خس و خاشاک بہائی جاتے

آگ کیطرح جدہر جاتے جلاتے جاتی

چرخ دنرات عجب طور کے لاتا ہی رنگ
عقل ہے چرخ مین اور ہوش جسے دیکھو دنگ

کشور روم پہ آتا ہی چڑہاوا لیکی رنگ
خط نے اوس عارض گلگوں پہ کیا عجب رنگ

خار ہین صحن گلستان کو دبائی جاتی

نہ تو رونے نے جنازہ پہ کئے مٹی دے
ساری باتین ہوئین در گور دلے سبز یہی

اگر اوس سمت کو گذرے تہی تو لازم تہا ہی
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے یہ سہی

فاتحہ کے لئے تو ہاتہہ اوٹھائی جاتے

جھڑکیان گالیان دو بوسہ کرم اوکرہ
کچھہ شکایت نہین اسکی بہی جو غیر سے ملو

پیر و حضرت ایوب ہوا ہون مین تو
آزماتا ہون محبت مین مین ظرف لکو

درد و غم اسمین کہانتک ہین سمائی جاتے

مین نے دہمکا کے بہت اسکو کہا وہان سے
یہی بہتر ہے مری بات وہ اگر سن لے

ورنہ جانب سے مری صاف یہ اوس سے کہدے
راستہ روک کے کہ لونگا جو کہنا ہے مجھے

کیا ملیگا نہ کہین راہ مین آئی جاتی

بار الفت ترا جس روز سے ہی سر پہ لیا
غم ہی کہایا فقط اور خون جگر مین نے پیا

اندوہون گھنگار دنکی تم کیجیو شفاعت | بخشائیو تم واسطے حسینؑ کی حضرت
تم بن کوئی گوہر کا تو باشاہ نہین ہے

اپنے محبوبونکو زندان سے نکالا چاہیے | خلط اونکا آب درمان سے نکالا چاہیے
پیر جنون کچھ اور سامان سے نکالا چاہیے | کانشتر بار مژگان سے نکالا چاہیے
خون دیوانونکا شریان سے نکالا چاہیے

تکتے تکتے مجکو یان تو ہوگئین انکھین سفید | ہاتھ سے آئینہ رکھدو اب ہو چکا بس یہ بھی کید
اسطرف کو دیکھہ عاشق کی برآدی تا امید | عکس کو اپنے خود آرا رکھہ نہ آئینہ مین قید
جلد اس یوسف کو زندان سے نکالا چاہیے

اوس پریکے غم مین پیرنے اسطرح دیوانہ کیا | طوق حلقہ چشم کا اور زلف کی ہو بیڑیان
جبہہ سائی سے جبین پر اپنے نشنہ ہو عیان | واسطے زنار کے ابو حشت عشق بتان
خار دامان و گریبان سے نکالا چاہیے

روکنا دریا کا تو ممکن نہین اک آن بہر | ضبط گریہ تا بکی ہمدم تو اسمین غور کر
ماجرا اپنی انکھون ہمنے دیکھا بیشتر | جس جگہ رکجای پانی بیٹھہ جاتا ہی وہ گہر
اشک ہی دل چشم حیران سے نکالا چاہیے

وہ بیابان لق و دوق کچھہ سیر کا حاصل نہا | گر نہ تہی تاثیر عشق قیس تو پھر تھا یہ کیا
نیچی انکھین کر کے اور شرما کے از روی حیا | ساربان سے نجد مین آہستہ لیلی نے کہا
ناقہ تھہرا کر مرا یان سے نکالا چاہیے

عیش و عشرت کے سوا غم کا نہ تھا نام و نشان | اب لگی ہمکو نظر شاید کسیکی دوستان
کیجیے کس کا گلا یار و خدا کی ہی یہ شان | یاد آئی تھی مزاج یار مین یہ ہی وہان
اب تعارف اوسکے دربان سے نکالا چاہیے

سب لگا لیتے ہین دلبر خال سرمہ زیر چشم | زیب دیتا ہی ہر اک پر خال سرمہ زیر چشم

مین ہون حیران کہ یا نہین لگا ہی باغ کیونکر
صفا رخسار کی آفت ہی اور خط ستم تسپر
وہ گل ہے یہ بنفشہ ہے وہ آئینہ یہ جوہر ہی

کیا اب حسن کو چوٹی نے اوس قد پر دوبالا ہے
وہ نخل سرو ہی اور اوسپہ یہ لہرائی کالا ہی
ڈسے جسکو وہ کافر پھر وہ کوئی جینے والا ہے
بلا وہ جد مشکین اور قیامت قد بالا ہے
وہ بایل ہے یہ آشفتہ وہ حیران ہی یہ شیدا ہی

نئے انداز کے اب آپنے اشعار مین لکھے
کہ ہر اک مرد و زن جھوٹا بڑا محظوظ ہون اسسے
دلے صنعت کی بھی اشعار احوال گذشتہ کے
پڑہون دو چار اسمین مطلع رنگین اب ایسے
مجمل جس سے ہو البس مطلع خورشید انور ہے

سب خوبونکا سر تاج تو کس راہ نہین ہے
کیونکر یہ کہون حسن کا تو شاہ نہین ہے
یوسف بھی برابر تری ایماہ نہین ہے
ملنے کی ترے جسکے تمکین چاہ نہین ہے
کچھ اوسکو مزا زیست کا واللہ نہین ہے

پتھر نہین وہ اور شجر و کاہ نہین ہے
اور حور و ملک جن و بشر آہ نہین ہے
لاریب وہ حیوان بھی بالکہ نہین ہے
جو کوئی ہو آپسے آگاہ نہین ہے
بس سمجھیے وہ بندہ درگاہ نہین ہے

حال زرد و دل عشق مین کھویا تری خاطر
تسپر بھی ملا تو نہ کیا زور بھی اکثر
ناچار یسے یہ کہتا ہو نہین تجسے ستمگر
اب تو ہی بتا دے کہ ملون تجسے مین کیونکر
آتی تری ملنے کی مجھے راہ نہین ہے

کسطور سے دل اوسکے کو پھر کفر نگیرے
ہر چند کرے کعبہ کے وہ لاکھون ہی پھیرے
اے شافع ہر حرم گنہ حشر کے میرے
جو تجسے نہ واقف ہوا اور عشق سے تیرے
کیونکر نہین کہون اوسکو کہ گمراہ نہین ہے

کرتا ہے گذارش یہ سدا آپ ہی صنعت
محشر مین کرے جسکہ ڈی اللہ عدالت

انعامون

بوند بھی مجکو تھی بوندکی کٹاری اور ہی
یہ تو کہتا نہین ہین مینہ مدیر سے لیکن
جب وہ اجائی تو پھر جتنا یہ ہے برسی

کہا صمعت نے مجھے لعل گہر ہین طالب
بات پر دیکی ہے آپ اس سے خبر ہین طالب
گو کہ ابر ہین ولے لولو بصر ہین طالب
اشک گلگون نہین یہ بخت جگر ہین طالب
آج آنکھو نسے جو یہ اپنے شرر ہی برسی

ترا خال اور پیشانی یہ ماہ نو وہ اختر ہے
جبین پر جین و ابرو جیم اور کاکل معطر ہے
وہ ہی موج اور کمان ہی یہ وہ کشتی اور یہ لنگر ہی
تری زلف اور عارض اور لب اور خط جو چنبر ہے
یہ سنبل ہے وہ لالہ یہ نیلوفر وہ عنبر ہی

وہان سیب زنخدان اور زبان سب عضو ہین آسے
وہ غنچہ چاہ نخشب ہے یہ نازک کل کی پتی ہے
نہ لایا ناب وہ جس شخص نے دیکھا تجھے ہنستے
مسی آلود لب اور اوسمین وہ انکی چمک تیرے
وہ بدلی ہی یہ بجلی ہے صدف ہی وہ یہ گوہر ہے

غرور حسن تیرا اور غصہ السیتم افسزا
وہ ہے ضحاک کا مرشد یہ ہی اوستاد دارا کا
کروں تفصیل کس کسکی یہ مجمل ہون بیان کرتا
تری ناز و عتاب و عشوہ و غمزہ ادل لوٹا
وہ دارا ہے یہ بخشندہ جم ہی یہ سکندر ہی

تری وہ ساعد نازک غضب اور پنجہ رنگین
یہ ہے برگ چنار اور شاخ صندل وہ ہے تنکین
یہ ہین نو عد گرارہ عناصر تجھمین ای بیدین
عتاب و لطف نیرا اور خو نازک دل سنگین
وہ آتش ہے یہ پانی ہی وہ شیشہ ہی یہ پتھر ہے

تری یہ گات یہ سینہ بلا ہی اور فتن افت
حباب بحر یہ دریا ہی وہ یہ سو جلی صورت
ترا جو آشنا ہوگا اوٹھاویگا وہی لذت
خرام ناز تیرا اور ادا اور شکل و قامت
وہ آفت ہی یہ فتنہ ہی بلا ہے یہ وہ محشر ہی

جما سبزہ جو عارض پر تو اوسکی فکر کیجیے مت
وہ ہی خورشید اور یہ ہی کرن گرد اوسکی ایدیکر

ابر نیسان بھی نہ اس رنگ و سمن پر برسے
کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے
اپنی آنکھوں ہی تو کچھ لعل و گہر سے برسے

رعد نے طرز اداؤں کی ہی مرے نالہ کی
برق شاگرد مری آہ کی ہی اولی سی
ابھی اک پین تو بھرتی ہی اسکی شیخی
اشک امڈا ہے مرا ابر سے اب کہدو کوئی
آبرو چاہی تو ہٹ کر مری گھر سے برسے

بعد اک عمر کے وہ شوخ مری گھر آیا
رات بھر مجھسے پلنگ پر وہ ہم آغوش رہا
جبھی نوبت بجی اور صبح کا تارا نکلا
جے گیا زور گیا آپکا کیا یار گیا
اسینہ سے چشم سے اور دیدۂ تر سے برسے

یہ وہ دامن ہے مرا تجکو نہین اسکی خبر
اشک پونچھا ہے مرا یار نے اس سے اکثر
گو کہ تر دامنی محشر مین نہین اپنی پر
جسقدر ابر تو برسے ہی نچوڑو نہین اگر
اتنا پانی تو مری دامن تر سے برسے

ہی برسنے کی مسلسل مجھری اے یار دو
جس سے تشویش مکانات کی ہی عالم کو
بات پانی ہی تو مشکل ہے ولیکن سو جو
اسقدر ابر مین قطرات کہان تھے یارو
کسی مشتاق کی مین دیدۂ تر سے برسے

یہ مثل کہتے ہین ہر چند بڑی اور جھوٹی
کہ برستا نہین وہ جو کہ نہ بتسا گرجی
پر جو دیکھا تو یہان صاف وہ جھوٹی نکلے
رات بھر نالے کیے ہمنے تو دن بھر روئے
جسقدر شام سے لرزے ہے سحر ہی تر سے

گرچہ دل ہوتا ہی ہر ایک کا دا بر کو دیکھ
پر یہ جی بیٹھا ہی جاتا ہی اوٹھا ابر کو دیکھ
ہمنشین کیونکہ نہ ہا نو نین مرا ابر کو دیکھ
اوسکے آنے کا ہوا وقت بھلا ابر کو دیکھ
خون دل کیون نہ مری دیدۂ تر سے برسے

کہ گیا آج کا دن مجکو ہی گھڑیان گن گن
اور گھر آنا تھا کیا ابر کو آجی ہی کے دن

منکر نکیر سے تو کہون بات اونکو پر
دیکھون نہ گور مین بھی کبھی آنکھ کھول کر
ایسا ڈرا ہوا ہون شب انتظار سے

جب سے کہ مین نے تجکو ستمگار دل دیا
اوسدن سے غم کو کھایا ہے خون جگر پیا
لیکن اسی امید پہ یہ نیم جان جیا
کہنا پیا مبر کہ فراموش ہے کیا
وعدہ بھی کچھ کیا تھا کسی بیقرار سے

ہمدم کو غم ہوا مری چشم فگار سے
کرتا تھا عرض تب یہ مین اوس غمگسار سے
کیا پوچھتے ہو حال دل افگار سے
گل کھا رہا ہے تن پہ جھوٹکی آغوش یار سے
زخمونکی بدہیان ہوئین بھولونکی ہار سے

قاصد کو اوسطرف کو بمنت کیا روان
سامان عیش مین نے مرتب کیا یہان
آہٹ پہ کان در پہ نظر تھی ہی دو ستان
جب یہ سنا کہ یار نہین مہندی لگی ہی ان
شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے

ممکن نہین کہ ہمسر ہو دنیا مین خاکسار
اور ہمسے دل مین رکھتا ہو شاید کوئی غبار
لیکن یہ ہے نصیب کی خوبی ستم شعار
تیرے ہی دل مین ہم سے کدورت ہی دوستدار
آئینہ صاف ہوتے ہین اپنی غبار سے

چاہے کوئی کہ اپنا کرے نجد مین وطن
اور خاندان اپنی نہین چاہیے دوانہ پن
اوسکے لئے وصیت مجنون ہی یہ سخن
استاد عشق ہو نہین بنانا یہ سیمتن
لڑکونکی تختیان مری لوح مزار سے

سرسبز کسطرح نہو صنعت کی شاعری
مصرعہ ہر ایک اسکا ہی ہمشکل سرو کی
رنگت جدی ہی سب سے روش اسکی ہی نئی
طرز سخن سے رنگ ٹپکتا ہی اہی زکی
گویا زبان دہر پہ نخل بہار ہی

دل جگر دیدہ کو از بس کہ جوبر سی سبی
چشم مین آئے تو پھر نوحہ گر سو برس

پیش خیمہ ہے او نہو نکا یہ بغیر از اسباب | زیر دریا بھی ہے لشکر نہ سمجھ جوش حباب
لاکھون پانی پہ یہہ خیمہ ہین کھڑی یا نیلے

گل صد برگ ہی یکبر اج کا ہر اک دانا | سوسنی رنگ کو نیلم سے ہی کیا کم جانا
گل نسرین کو بھی الماس ہی سمجھ دانا | باغ ہے صانع قدرت کا جواہر خانا
گل پہ شبنم سے جو قطرہ ہین پڑی یا نیلے

ہے ہر اک شخص کو دستوار سمجھنا اسکا | دست قدرت کی جڑاوٹ کا ہی یہ روپ بنا
سیکڑون جوہری عرفان کی ہو وین بینا | دیدۂ غور سے دیکھے جو کوئی تو گویا
حلۂ یاقوت پہ موتی ہین جڑی یا نیلے

ہے ادہر چشم بھی ابنی ہی ادہر تن اپنا | موج زن چشم ہے اور سو کہ ہے تن ہی تنکا
ہمنشین اسمین سے اب کیجے کسکا شکوا | بہ گیا اشک سی اپنا بہ تن زار تو کیا
کیونکہ رسیلے سی پر کاہ اوڑی یا نیلے

ہے گدا شاہ اب اسوقت مین اور شاہ گدا | جتنے اعلی تھے ادنہین کر دیا اون نے ادنی
اب زمانہ کی بھلا خوبیان کہی کیا کیا | آج کل زیر فلک گرم ہی مطبخ اوسکا
بیچتا لونگ چڑے تنبا جو سڑی یا نیلے

بولے صنعت نکر واہ دفعان جرات تم | عشق کیا خالا کا گھر سمجھے ہو میان جرات تم
ہے غنیمت جو چھٹو دیگی بھی جان جرات تم | اشک بہر لاؤ نہ دل یلے میان جرات تم
ابھی بہرنے ہین تمہین کچی کھڑی یا نیلے

سر ہو زین شونہ خنجر کٹار سے | پر کلک دو زبان جواہر نگار سے
ظاہر ہے یہ تو پنجہ صفار و کبار سے | اعجاز وصف مطلع ابر دی یار سے
شمع زبان کا رنگ لڑا ذو الفقار سے

کاٹا ہو سانپ نے کبھی جس شخص کو اگر | ڈرتا ہے ریسمان سے بھی ہمدم وہ بیشتر

دلمین ہی اگر ان سے اوس سے یوچھو ای بیخبرو جب تلک دیکھون نہ تیری شکل کل پڑتی نہین
سچ بتا تو نے کیا ہی یار کیا جادہ مجھے

ایکدم تو چین لینے دے مجھے ای بیکلی ہے مرا عزو وقار آنکھو مین لوگون کی ابھی
گر نہ اتنا مضطرب بہر خدا ہجا ذری ابتلک تو بات مین لغزش نہین آئی مری

کیون کیا چاہی ہے رسوا بیقراری تو مجھے

غم سے یہان تک ہون نحیف و زار مین اے آسمان جو مجھے کروٹ بدلنا بھی ہوا دشوار آہ
بہر حق اس ضعف کو ای یار تو بھی کر نگاہ تا توان ہون بسکہ فرقت سے تری جون مرگ کاہ

اب صبا پھیری ہے اوس پہلو سے اس پہلو مجھے

سنتا یہ اب غم مین یہ اپنا دل جگر ہی مرچکا یک بیک جو اشک آنسو نے ہمارا تھم رہا
آبرو کیونکر رہیگی مرد مومنین یا خدا روتے روتے مین تو حیران ہون کہ یہ کیا ہو گیا

اب نہین آتا نظر آنکھو مین اک آنسو مجھے

ایک زن صنعت یہ بلبل کہہ رہی تھی غل مچا بے سبب اس ظلم کے کرنی سی اوسکو کیا ملا
نے تو اوس نے رحم کھایا نی کیا خوف خدا کیا کرون جرأت مین اوس صیاد قاتل کا گلا

دام سے چھوڑا تو چھوڑا تو ڑ پر یارو مجھے

رہگئے یون ہی کنارہ پہ کھڑے یا فیلے گو کہ ہم طیرنے والے تھے بڑی پانی کے
پر اسی شرم سے ہم پیچ کری پانی کے چھینٹے غیرون سی جو کل آپ لڑی پانی کے

پر گئے سیکڑون بس مہپہ گھڑی پانی کے

ہے ہر اک چیز کی ہر ایک کو دنیا مین چاہ کوئی مشغول عبادت کوئی پابند گناہ
کیونکہ آزادی حاصل ہو بجز بے لنخواہ خالی از قید نہین آب روان بھی اللہ

حلقۂ موج ہین گویا کہ گھڑی پانی کے

اوسکے مخلوق کا کسطرح کرے کوئی حساب آسمان پر سے برستا رہتا ہی نہ آب

اور الماس کے استاد جڑاؤ ہون سب — اوسکی گل تکیونکے خاطر یہی لازم ہی کہ اب

ایک ہو تمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

عمر گذری ہی کہ ہم رہتے ہین اس غم مین کہ کبھی — کہ نہ اب گردش ایام سے دن اپنے پھرے

ہو سو ہو اوس سے یہی کہیے کہ محب سب سے — جی تو یون چاہی ہے اپنا کہ نہ سر ہو تیرے

ہاتھ کا زانو کا بازو کا کمر کا تکیہ

گرچہ یہ بات تو مجھسے نہین ہوتی ہرگز — کہ جو عاشق کی تمنا ہے سو وہ پوری ہو

کیا کہون دلمین کہ ارمان بھرے ہین جو جو — سو تو ممکن ہے کہان بیٹھیے لیکن محبو

جسمین ہو بالونکی بو ہو تری سر کا تکیہ

کہا صنعت نے کہ تم خوب ہو اس درگاہ — نہ تو جاگیر ہی ہم رکھتے ہین نہ منصب و جاہ

عمل و علم پہ اپنی نہین زنہار نگاہ — لطف ایزدی سے امید ہی انشاء اللہ

کچھ یہی رکھتی نہین ہم کسب و ہنر کا تکیہ

اب کسی صورت نہین راحت دکھاتی روحمجھے — شکل سے ہی جتنی پڑتی ہے نظر ہر سو مجھے

سیر گلشن کی خوش آتی ہی نہ گل کی بو مجھے — بیکلی ایسے گیا ہی سو نیند وہ گلرو مجھے

کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

کیون نہ ہم غمگین رہین اس رہ سے اٹھون ہر — لب پہ نالہ ہو نہ کیونکر اور نہو کیون چشم تر

ہمنشین اس ظلم کا تو ہی بھلا انصاف کر — کیا اوٹھاؤن سر کو بالین سے کہ آتا ہی نظر

زیر سر اوں دلبر بادی غیر کا زانو مجھے

جسسے وہ خورشید ملتا ہی بعد انسان کو — اور یہان بن اوسکی ہوتی ہی مری حالت تباہ

دوستو واللہ باللہ ہی خدا اسکا گواہ — زخم اک شمشیر کا سا دل پہ لگ جاتا ہی آہ

یاد آجاتی ہی جسدم چشم ابرو مجھے

دل کی حالت ہی عجب کچھ لندن و ہمنشین — شب مین بستی مین بگلشن مین نہین لگتا کہین

یہہ دکھاتے ہین مجھے گردش ایام مری
نام ہین خستہ و آوارہ و بدنام مرے
ایک عالم نے غرض مجھکو کہا کیا کیا کچھہ

خط لکھا مین نے اوسی ہو غم ہجران سے دق
یہ تو کس منہ سے کہو مین کہ بطور عاشق
پر ہو جسطرح کیسا کوئی بندہ صادق
قبلہ و کعبہ خداوند و ملاذ و مستحق
مضطرب ہوکے اوسی مین نے لکھا کیا کیا کچھہ

دوستو سنتے مری خط کی ہوئی یہ تو تاثیر
پر نہ نامہ ہوا قاصد کو بنہانی زنجیر
قاصد و نامہ تھے دونون ہی غرض بے تقصیر
پر کہون کیا رقم شوق کی اپنے تاثیر
پھر سر حرف یہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھہ

فتنہ و شور بلا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
آفت و جور جفا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
سارے عالم سے سوا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
کیا کہین تجھسے کہ کیا دیکھا ہی تجھمین ہمنے
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا کیا کیا کچھہ

ہفت اقلیم کے سلطان کوئی ہوتے تھے
دلربا دنیسے کوئی زیست کی کرتے ہین مرے
کوئی خمخانہ کی صنعت ہین سدا می پیتے
ایک محروم ہم ہی میر چلے دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانہ نے دیا کیا کیا کچھہ

دلمین ہے چھوڑ کے اب کسب و ہنر کا تکیہ
باندہی چل کسی جنگل مین گذر کا تکیہ
اوسکے زانو کا جو سر اپنے ہی سر کا تکیہ
بند مستونکو کہان اور کدہر کا تکیہ
خشت خمخانہ ہے یہان اپنے تو سر کا تکیہ

تکیے ہوا ئی تھے سینہل کی روئی بہر بہر کر
اوسیر آرام سے سوتے تھے وہ ہی ہمدم
دل عاشق کو بھی دیہان ہی ہر شام و سحر
چین ہرگز نہین مخمل کے اوسی تکیہ پر
اوس پہ کیلئے ہو حور کے پر کا تکیہ

اور سونے کا جہان کھٹ ہوتی ہی منسب
پر دی مخواب کی اور جہت مین لگی ہون کو

تم آپ سو چلو دلمین کہ ہو جہاں دیدہ — جو دلمیہ درد بہی ہیگا تو مردم دیدہ
رہین گے روز اسی طرح موج پر آنسو

کہے نہار و کے وہ کل صنعت عجمین طالب — یہ اپنی اشک تو گوہر سے کم نہین طالب
پر اب جنون سے بدن پر مری کہین طالب — رہا نہ جیب نہ دامن نہ آستین طالب
وگرنہ مین تو گریبانہ خاک پر آنسو

کیا ہاروت و ماروت نے کیا کیا کچھ — لوط کے قوم نے پائی تہی سزا کیا کیا کچھ
امت نوح نے بھگتا ہے مزا کیا کیا کچھ — پیشتر ہمسے زمانمین ہوا کیا کیا کچھ
تو بہی ہم غافلون نے آئی کیا کیا کچھ

اپنی تقصیر ہی الزام بہلا کسکو دین — اک کشتی ہوتی تو دان اوسکو بچہاتی انکین
مجملاً کہتے ہین کس چیز کی تفصیل کرین — دل جگر جان بہی بریان ہوا سینہ مین
گہر کو دی آگ محبت نے جلا کیا کچھ

دین و ایمان خورد و خواب و غیرت تقوی — یہہ تو ہم کہہ ہی چکے آپ یہ اول ہی فدا
بعد ازان غمزون نے آکر جو مین انکو گیرا — دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بہی گیا
شغل مین غم کے تری ہمنے کیا کیا کچھ

یاس و حرمان و ہوس اور تاسف بسیار — غم الم رنج و تعب داغ جگر لالہ زار
حیف و اندوہ صد افسوس و ارمان ہزار — حسرت وصل غم ہجر و خیال رخ یار
مر گیا مین یہ مری جین رہا کیا کچھ

عشقبازون مین بہلا کیون نہ کہین محکم طالب — ہو مین بدنامی و رسوائی کا ویسی مشتاق
ایسی چیزون سے ہوا خالی بہلا اخلاق — درد دل زخم جگر کلفت غم داغ فراق
آہ عالم سے مری ساتہ چلا کیا کچھ

تجکو الزام ہے کیا سرو گل اندام مرے — بدلا اوسکا مجہے ملتا ہی جو ہین کام مرے

یہ سرخروئی ہے تیری کہ کم نکر آنسو
جو کم رہے ہین تری پاس چشم تر آنسو
تو دو پہر تو ہا خون دو پہر آنسو

فراق یار مین کچھہ ابر سے نہین ہے غم
مقابل اوسکے ہی سامان ریہان ہی ہم
طفیل حضرت دل در حباب دیدۂ نم
نہین ہین ہم بہی تو ابر بہار سے کچھہ کم
کہ رعد نالہ ہے برق آہ ہی کہ آنسو

مثل ہے خضر سکندر کو لایا تشنہ لب
خوشی تہی ملنے کی اوسکو ادہر مجہی تہی طرب
رہے ہم اسپہ بہی محروم پہ کہا یہ سبب
جو یاد ہجر کے صدمہ ہوی تو وصل کی شب
ادہر تہی آہ ستر بار ادہر آنسو

بہرا ہے ایسا ہی تالاب اشک مردم چشم
کہ مردمونکو نہین تاب اشک مردم چشم
کبہی کم آتی تہا گو آب اشک مردم چشم
ہے اب تو موج پہ سیلاب اشک مردم چشم
وہ دن گئے کہ چلتے تہی ٹہر ٹہر آنسو

ہمارے حالپہ اب تو وہ ترس کہاتا ہی
خدا کے فضل سے اب آنکہ بہی ملاتا ہے
ولیکن اب کوئی ہمکو نظر لگاتا ہے
فراق یار سے آنکہین سی کچھہ دکہاتا ہے
جو اپنی آنکہون مین آنے لگی نظر آنسو

تمہاری غمنے کیا بیکس اسقدر ہمکو
رفیق رہنے لگے وحشی سا جانکر ہمکو
میسر اب نہین کوئی بہی نامہ بر ہمکو
دل رمیدہ کی اپنے جو دی خبر ہمکو
شفیق کون ہی ایسا بہان مگر آنسو

جہڑی ہی چشم کی زاید یہ ابر وباران ہے
گذر بجا ہین کہین مرومان اب جہان ہے
بس ایک پل تو تہرا اشک چشم گریان ہے
زمین کو خشک تو ہونی دے جوش طوفان ہے
پہر آج کل طرح حد سے مت گذر آنسو

ہین اوسکی چال سے دلمین ہوں اپنے سرشیدہ
کوئی تو آپ سے روتا نہین ہی نمیدہ

کچھہ یہ مخفی نہین مشہور ہے تاتار تلک
جعد مشکین مین تری کیا کہون کیسی ہی مہک
شب کو جون کچیلی پہر ہو چمنستان کی بو

درد شانہ مین ہوا اور گیا دل بھی بکھر
جی پریشان ہوا جاتا ہی اسی سے اکثر
کہدو مشاطہ سے اب بہر خدا یہ جاکر
ابھی کنگھی نکرو اور بھی کھولے رہو سر
جسکو غش کرتی ہے بس موی پریشانی کی بو

سانپ تو سونگتے ہی سر کو تئین مار رہا
اور ختن نے بھی لیا مشک نی چین کا ستا
شرم سے ڈوب گیا عنبر سارا سارا
نکہت زلف کا جو نکلا جو کہین لالی ہو
ڈوب گئی باغ مین بس سنبل ریحان کی بو

منصفی تو ہی بتا تجھسے ہی نسبت کب اسے
دلمین اسبات کو بس سوچیے اور جیب ہلائیے
اوسکو سب پہنتی ہی اوسے دوستو جتنا وہ کہے
بد دماغی اوسے کیونکر نہو ملتی ہی مرے
کہ پری کو تو خوش آتی نہین انسان کی بو

عطر دانمین بھی نہین ہوتی ہی ایسی تیز
اور خیابان چمن دیکھی ہین کمتر ایسی
ہوی عطار کی دوکان بھی نہین برابر ایسے
ہاے کل کے وہ جہاتی ہی معطر ایسی
جیسے مطبوع ہو کوئی یہ لونکی دوکانی بو

بوسے صنعت مجھے دان ہو گئی جاتی ہی امید
سوچ ساعات سعد اوسکی کیا جوئیدید
بوسہ لینے مین ہوا سیبت تہا کچھہ یہ بعید
ہمتو غش ہو گئے تہے لگتی ہی منہ اوسکی سعید
پر معالج ہوی کچھ سیب زنخدان کی بو

اوسے خوش آنے مین بہتے تری اگر آنسو
نکال تو بھی جگر سے ٹہر ٹہر آنسو
یہ بے بہا ہین بہا تو نہ اسقدر آنسو
ذرا تو صرفہ سے امید دصرف کر آنسو
کہ یہان تو چاہئین روے کو عمر بھر آنسو

کچھہ آبرو نہین نکلین گے کم اگر آنسو
نکال مجکو جگر مین ملین جہر آنسو

لو صواب اتنا مرا اب تم خدا کیواسطے ہون نیٹ صیندریون وناتوان بازو مجھے
اوس شکار انداز کے جا کر برابر چھوڑ دو

ظلم بیحد کرنا مجھکو کس نے سکھلایا ہی چرخ روز بد ایسا جو تو نے مجھکو دکھلایا ہی چرخ
اس جگہ اگر ہماری عقل نے کھایا ہی چرخ ایسے بیدردونکے ہمکو دام مین لایا ہی چرخ
کوئی تو کہتا ہے اسکو توڑ کر پھینک دو

کوئی کہتا ہی کہ دزدی ہی تم اپنی بات اور نمک اسپر چھڑک دو تا کہ تڑپے ساری رات
اسطرح سے کیجے کرتے ہو مگر اسکی نجات اور کوئی بیدرد کہتا ہی یہ بیدد نسی بات
گر تماشا دیکھنا ہی فوج کر کر چھوڑ دو

یہ یقین ہے کار دنیا اس سے شاید کچھ بنو اسکے شادی کین ہرگز کرو منت جسجو
جاکے صنعت کی طرف سے اوسکی کبھی منسی کہو ناصحو جرأت کو پابند علایق مت کرو
وضع پر اسکی ہی ظاہر یہ قلندر چھوڑ دو

بو فرح بخش غلط ہان مگر انسان کی بو مشک و عنبر کی بھی اوسپر سے تو قربان کی بو
مغز مین جیکہ بسی ہو کسی جانان کے بو اپنی خاطر مین کب آتی ہی گلستان کی بو
ہمنے سونگھی ہی کلی لگ کے گریبان کی بو

سو خرابی سے گیا وان تو مین غمناک ہوا گر میرے ربط سے اغیار کے دل اپنا جلا
شکر پروردہ مجھے اب سوختہ دل تو سمجھا برزم مین اسنے مجھے دیکھدہ کل ناک چڑھا
بو لے آتی ہے کہین سے دل برہان کی بو

بعد اک عمر کے کچھ زور پر آئے جو نصیب تو نصیب اپنی ہوئی نعمت عظمای عجیب
رشک سے خون کرین اپنا جو سنین اسکو رقیب کیا کہون بوسہ مین کیا دیگئی لطف ترکیب
لب میگون سے وہ مل جل کے تری جان کی بو

خوف سے اوسکے چھپا جاکے زمین مین بارہا اور گیا مشک ختن سے بھی تو بھو بچا جا تک

ہے وطیرہ گرچہ صاحب کا یہی پر چھوڑ دو
ہمسے یون چھپکی جانان غیر کے گھر جیوڑ دو

سنتے ہو جانان نہین یہہ حال بہتر چھوڑ دو

کیا بیان تجھسے کرون ہین واقعہ نے یہہ عجب
ہجر کا تیرے مرض جب سے ہوا اوسکو نصیب
بس اوسی دن سے وہ پہونچا ہی ہلاکت کے قریب
کیا کہون بیمار کے تیری کہ جتنے ہین طبیب

سب یہہ کہتے ہین کہ اب اسکو خدا پر چھوڑ دو

ہجر مین اوس شعلہ رو کے یہانتک نالے کیے
جون کسی شادی کے گر اٹھون پہر لوبت بجے
روز و شب شور و شر سے جبکی سب عاجز ہوے
کہتے ہین اے یسمین ہمسایہ مری فریاد سے

مصلحت یہ ہے کہ اسکے پاس سے گھر چھوڑ دو

عشق سمجھو اسکو ہمدم یا اسے کہیو جنون
دلکو بھاتی ہے ہوا وسکی بات اچھی یا بری
کج ادائی سے بھی اوسکے مین مین ممنون ہون
ہاتھہ اوسکا ہاتھہ آجاتا ہی تو مین کیا کہون

کس ادا سے مجھسے کہتا ہی وہ دلبر چھوڑ دو

ہجر مین ہون تیری بیمار و ضعیف و ناتوان
جیتے جی منہ تو نے دکھلایا نہ مجکو بدگمان
یہ تمنا ہے مری بہر خدا سن او میان
تشنۂ دیدار تیرا ہون بوقت نزع جان

آکے تک میری گلے پر آب خنجر چھوڑ دو

کر دیا بے آبرو تمنے مجھے اے چشم تر
اور گرائی مفت مین لوگونکی سب دلمین نظر
پر ہوا اوس شوخ کے اوپر نکچہہ تیرا اثر
اوٹھہ گیا وہ اپنے گھر یان بیٹھکے بین دو جگر

ایسا رونے بے اثر اے دیدۂ تر چھوڑ دو

تم خفا ہو اوسطرف اے ہمدمو میرا دل حزین
اسکا باعث اور سبب معلوم کچھہ مجکو نہین
پوچھتا ہون تمسے مین بتلاؤ تو اے نازنین
ہوگی ناحق خشمگین اتنے ہو کیون جین جین

خوب یہہ باتین نہین اے بندہ پرور چھوڑ دو

زیست سے بیزار ہون اپنے مین اوسکی ہجر سے
سر برابر گران ہی تن پہ باعث ضعف کے

نے تو اوڑنے کی ہی طاقت بھاگنے کی ہے راہ | ناز و انداز و ادا نے دلکو لون گھیرا ہی آہ
صید گہ مین گھیرے ہین جسطرح نخچیر کو

تاڑ لینگے اہل محفل میرا اور تیرا پیار | اسمین رسوائی تری خلقت مین ہوگی آشکار
اور مین آنکھو نمین نہ محشمونکے ہونگا وقار | آنکھ اوٹھا کر بھی نہین دیکھا ہی مین نے تجکو
مت اوٹھا محفل سے اپنی مجسے بی تقصیر کو

اوڑکے لپٹی ہی یہ تہی مشتاق تیری جا بجا | گرد رہ اسکو نہ سمجھو ہے یہ خاک عاشقان
ہے شرافت اس سے بھی اکثیر اعظم کیمیا | دور دامن پیر جو تیری ہے غبار ناتوان
مت جھٹک پہچان تک اس خاک دامن گیر کو

صبحدم یکجا ہوے ہمدرد جب ہم سے چار | کوئی کرتا تھا یہان اپنا قلق اور اضطرار
حالت شب اپنی کہتا تھا کوئی تفصیل وار | مین کہا دیکھا ہی مین نے خواب مین اجری بار
دوستو مجسے کہو اس خواب کی تعبیر کو

سب یہ کرتا ہی اثر یہ عشق کافر ہی وہ شے | بے قرار ہاتھون سے اسکی ہو نہ انسان بچ کے
ہے ابھی کیا آئیگا سو بار دنمین پر یہ بلے | گاہ گاہے خود بخود مجھتک وہ آجاتا تو ہی
پر ابھی سمجھا نہین ہی عشق کی تاثیر کو

بولا اک تیر آنکے گا ماہ رو سے دل کہین | دوسرا بولا کہ بجکر تیغ ہو حاصل کہین
تیسرا کہتا تھا ہوگا یار تو گھایل کہین | آہ اس مذکور کو سنتا تھا وہ قاتل کہین
آن پہونچا سر پہ میرے لیکر تمغے شمشیر کو

کہتے تھے یاران ہمدم ہاے کیا افسوس ہے | کارگر اوسپر ہوئی نے کچھ دوا افسوس ہے
تمنے تو صنعت کیا بے انتہا افسوس ہے | ہمکو بھی جرأت کی مرنے کا بڑا افسوس ہے
کی بہت تدبیر لیکن کیا کرین تقدیر کو

یا تو ملنا ہمسے تم اے بندہ پرور چھوڑ دو | یا وہ بدخوی جو اگلی ہے سراسر چھوڑ دو

روز سیہ جو مجکو یہ دکھلائی چرخ دون — کیونکر نہ تار تار گریبان دل کرون
دیکھونگین اوسکی زلف کو جب دست شانہ مین

خوشبو ہر ایک پھول مین جسطرح سی بسے — اور تخم مین درخت ہین جیسے چھپے ہوے
مے مین نشہ ہو جیسے بس ایسی ہی طور سے — پایا ہر ایک بات مین اپنے مین یون تجھے
معنی ہو جسطرح سخن عاشقانہ مین

یہ جان لے کہ جان تو بکتی نہین ہی مول — مت پھنس تو اوسکے خال پہ دانہ نہین ہے کول
تیرے لئے کہا یہ نصیحت کا ایک بول — اے مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول
ورنہ سنا جو دام مین دیکھی گا دانہ مین

دنیا ملے نہ دین بھی نے دھل گلرخان — زانو پہ مار دست تاسف بصد فغان
چلاّ کے کہ رہے تھی یہ گل شیخ جی بیان — چلّے مین کھینچ کھینچ کے قد کو کیا کمان
تیر مراد پر نہ بٹھایا نشانہ مین

صنعت نے یہ کہا کہ ذرا تو خدا سی ڈر — آخر تری کہانی تو ہو گی نہ عمر بھر
بک بک کی تو نے کر دیا اب شام سی سحر — سودا خدا کیواسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اوڑ گئی تیری فسانہ مین

دیکھہ آئینہ مین اپنے حسن پر تنویر کو — اپنی شہرت کے لئے بھی اور مری توقیر کو
کیا ہی پہیتی سوجھی ہے یہ وحشت دلپزیر کو — دیکھکر کل لیلی اور مجنون کی وہ تصویر کو
ایکو دیکھے تھا گہ اور گاہ مجھ دلگیر کو

ہوکے سودائی تری زلفونکا ای شکیری — پہنکر زنجیر مین نے راہ جب لی بجد کی
یہ دعا پھیلا کے دامن روح لیلی کی دی — اے مجنون آباد رہیو تو کہ وحشت ہے تری
بعد مجنون پھر نسبایہ خانہ زنجیر کو

مرغ دل کے واسطے وحشت زدہ اوسکی نگاہ — ہین مژہ تیر خدنگ اور دام ہی زلف سیاہ

مرا دشمن زمانہ ہو تو ہو غش اسپہ کہاتا ہون — تماشا ہے کہ جسکی دوستی مین جیسے جاتا ہون
کہی ہے ابتلا کہ وہ مین محبت آزماتا ہون

خدا کیواسطے کافر نہ مجکو اسقدر ترسا — مجھے تو خار کرتا ہے کہ رونگا مین تجھ سوا
یہ دم دیکر ڈرایا اوس پریکو آدمی تو کیا — جنون عشق سے بد لایے بن مین نہین رہتا
اگر غم مجکو کہاتا ہی تو مین بہی غم کو کہاتا ہون

ارے چل بیٹہ جتلاتا ہی کیا مجکو یہ عیاری — وگرنہ کر دوا اپنی کوئی ہوگی یہ بیماری
مگر سچ ہے یہی کہتا ہی تو از راہ مکاری — یہ درد اوٹہتا ہی دلمین میری اوٹہتی ہی چنگاری
کلیجہ تہام کر ہاتہوں سے مین بس بیٹہہ جاتا ہون

نہین صورت کوئی وہ میری خاطر مین لاتی ہے — مگر وہ شکل سبکو شکل دیوانہ بناتی ہے
ادہر یہہ اوسکی دلسوزی مری جہاتی جلاتی ہی — مری دیوانہ پن پر اوسکو حیرت سی جو آتی ہے
تو لیکر آئینہ مین اوس پریکو دکہاتا ہون

کہا کرتا تہا مین سب سے وہ دم میرا ہی بہرتا ہے — مین اوسکو دیکہکر جیتا ہون اوہ مجہسے مرتا ہے
پر اب اس شرم سے دم بہی نہین میرا ٹہہرتا ہے — مگر دزدیدہ محلفین جو وہ غیرون پہ کرتا ہی
تو ہمراز دن سے بس کس شکل مین آنکہین چراتا ہون

جو نوبت طالع بیدار نے یہ کی مری ہی ہی — بجا ہی میری یہ صنعت رہون خاموش اتا کی
کرون سینہ کو نقارہ مین اور نالہ کو تمل نے — اگر شب کو مری آتی ہی اوسکو نیند آتی ہے
تو حیرت مین سحر تک کتنے سونکو جگاتا ہون

وہ صید جنکے نام سنے تہی فسانہ مین — زخمی کیوہ تو نے سب اک ہی نشانہ مین
یوشیدہ نرگاہ کشان کی ہی خانہ مین — ناوک نی تیرے صید بچہوڑا زمانہ مین
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

شانہ مین درد چشم سے کیونکر بہی نہ خون — اور کسطرح نہ مین دل صد چاک چاک ہون

زلف کو لہراؤ یا چہرہ کو اب تم کھولدو
مار ڈالو یا نوازو عاشق بیتاب کو
آپکے دونون ہین صاحب رنج و راحت ہاتھ مین

اب تلک تو عشق کو ہمنے چھپایا تھا مگر
ہو گیا ہیہات شہرہ وہ نہ آیا جو نظر
قصد ہے صحرا کا پتھر لائے لڑکے ہین کدھر
یاس بدنامی کا اب کپڑا رگیا ہی چاک کر
ہے گریبان دیر سے آیجوش وحشت ہاتھ مین

فی الحقیقت مین تو تھا مقتول ابرو کی تری
ظاہر اسر تھا ولے تھا بار گردن پر مرے
سر خروئی عاشقو مین اب مجھے حاصل ہوئی
تیغ کی رکھتی ہی بس یکبار گردن وہ گئی
ہے صفای فتنہ گر تیری قیامت ہاتھ مین

رنج پہونچے کو مجھی گجری کی تیرے بوجھ سے
اور ہو رنگ حنا کا بار الکر و تجھے
پھر بھلا اے گلبدن انصاف دلمین کیجئے
دستۂ گل کو کہان نسبت ہی ساعد سے ترے
شاخ گلمین کب جو ہی تیری نزاکت ہاتھ مین

عیش کو ہر ایک کی کرتا یہ برہم چرخ ہی
عاشقون کی حقمین یہ جلاد کو کیا چرخ ہے
پر ہماری عقل نے اسجا یہ کہا یا چرخ ہے
کونسادہ بادہ کش ہی جسکا مینا چرخ ہے
ماہ اور خورشید کے ہین جام عشرت ہاتھ مین

ہو دی کی صحبت مجھے جسدم کہ وہ گلرو ملے
حضرت عیسی انہین کچھ فائدہ تکلیف سے
بلکہ یہہ فصاد کو سمجھا کے فرما دیجئے
یہ مرض ہے عشق کا جاتا نہین مت فصد لے
ایسی ہے فصاد کیا تیری افاقت ہاتھ مین

عجز اپنا تا بہ کے اور حسن کا اوسکو غرور
ہے جفا ئے سنگدل سے سینۂ دل چور چور
تنگ ہو کر ہجر سے کہتا ہی صنعت اے حضور
اوس بت بیدرد کو ہرگز نہ دیجے دل ظہور
کیجے کیا پر نہین اپنی طبیعت ہاتھ مین

لگا کر اک پری سے دل دوانا مین کہلاتا ہون
اور اپنی جان پر بیٹھا ہی غم اوٹھاتا ہون

نہین معلوم حال اپنا خدا جانے کہ کیا ہوگا
جو ہمنے رات بھر آہین بھرین اور صبحکو رویے
نکالا آگ سے اب لی چلی تقدیر پانہین

فریب از بس سمایا ہے تمہاری طبع اعلی مین
بس اب بہر خدا چھیڑا نہ کیجے ہمکو اس جا مین
ہمین معلوم ہوجاتا ہے جو ہو بحر و صحرا مین
نہین عاشق تمہارے تیغ ابرو کا جو ڈر پا مین
تو کیون ہر موج ہے ای یار چون شمشیر پانہین

کوئی یہہ جسم طوفان ہے سمندر ہے کہ آفت ہے
ہر اک پل اوسکے سبکو منع کرنیکی اشارت ہے
کوئی بحر خدا آوے نہ یان پانیکی کثرت ہے
بجوش اشک ہمدم اپنے پتلی کی یہ حالت ہے
سکندر نے بنادی جسطرح تصویر پانہین

پگھل جاتا ہے تیہر کا جگر عاشق کی آہون سے
خیال خام ہے یہ عقل کا ای ہمنشین میرے
کبھی زنہار میرے سامنے یہ بات مت کہیو
وہ بحر حسن ہے اوسپر اثر آہون سے کیا ہووے
کہ یہہ گہرا گ کرتی ہے نہین تاثیر پانہین

لکھا تھا مجکو صنعت نے کہ صاحب زرہ سفت
اس اپنے کمترین بندہ سے رکھتے ہو اگر الفت
زبانی اوسکی مین جاؤن اگر ہو آپکو فرصت
کرون کیا حال گریہ اپنا مین مرقوم اے یہ
بہی پھرتی ہے جو تر اشک سے تحریر پانہین

ہین جو یہ چھلے تری ای بیمروت ہاتہ مین
اون سے گل غیرون نے کہائی بہر شہرت ہاتہ مین
یعنی ظاہر ہو یہ چاہت کی غلامت ہاتہ مین
ہمنے گل کہائی نہین ہین داغ فرقت ہاتہ مین
ہوگی دستاویز یہ روز قیامت ہاتہ مین

کچھہ بن آتی ہی نہین حیران ہون لیلیجے اب
اسقدر مشغول خود بینی مین ہے وہ روز و شب
ہو سکندر کا برا اوسنے کیا ہے کیا غضب
محو اپنی عکس کا ہے ورنہ یون ہو جہ کب
آئینہ رکہتا ہے وہ خورشید طلعت ہاتہ مین

جان دی مین نے تمہاری عشق مین یہ جانتے
جانتے ایتک نہین تم اسقدر ارزان ہو

ملاپ کیونکہ ہو دونون کی قول قسمین ہین
کہ جنکی بیسین ہین ہم وہ بیرائی بیسین ہین

جو عاشق غرق بھی ہو جاوے بر تقدیر پانہین — نہین زنہار چہپتی عشق کی تاثیر پانہین
ہوا ثابت جو کی غور اوبت کشمیر پانہین — کوی ہی زلف کا سودای دلگیر پانہین
کہ ہی گہرا اب طوق اور موج ہی زنجیر پانہین

نہ تہی نظر وہمین میری قدر کچہہ کحل الجواہر کی — کہ تہی اوس خاک سی جو روشنی اس دیدہ تر کی
کہون کیا بحسے ای ہمدم زبونی اپنی خاطر کی — بجای سرمہ تہی آنکہونمین میری خاک اوس در کی
سو وہ بہی ہی ڈبوی تہی کہ اکثیر پانہین

بغیر از نوح کی کشتی بعینہ ہی وہی صورت — نکولی آشنا ایسا کہ جس سے ہو طمانیت
حباب آسا نہین دم مارنیکی اونمین اطاقت — نہ لو بچھو مردمان چشم سے گریہ کی تم حالت
بتاؤ کیا کری کوئی بہلا تقریر پانہین

جدای ہو گئی ہی اوس سے جو ای ہمنشین سب سے — تو جاری آنکہ سے آنسو ہین اور آہ و فغان لب سے
ہماری چشم بہی شمیر سی ہی خوب تر جب سے — کیا ہی لخت دل نے چشم مین مسکن کچہہ اسقدر سب سے
مکان کرتا ہی کوئی کسطرح تعمیر پانہین

جو طغیانی پہ آجاتا ہی دریا عشق کا یارو — اوتار اوسکا نہین ممکن کسیصورت اگر چاہو
ڈبو دیتا خدا اس آشنائی کی سفینہ کو — غریق بحر غم کو مخلصی ہو کسطرح سوچو
کہ بن آتی نہین ہی کوئی بہی تدبیر پانہین

لگا کر تیر یون بولا میان تیری بلا ہاری — تیری قربان دل عاشق ہزارون تجہہ پہ ہین واری
وہ ہین بیمار اک تو دوسری ہین بیسیل آزاری — لگا مت مردمان چشم پہ تیر مژہ پیارے
کہ مطلق توڑ کرتا ہی نہین ہی تیر پانہین

بچے تھے ہم خلیل اللہ کی مانند آتش سے — برنگ حضرت یونس چلے اب بیچ دریا سی

پر اپنی اونکی سیہ طاقت کہان جو ہو کلام — اودہر منا ہی ہو اوسپر اودہر مین ہون مین بلم

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پیرائی بسمین ہین

مین عشق ہون اوسپہ لو مخفی ہی وہ بھی مجھپہ چور — کہ بیٹھا ہوتا ہی چوریکا گڑ یہ ہی مشہور
اسی سے اوسکو محبت ہی پر وہ ہی مجبور — علاج دوستو اب اسکا سو پچتا ہی ضرور

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پیرائی بسمین ہین

مین جسکے عشق مین پروانہ وار ہون سوزان — تو وہ بھی غمسے مری مثل شمع ہین گریان
وہان مین جا نہین سکتا ہی اوسپہ قید گران — کوئی بتاؤ تو کچھہ فکر ہون مین اب حیران

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفس مین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پیرائی بسمین ہین

اودہر تڑپتا ہی وہ اور قلق ہی یان مجھپر — مین اوڑکے دیکھون اوسی کا تڑپنا ہی خدا تا ہر
ہزار طرح سے کرتا ہون فکر ہمدم پر — گئی ہی عقل کی یان عقل اور مین ہون مشدر

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پیرائی بسمین ہین

جہان تلک کہ فسون اور ہمنے سحر کیا — پر اونکے لوگونپہ افسوس کچھہ اثر نہ ہوا
ادہر تو مرتا ہو مین اور ادہر ہی وہ مرتا — کوئی تو ڈھب مجھے ایسا بتاؤ بہر خدا

ملاپ کیونکہ ہو دونونکے دل قفسمین ہین
کہ جنکے بسمین ہین ہم وہ پیرائی بسمین ہین

بتاؤ ایسا تو صنعت کوئی عظیمت خوان — کرے جو علم سے لوگونکی اونکی بند زبان
ملین جو بیڈھہ تلک آ بسمین ہم وہ صاحبجان — تو تا یہ حشر تلک دین زبان پر یہ بیان

اپنے مشرب مین تو ہی کفر یہی بے ادبی | قدرت اور ونکو ہے سرگرم سخن رہنے کی
نہین بہر نیکا دم سرکے مقدور ہمین

صحبت غیر مین اب ہی اوسی رہنا شب و روز | ظلم نا چار پڑا ہمکو یہ سہنا شب و روز
شدت گریہ سے ہر دم یہی کہنا شب و روز | کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز
آنکھین خالق نے رقیبون کو بخین ناسو ہمین

غیر کے ساتھ تو کہتا ہی وہ ہنس ہنس کے کلام | اور اوٹھہ جاتے ہی اوس سے تو رہتا ہی ہم
ہوا الغام ہمین گاہی صنعت نہ مدام | بوسہ ہمکو ندیا اوس نے سوای دشنام
سو بھی یہ جب ٹلا اور لو مجبور ہمین

ہین جن پہ مرتا ہون جنکی ہین وہ میری دے | اور اشتیاق ہین دونون طرف دلونمین بھرے
یہ اپنے دشمن جانی ہین اونکی گہر والے | کچھہ اسکی کیجیے تدبیر ہمنشین میرے
ملاپ کیونکہ ہو دونون کی دل قفس مین ہین
کہ جنکے بس مین ہم وہ پیا ئی بس مین ہین

قرار مجھکو نہ دن رات اور نہ چین اوسکو | جب ایسا عشق ہو اپس مین اور جدائی ہو
تو دلیہ دونون کی کیا کیا قلق ہون سو خود تو | یہی سوال ہے اپنا ہر اک سے ای یارو
ملاپ کیونکہ ہو دونون کی دل قفس مین ہین
کہ جنکے بس مین ہم وہ پیا ئی بس مین ہین

نہ رکے دینی کی جا ہے نہ ذور چلتا ہے | نہ عجز کرنے سے غیرون کا دل پگلتا ہے
نہ دیکھیے کو وے اپنے جی نکلتا ہی | نہ ایکدم کو وہ جھوٹا اوسکو دانسے ٹلتا ہی
ملاپ کیونکہ ہو دونون کی دل قفس مین ہین
کہ جنکے بس مین ہم وہ پیا ئی بس مین ہین

پیام آتے ہین دانسے یہ اشتیاق تمام | اور آئے دیکھنے مجکو وہ آب بسر بام

ہیہات زور ضعف سے اتنا بھی بس نہین ہاتھونکو چاک جیب تلک دسترس نہین
مین کسکے بس مین ہون کہ مرا کچھہ بھی بس نہین

بلبل ہزار رنگ سے کہتی تھی درد سے حسرت بھری ہی دل مین دم مرگ یہ رہے
سو گندہ رنگ گل کی مذاکت کی ہی تجھے بازو نہ باندہ کسکے تو ڈسنے دوڑی تک مجھے
صیاد مجکو اسکے سوا کچھہ ہوس نہین

بنیاد باغ کا نہ رہا کچھہ کہین سراغ بلبل کے چہچہونکی جگہ بولتے ہین زاغ
کہتی تھی عندلیب کہ ہی اپنے دل پہ داغ ٹوٹا خزان کی ہاتھہ سے جب سے تمام باغ
سن سن ہی اسقدر کہ سنین بس نہین

اک آن فرش گلیہ نہین ہی اسے قرار پہلی کیطرح ہی غم فرقت سے اضطرار
یاد آتی جبکہ جنبش ابرو ہے بار بار بدلے نکیونکہ کروٹین لاید ہزار ہزار
بستر تری مریض کا جز خار و خس نہین

دل مین ہی اپنے غیرت یوسف کی جب سے چاہ ہرگز کسی پہ پڑتی نہین ہی مری نگاہ
بتلا تو اب سوا ی تری کون رشک ماہ کسسیر نظر کرین کہ کوئی شش جہت مین آہ
بالا و زیر ادہر اودہر پیش و پس نہین

نے دہجیان ہین جیب نہ زنجیر یاد ہے لڑکونکا شور اور نہ وہ اگلی سر ہنگی
صنعت سے بولی دیکھہ وہ آئینہ لبن ہی چسکے سے فصل گل ہین عارف کو دل لگی
دیوانہ ہین کا شوز کچھہ اسمین برس نہین

نہ کیا آہ فلک نے کبھی مسرور ہمین مدت العمر رکھا یار سے مہجور ہمین
اوسکی تفصیل کا لازم نہین مذکور ہمین بانین کتنی ہی تہین منہ لگی سے منظور ہمین
سو بیسیر نہوا تا بلب گور ہمین

شمس تبریز کی اس بات سے تھی کمال گہنجی اور منصور کو اکیدم مین دہن سے کھولی

بولی صنعت یہ بہرا ہی ہم مین نا سنج جوش اشک — گر رہا تر سا بچونکی غم مین نا سنج جوش اشک
کیا عجب ہے غرق ہو جاوی جو لندن آنکھین

مین نہانیکو گیا دریا پہ جب وقت سحر — باوجود فلس ماہی مثل جوشن دلبکہ
کیا سبب ہی غور سے حیران ہوا مین بیشتر — کیون ہرایا مچھلیان پر خار آتی ہین نظر
کیا تری پلکین ہوئی ہین سیاہ اکثر آنکھین

یاد ہمکو سیکڑون وعظ و نصیحت مندہین — ظاہر اگر دیکھے آزاد بھی ہر چند ہین
پہ بہرے ہی حرص دلمین گو کہ دانشمند ہین — شہد مین جیسے مگس ہم یون ہوئے ہین بند ہین
وای غفلت اس سبب زندانمین کیا خورسند ہین

رہی ہر اک مرزق اوسکا کیا گدا کیا شاہ ہی — نفس اور شیطان نے سبکو کیا گمراہ ہے
باوجود اسباتکی جھوٹا بڑا آگاہ ہے — رزق کا رازق خدا ناطق کلام اللہ ہے
تسبہ دانای سی اپنی روز حاجت مند ہین

اور طرفہ ہے کہ دل اسپر نہین ہوتا ہی ریش — چھپ گیا زیر زمین ہر ایک میگانہ و خویش
سو جہتا تسپر نہین اپنا ہمین بس اپنا پیش — مقبرے مین دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے عیش
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

کیا ہی غفلت ہی کہ اسپر بھی نہین ہوتا ہی سیاہ — یہ نہین ہم جانتے ہوگا ہمارا بھی مزار
یعنی ہے زیر زمین مٹی کے لئے جاوی ہزار — تسبہ دانای سی ٹھوکر مار کر چلتی ہین یار
سو جہتا ہرگز نہین ہم خاک کی پیوند ہین

بولی صنعت ہی یہ دنیا جائی غم اور عیش سوز — طمع دنیائی ہے اکثر آدمی کی جسم دوز
ترک دنیا کیجیے ہی خیریت اسمین ہنوز — جب تلک جیتا رہیگا دکھہ یہ دیکھیگا گا روز
مندگیئن جب آنکھ مین یکسر سو رسب اندہین

دم مارنے کی تاب مجھی اک نفس نہین — زنجیر ہے نہ پاؤن مین قید قفس نہین

ان ہتونکے ساتھہ تجکو جاہیئے نفرت نہ بیٹھہ — اس سراے دیر مین غافل تو ایچیرت نہ بیٹھہ
ہو رہین ہین چار سو چلنے ہی کی تیاریان

سحر یہ تونے کیا اے یار پیرہن آبمین — کاٹ دی ابرو سی جو ہی گی گریبان آبمین
اور کہلا دی عکس سے مسی کی سوسن آبمین — ہو جو تیرا روی رنگین یہ تو افغان آبمین
جاے ماہی بلبلونکا ہو سیمن آبمین

طایر سدرا کی بہ ہین تیری زلفونمین پھنسے — اور غزالان ختن رای ہوے دست جلین کے
ہین جو عشاق زبان بابندہ ہوی گی — کھولدی زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
دوب جاوین صورت تصویر آہن آبمین

وہ شرف حق نے دیا ہی یار تیری ذات کو — بحر و تر جیق و بشر حاضر ہین ہر اک بات کو
فخر اپنا جانتے ہین سب تری خدمت کو — تو لب دریا اگر جاوی اندہیری رات کو
قمقمے ساری جہانو تلی ہون روشن آبمین

جان سے بیزار ہون اوس تند خو کی عشق مین — بن گیا گونگا مین جسکی گفتگو کی عشق مین
ہی وبال اب جان زلف مشکبو کی عشق مین — رات و دن رو تا ہون اک خورشید رو کی عشق مین
کیون نہ مثل نیلوفر ہون تا بگردن آبمین

اک تو پہرائی ہوئی چشم آہو جانان مین ہے — لخت دل سے دوسری سرخی صف مژگان مین ہے
کیون نہو آبمین اثر مدت سے یہ سامان ہی — لعل خندان کا تصور دیدہ گریان مین ہے
دیکھنا لعل بدخشان کا ہی معدن آبمین

کس نے دیکھا آج تک ہی آنکھ سے عمان اشک — چشم کے چشمہ مین پوشیدہ ہی صحرا و طغیان اشک
یار بیٹھا جب تلک مطلق نہ تھا سامان اشک — وا ادھر رخصت ہوا اودھر اٹھا طوفان اشک
تیر تا جاتا تہا اوس قاتل کا دامن آبمین

عین طغیان ہی مرا ہر دم بن نسخ خوش اشک — ملگیا ہی جا کی قلزم مین جو ناسخ جوش اشک

گو کہ تجہیز ختم ہین جتنی کہ ہین شبہاے ہجر — دیکہہ اے عیار تک اپنی بہی یہ عیاریان
تیری خاطر کر رہے ہین کس کی خاطر داریان

اک زمانہ سی تہی اپنی دوستی کی رسم و راہ — جب لگا بے مہریان کرنے وہ مجہسے رسم و راہ
دشمن جانی ہوے یکبارگی سب بے گناہ — اک فقط اوس یار کے بیکار ہو جانے سی آہ
کھل گئین سب احتیاطہاے وہ بیماریان

توڑنا کوئی نہین ہی اپنے رہنے کا مکان — اور مٹانا توڑ کر کوئی نہین نام و نشان
کچہہ تو اسکا بہید مجہکو تو بہی بتلاوے میان — عقل یان حیران ہی میری کہ تو مجہسے انجان
جان عالم ہی اور اک عالمکی جانین یاریان

اسقدر اب آگیا ہی اپنا وحشت پر مزاج — کون ہین جانا نگی ہی اپنی آہ بہی مثل سراج
تمکو بتلاتا ہون ہمدم ہی یہی اسکا علاج — اپنی اپنے تر کرین گہر کہدو ہمسایونسی آج
آہ آتش بار سی اور ٹکڑے انگین چنگاریان

ہجر مین دل پر قلق اور سینہ بریان ہون — لب بہ نالا شوق جگر با دیدۂ گریان ہون
ہمنشین مبتلا ین کسکے در پے درمان ہون — دل کو رون یا جگر کا غم کرون حیران ہون
جان واحد کو مری کتنی ہین ماتم داریان

کیفیت تمکو بہی ہے موسم برسات سی — بہو بہ جاتے ہین ہم اوسکی بزم مین گر رات سے
وہ نہین آگہ اس عیار کی اپنی بات سے — جام بہر کر دو اوسکے ہاتہہ مین ہاے ہاے سے
ہین مسی مین ہمارے دیکہئے ہیں خواریان

اے مسیحا الزمان اسکا علاج اب تو ہی کر — سینہ شق ہے لب پہ نالہ سوز دل آہ جگر
دم بدم نالہ زبان پر اور قلق ہے جانگزر — در دل ضعف جگر سوز درون داغ جگر
ہین مریض غم کو تیرے کتنی ہی بیماریان

بولی صنعت دار فانی مین بجز طاعت نہیں — ایک دم بہر بہی کہین تو از رہ غفلت نہیں

یوں بہانے سے کہین بازار مین ای تند خو
بات گر کرتے نہین تو سامنے بیٹھی رہو

شکل دکھلانیکی تو تمنی قسم کھائی نہین

آپ بن بیچین رہتا ہے یہ دل مرا شوخ حور
دیکھنے سے ہر گھڑی آتا ہے اس پر اور سرور
ہے بہت مشتاق تکنا اسکی خاطر ہے ضرور
اس دل وحشی سے کیون تجھ کو ہماتی ہو نفور

اپنا دیوانہ اسے سمجھو یہ سودا ئی نہین

ہجر مین بیتاب ہونا شرط ہے ای گلعذار
مصلحت یہ ہے کہ ملیے جھپ چھپا کر بار بار
مان تو اسبات کو کہتا ہون تجھ سے بار بار
گر نہ دیکھونگا تجھے تو اور ہوگا بیقرار

اسمین رسوائی ہے کچھ ملنے مین رسوائی نہین

ہمنشینون نے کہا مین نے یہی فی الفور سوچ
اندلون لاحق ہوا ہے مجکو اک بیطور سوچ
کیجیو اسبات کا تم بھی تو ذرا غور سوچ
اوسکی خاطر سے مرے دلمین نہین کچھ اور سوچ

ہے یہی حیرت کہ کیون اب تک جل آئی نہین

یون تو کہتا ہون تجھے مین بھر خدا کو کھو
مار گالی جھڑکیان دے ہے کبھی وہ تند خو
اور ستاتا ہے کبھی مل غیر سے وہ تند جو
مین اسیر دام الفت جسسے ہون ایدون ستو

کونسی دن مجھپہ اک آفت نئی آئی نہین

بارہا یہہ ہو گیا ہے ظالمون کا مبتلا
اور اسکے ساتھہ کی ہے گلعذارون نے دغا
کہا کیے یہ داغ سودا کچھہ نہین کرتا گلا
پر کہون اس قطرۂ خون دل کا کیا کیجے صلا

عشق سے اب تک طبیعت اسکی گھبرائی نہین

کر چکا مین اوسے صنعت اپنی صنعت سو ہزار
یعنی آجاوے نظر ذرہ بھی وہ خورشید وار
آخرش رو رو کے کہتا ہون کہ سن اے یار دار
دید کا طالب ہون تو جرأت کہی منسکر وہ مار

خاک دیکھی گا تری آنکھون مین بینائی نہین

نقدیان مالک کو بی گویان اور سپاریان
منگتی کو ئو یہ ن لونڈیکے منت زاریان

نہین کرتا ہون مین ذکر بکر زید — ہمارا صدرہ باشد کمترین صید
گہے از مشک کیرد مہ نہی دام

رہے ہی یار تو حسن گلو سوز — وہ چشم آفت ہین اور مژگان جگر دوز
نکلتا ہے اسی صورت تو ہر روز — برخ ماہی دے ماہ دل افروز
بقد سرو دے سرو گل اندام

نہو گا تجھسے یہ جہگڑا کبھی طے — نہو ناصح تو ہرگز اسکے درپے
کہون کیا بات یہ اسرار کی ہے — بگو عشقت زکے بو دست وتا کے
ندارد عشق تا آغاز وانجام

گیا تہا صید کو جو وہ پکڑنے — ہر اک سگ کو پکارا نام لے لے
کہا جامی نے صنعت ہائی اوس سے — سگت را کاش جامی نام بودے

خمسہ — کہ رفتہ بر زبانت گہ گہ این نام — دیگر

دلبہ یہ وحشت تو از راہ جنون جاتی نہین — عشق کا بیمار ہون کچھہ مین تو سودائی نہین
اور صورت سی طبیعت اپنی گہبرائی نہین — شکل دون سے جو تمنے ہمکو دکہلائی نہین
کل سے بیکل ہون مجھی کل آجتک آئی نہین

جال مین مین ہر قدم ہر دم تری انگلیان — جس سے مرتی جی اوٹہین اور دلون زندہ ابی جان
اور مری جان مقبرہ مین چل کہ تجھکو دیکہ لون — جی اوٹہین رفتار سی خواب عدم کی خفتگان
مجھہ مسیحا سی تری کم جلوہ ارائی نہین

کہا کی غم فرقت کا تیری اور پیکر دل کا خون — یہان تلک فربہ ہوا مجنون سی کیا تشبیہ دون
مل نہین سکتا جگہ سے کیا کرون نا چار ہون — مین جو کونچہ مین پڑا ہون مجھہ پہ ہنستا ہو جون
ضعف نے بس کیا بیمار ی سی مجھلائی نہین

لیکے دل اتنی رکہائی کچھہ تو غصے ہی ڈرو — پاس بدنامی ہے یا ڈر غیر کا ہے انکو

اب اور کوئی ہمین لگا لیگا ۔ ہان کیون نہ لینگے تجھسے ظالم
جو گا لیان نت کی کہائینگی ہم

غیرت نے ہے انتو دل کو گھیرا ۔ ملنا ہی بس ہمنے تجھسے چھوڑا
اور آخر کار ہے یہہ سمجھا ۔ ایسا ہی جو جی نرہ سکے گا
تک دور سے دیکھہ جائینگی ہم

اب غیرون کے تو بہر ہے گھر ۔ تھا بار نہ جنکو تیرے در پر
اس شک سے جیتے ہم گئے مر ۔ جینے ہی سے ہاتھہ اوٹھائینگے پر
ہاتھن نہ تیری اوٹھائینگے ہم

صنعت کو جو تونے ہی دکھایا ۔ اب دیکھنا لے گا اوسکا بدلا
موجھون پہ وہ ہاتھہ پھیر بولا ۔ جو جایئے چاہ کا سر شتا
قایم ہین تو کر دکھائینگے ہم ۔ دیگر

کھڑا تھا اتفاقاً کل وہ گلفام ۔ نظر آیا مجھے جسم وہ خوہ کام
نہایت شوق سے پھر کام نا کام ۔ ز لعلش کام جستم داد دشنام
بحمد اللہ کہ باری یافتم کام

تو اک تو گوں ہے اور دوسرے پیر ۔ نہین کچھہ اوسکے آگے تیری تقریر
خفا ہو اوس سے مین نے کی یہ تقریر ۔ بر دای ماہ گردون گوشۂ گیر
کہ آمد ماہ من بر گوشۂ بام

کہون کیا غنچہ لب مین تجھسے او ل ۔ ترے لب کا مجھے لپکا تھا ہر حال
لگائی اور دل نے یہ نئی جال ۔ چو بہ یاد لبت نوشم مے لال
لبالب کردہ از خون جگر جام

تو جھوٹے زلف منہ پر تنگ خورشید ۔ کہ دل اب عاشقون کا آہنین ہو قید

پلیا ہے پروانہ مرد و زن ہو | مجنون ہو خواہ کوہ کن ہو
عاشق کے دوست سارے ہم

جو خاک ہین سو ہین سرمۂ چشم | ہم مکر سے تو ہین سرمۂ چشم
وہ اور ہین جو ہین سرمۂ چشم | اورون کے گو ہین سرمۂ چشم
اپنے دل کے غبار ہین ہم

فرمائے جو کہ بندہ پرور | انکار نہین ہے جان تلک پر
بس ایک ہی حکم ہین ہین نشد | اپنے ملنے سے منع مت کر
اسمین بے اختیار ہین ہم

اخلاص و غرور حسن تا کے | دے بادۂ عشق اب پیالے
یہ ساحل مقصد آگیا ہے | ساقی کدہر ہے کشتی مے
اپنی تو یہین بار ہین ہم

بے چین ہے خلق یار تجہ بن | مشتاق سبھی ہین رات اور دن
اون بوالہوسون کو یار مت کن | یون تو عاشق بہت ہین لیکن
اس طور کے کتنے یار ہین ہم

مجنون سے جنون ہوا ہی ملحق | فرہاد ہوا ہے عشق مین حق
صنعت ہے یہ قول در حق | مجنون فرہاد در دو واسق
ایسے یہ دو ہی چار ہین ہم

خمسۂ دیگر

کب تک یہ غم اوسکا کہائینگے ہم | اب اوسے جی لگائینگے ہم
آج اوسکو یہ کہہ سنائینگے ہم | ایکی جو بہانے جائینگے ہم
پھر منہ نہ کہین دکہائینگے ہم

ظاہر تو ہین غم مین تیری سالم | باطن کا ولے خدا ہے عالم

بیش جاتی نہیں اپنی تو یہاں کچھ صنعت | ہم تو بس مر ہی گئے ہائے ستمگر صنعت
دیکھ کر کانو نہیں اوس شوخ طرحدار کی بھول

عشاق کے خدا نے جو اول بنا دیا دل | تو دلبروں کے عشق کی غم میں پھنسا دیا دل
اب کسطرح سے ہووے جدا غم سے ہائے دل | روز ازل کہ گشت غمت آشنائے دل
دل مبتلائے غم شد و غم مبتلائے دل

غلمان فرشتہ حور و بشر جن اور پری | محشر میں ہونگے جمع جو ہووے کسی کو یاد
تو نے جو خون بہایا ہے کر کے ستمگری | ترسم کہ تا بپرسش فردا نیاوری
امروز بگذر و بہوسہ بدہ خون بہا کہ دل

اس مرتبہ میں مجھسے خفا ہے وہ پری شوخ حور | یعنی کہ میرے نام سے بھاگے ہے دور دور
ہمدم یہاں بولائے ہے اوسکو تو بے شعور | در پہلو ہم بجا بنشیند کہ از غرور
پیکان او دمے نہ نشیند بجائے دل

مہ پارہ تیری جس نے کہ جور و جفا سہی | تو قیر خوب یہ دل عاشق کی تو نے کی
اے یار دل لگانے کی بھی تجھ سزا یہی | دل پارہ پارہ کرد بمژگان میدہی
گر قدر دل بہ پیش تو اینست وائے دل

دامن کی دھجیاں ہیں گریباں ہے تار تار | خانہ بدوش اور پریشان روزگار
صنعت نے یہ کہا کہ تو اب مجھسے بار بار | واقف میرس حاصل سودائے زلف یار
یعنی خریدہ ایم بلائے برائے دل — دیگر

دریا ہیں ہم ہی کنار ہیں ہم | اور دار ہم ہی ہیں یار ہیں ہم
کشتی ہیں ہم ہی سوار ہیں ہم | حیران آئینہ وار ہیں ہم
یارب کس سے دوچار ہیں ہم

پنوں را انجا ہو یا رتن ہو | وامق کہو یا نل ہو یا دمن ہو

مر گیا دیکھکے کانونمین وہ سرکار کے پھول
قبر پر اوسکے چڑہانا بھی تو ہار کے پھول
آج ایہ رشک چمن ہین تری بیمار کے پھول

شغل گلبازی جو ہم کرتے تھے باہم شب
اوسی جلسہ مین ہوا ہم سے یہ کیا وای غضب
ایسی اک اوسکے لگی پنکھڑی گلگی بیدھب
آگیا غشمین وہ گالیان نزاکت کے سبب
سخت محجوب ہوئی تمتو اوسے مار کے پھول

تیری ان آنکھونکی بیمارون سے کوئی مضطر
آہ کہتا تہا دم نزع یہ بادیدۂ تر
کیجیو شمع نہ روشن نہ چڑہانا چادر
مین کسی چشم کا کشتہ ہون مری تربت پر
ایک دو کافی ہین بس سرگسن بیمار کے پھول

قتل جب مجھکو کیا شوخ نے بیجرم و گناہ
جو کوئی حال سے تہا میرے اور اوسکو آگاہ
لاش پر لامری کہتا تہا یہ اوس بیدرد سے واللہ
زخم کیا گل سے کہلی ہین تری زخمیکے واہ
پہل تو دیکھی ہین یہ دیکھو کوئی تلوار کے پھول

چمن دہر مین جتنے گل ہین اور خار
مثل شبنم نہین اک آن بہی ان سبکو قرار
ہاتف غیب سے آواز یہ آئی یکبار
چارون اور بہی گلشن مین گلونکی ہی بہار
دیکھ بلبل نہ بہت پہولے تو مار کے پھول

سیر گلشن کی خوشی آتی ذرا باس گلکو اگر
اور غش کرتا ہی ہر طور کے گلدستون پر
اسلیے ہمنے بہی تدبیر یہی کی ہی مگر
کیا ہی گلدستہ کرین ہاتہونکو گل کہا کہا کر
ہاتہ چیڑہ جاین کہین گر سیر یار کے پھول

کیون عبث دوسے کرتا ہی تو یہ شور و غل
مین تو انسان ہون ای یار نہین بلبل
ہے جو یہ تختۂ دامان مین سرخی بالکل
باغبان مین تو تری بلغ کی تو ہی نہین گل
رہین یہ دامن مین مری دیدۂ خونبار کے پھول

دیکھکر اوسکی سجاوٹ کو عجب ہی حالت
دلمین نے صبر نکچہہ ہوش نہ تنمین طاقت

بچونگا کسطرح مین سیر نا تو بھی نہین آتا
کیا جا ہی ہی کیا طوفان سہر بالین مرو انا

کہ بہو نچی موج خون امدیدہ خونبار گردن تک

نہ دی اللہ نے کیا کیجئے یہہ دستر نہ سر مجکو
اسی امید مین کٹتے ہین اب کاہو سر سین مجکو

ڈراتا کیا ہی اپنی باتہہ مین لیکر قفس مجکو
نہ تنہا دام مین پہنسنے کی تیری ہی ہوس مجکو

کٹانے کو ہین ای صیاد ہم تیار گردن تک

تعجب ہی یہہ مجکو کس سے سیکھی دل کے طرارے
یہہ بھولا منہ ہی اور جھوٹا سا قد نسر پر عیارے

مجھے کہتا ہی رہ کیسی ہوئی ڈہلی کی بیماری
در اشک اپنی آنکھو نسے نکل یہہ بہتی ہی جاری

نظر جاتی ہی جب اوسکی مرا حیدار گردن تک

کوئی بہر خدا اوس شوخکو جاکر یہہ سمجہا دے
کہ بدنامی مٹی تیری بہی اور وہ مجلسی یاد ے

تو کہتے ہی کسیکے شاید اوسکے دہیان مین اوے
سر افرازی ابہی اہل سر مین مجکو ہو جاوے

جو اوس قاتل کی بہونچی تیغ جوہر دار گردن تک

وہ پہنے بیڑیان اور کوچۂ اسلام سے گذرے
نہین ہے جو ٹہہرا اسمین کسیکو موہی خدا حاضر

یہی ہو جائی پیر اوس شخص کا انجام کار آخر
تہہ ہی باؤن کی نیلے ڈورے دیکہی جو کہ اے کافر

تو بہونچے کیون نہ اوسکی شستہ زنار گردن تک

جہان جاتے ہین بہ جلتے ہون یار و غلمان سے
حواس و ہوش و ان قائم ہین کسطرح انسانکے

نہین ممکن کہ بیٹہون پاس جاکر اوسکے درباں کے
ملا نا لے لب تو ہے بہت دشوار جانا نکے

کہ دست آرزو بہونچا نہین اکبار گردن تک

کہے تہا قتل کہ مین کل و پہر ہی منے صنعت
نہ ای سفاک تیری دل مین رہجاوی نہ یہہ حسرت

لگا تو بید ہر اک جتنی ہو تیری ہاتہہ مین قوت
نہ موڑون تجہسے تو بہی منہ کہو مین نام کو جرات

جو بہونچی سر سے ای قاتل تری تلوار گردن تک

دیگر

گلبدن توڑکے ہر صبح جو گلزار کے پہول
پہینکتا روز تہا سر پہ سے تیری دار کے پہول

شب فرقت مین اب گنتی ہین ہماری — کبھی یہ شعر ہم پڑہتے ہین پیارے

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

جو میرا دوست میرے پاس آیا — تمہارے درد و غم مین اوسنے پایا
مری حالت پہ اوس نے رحم کہایا — میری جانب سے بس تمکو بلایا

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

اسی سے آب ہین اے ماہ روشن — اسی سے آبکا چمکا یہ جوبن
تمہین لازم نہ تہا اے رشک گلشن — تشفی کے عوض جو وقت رفتن

غسہ — گئے خورشید کو تم درد و غم بخش — غزل
یہی الفت کا بدلا تہا کرم بخش

طریق عشق مین دیدہ کو ہونا پڑتا گریان تک — نزاکت سے نہین لاتا ہی تو تلوار گردن تک
ارادہ ہی یہی تن پر جو ہی اب بار گردن تک — نہ سر کو دان ہی گو اسمین گئی ہی یار گردن تک

کروں کیا پر نہین کرتی ہی دلوار گردن تک

عجب اک مشغلہ ہاتہہ آگیا ہی اوس ستمگر کو — پہرانا یا گلی پر ہے مری خنجر کا دلبر کو
چہوری کٹہلی سے لڑکا جو ذرا آوے مرغ بسمل کو — کرے ہی ذبح کن انکھیلیون سے اب خنجر کو

وہ لیجاتا ہی اور لاتا ہی سو سو بار گردن تک

ہوا مشہور عالم مین کہ اوسکو کیا ہی لیلیٰ نے — تماشہ کے لئے سنکر جو وہ آئینہ رو آیا
کہا تب چند لوگون نے مریض عشق ہی کیا بتاوے اب یہ کہنا — کہ لاسکتا نہین ہی ہاتہہ یہ بیمار گردن تک

بجے تہے نو گلی کشتی مین جب طبل فغان اپنا — یہان ہی یہ ستم جاری ہوا کشتی سی ہی در پا

نخل آتش و شاخ آتش و برگ و ثمر آتش

صنعت نے کہا جاؤ یہ جل عشق کا شعلہ
کرتا ہے کلیجہ کو خلل عشق کا شعلہ
ہرگز نہ گیا ٹالے سے ٹل عشق کا شعلہ
نکلت بن گیا سر سے نکل عشق کا شعلہ

کیا طور پہ موسیٰ کی ہوئی جلوہ گر آتش

فقط اک دیکھنے پر بندہ پرور
تھکا ہر ایک کی خاطر مین کر کر
کیا قربان جان و عزت و زر
یہی ہے منصفی ای وای تسیر

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

نہین عشرت کی وسی مین ہون ہدوش
یہہ ہے اسواسطے تا ہو کی بہوش
کبھی تو آپکا ہو غم فراموش
اجی کسواسطے اب ہو کی روپوش

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

محبت آپ کی اور مہربانی
ہوئی معلوم مجکو سب زبانی
وہی کی آپ نے جو دلپہ ٹھانی
نشانی کی جگہہ ای میری جانی

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

تمہین سب زر کی خاطر ہاگئی ٹال
نہ چھوڑی اپنی صاحب آپ نے چال
کیا لالچ کے خاطر مجکو پامال
ہوا ایسا گئہ گیا جو کہ فی الحال

گئے خورشید کو تم درد و غم بخش
یہی الفت کا بدلا تھا کرم بخش

اجی جس روز سے تم ہو سدھارے
یہان ہم کو رکے پہونچے کنارے

آتش کدۂ سینہ مین ہی کسقدر آتش

دانتونمین مسی اور جماکر کے لگھوطا — مل دل کے بدن دھوے ہوے اُمنڈ یان گندہ ہوا
یوشاک بدل عطر لگا چشم کو چسکا — ای شعلۂ رخسار سچ کہو ین ٹھن کی بہو کا

جاتے ہوا گا نیکے دے کسکے گہر آتش

جب اشکون سے مین گہر کو فراغت ہون دبو سے — کافر ہو جو اوسوقت تجھے چلنے سے روکے
اب بھر خدا مان کہا کہتا ہون رہ کے — اے آہ بچل نالہ کے تہم جاؤ دی جھوکے

آندہی مین نہ لگجاے کہین اپنے گھر آتش

گو جھاڑ بلوری بھی جلین جاہ و حشم سے — وہ بتیون سے جلتے ہین ہم سوز و الم سے
صورت مین ہین وہ خوب ولیکن کوئی ہی — داغون سے نیا سرو چراغان تپ غم سے

ہی پیش و پس آتش اودہر آتش

الہ رے شفافی رخ دلبر دل جو — تہا ایک طرف آئینہ اور یار تہا ایک سو
کچھہ تاب مین دونونکے نہ تہا فرق ہمو — تہا رخ سے بہم آئینہ اور آئینہ سے رو

گہر ایک کہا نی مین تہا پانی مین آتش

اوس گل کے جو دیدار سے مین رہتا ہون محروم — رہتا ہی دلے وہ بھی مری دید سے معدوم
آتش جو ہے دلمین سو وہ اسمین نہین مرقوم — مضمون کا مری شور شکا وہ کہ جائیگا معلوم

نامہ کو لگا دیجیو تو ای نامہ بر آتش

فرہاد نے شیرین سے کہا ہو جو نہ تو گرم — آتی ہے مری خون سے جو تجکو یہ لو گرم
ہے چشم تپ غم سے کبھی سرد و کبھی گرم — تہرائی ہوئی چشم سے ٹپکی ہی لہو گرم

چقمق سے یہ جھڑتی ہی بہت فتنہ گر آتش

ہے مثل چنار آہ مری چشم مین اعجاز — ہون شرع درون سبز بہ رون شبیہ و پیراز
دکھلاؤن تجھے اسکا تماشا مین گل ناز — ہے آہ مری شکل انار شرر انداز

جیکی جی ہی مین چلا لیکے یہ بیمار ہوس

گل کو چاہا ہی یہی ہمسے ہوئی ہی تقصیر
آگیا غصہ مین یہ سنتے ہی اونکی تقریر

کس کے صیاد نے یہ باندہی تو ہو کر دلگیر
کہتے تہے کشمکش دام سے مرغان اسیر

کھینچ لاتی ہے ہمین جانب گلزار ہوس

اتفاقاً جو مدد طالع بیدار نے کی
آگیا اپنے مکانپر جونہی وہ سرو سہی

خوبی اب کس سے بیان کیجیے یہ قسمت کی
جوش حیرت سے رہے دیکھنے کی دو صلمین بہی

چشم بیدار کو جون رخنۂ دیوار ہوس

قتل گہ مین جو وہ لیجائیگا مجکو بدخو
سرخرو ہو ویگا جب میرا بہا کر کے لہو

بس ارادہ ہی یہی دیکھتا ای ہمدم تو
کاش یو بجھے وہ دم قتل تو کہی بر رو

ایک بوسہ کی رکہی ہے یہہ گنہگار ہوس

ناتوانی سے مین جون نقش قدم ہون مٹہا
کوئی دم کا ہو نہین مہمان تری کوچہ کا

کافر اب بہر خدا مان تو میرا یہ کہا
جان بلب ہون مجھے کوچ سے تو اپنے اوٹہا

دریان ہی کوئی دم رہنے کی ای یار ہوس

جسطرح ہوتی ہے گلزار مین بلبل شیدان
اور جون شمع کا پروانہ ہو دم کا مہمان

بس اسی شکل سے ایجان تو اب مجکو جان
آہ جیسے کہ دم نزع کوئی دم کوئی ان

دم ٹہرنے کی رکہی ہے کوئی بیمار ہوس

سنکے اسکو تو ہوئی دل کو نہایت فرحت
آفرین تجکو ہے استاد کو تیری رحمت

بے تکلف ہے جو یہہ کہتا ہی تجسی صنعت
کہ غزل اور یہ تغیر قوافی جبرأت

یہہ ردیف اوسکی بہی رکہیو تو تکرار ہوس

ہے جسم تری مثل انار شرر آتش
اوس نخل کا پہل آتش و برگ و ثمر آتش

یا کان ہون گوگرد کی مین سر بسر آتش
شعلہ ہے نفس دل ہے شرر اور جگر آتش

کوچہ ہی ترا گنج شہیدان کی برابر

صنعت ذکہا جلکے یہہ اوس شوخ سے جاکے — اب سلطنت حضرت مہدی کو دن آئے
اوس نام کا لازم ہے تمہین بلین تو کیجئے — افسوس ذرا قدر نہ سمجھی کبھی تمنے

اب بھی رکھو مہدی کا کو دل و جان کی برابر

ہمنے دیکھی بھی نہین صورت گلزار ہنوز — کچھہ رہائی کی بھی ہے شکل نہ زنہار ہنوز
اور صیاد یہ یہ بھی نہین اظہار ہنوز — بال و پر ہونے بنا ای رتبے نمودار ہنوز

جب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ظلم کا تجھکو بھلا کہئے نہ کیونکر استاد — ابکدت سے رکھا قید مین تو نے جلاد
بال و پر توڑ کے اب کرنے لگا تو آزاد — ہونگے بایماں نکہ ہمکو رہا ای صیاد

مشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

ہم قدیمی ہین ترے تو رکھے غیر و نکو یار — ہے مثل یعنے قدیمو نکا بڑا فر و وقار
آج کل سے تو نہین چال یہ اپنی ای یار — تب سے پامال ہے دلکا درق صبر و قرار

سبق نار نہ لیتے تہے یہ رفتار ہنوز

یار کے وقت مین اب مفت قضا ہی بدنام — کہ قضا کا تو وہ خود آپ ہی کرتا ہی کام
تمکو ہے زیست کی امید یہان ہو نہین تمام — زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام

یار و تم دہونڈتے ہو مر ہم زنگار ہنوز

سینہ شق دیدہ قلق لب پہ فغان اور بالا — خشک لب تشنہ دہن چشم سے جاری دریا
دیکھکر حال سبھی اوس سے صنعت نے کہا — تیری دوری سے عجب حال ہوا سودا کا

ہین نے تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

وصلکی تیری رکھے ہی یہ گرفتار ہوس — تجھسے باتونکی بھی ہے اسکو تو ہر بار ہوس
اور نہ پوری ہوئی دیدار کی زنہار ہوس — کچھہ بھی نکلی نہ دل زار کی ای یار ہوس

جلوہ گر رخسارۂ پر نور پر تل دیکھکر

گل کوئی عاشق کہی تہا یون بحشیم خونفشان
اب کوئی صنعت بناؤر روتے ابر سان

آبرو بنجا ہی ہمچشمو نمین جیسے او میان
رقت آنکھون پر بڑی پردہ ہزارون انیجان

اینجا اونکی درمیان پر دیکھو بالی دیکھکر

ابرو کا ہی خم خانۂ یزدان کے برابر
اور کسکی اسے کیجیے ای بانکی برابر

واللیل بہی ہے اس رخ تابانکی برابر
ہے صفحۂ رو آیکا قرآن کی برابر

ہم سمجھین اسے کیون نہ بھلا ایمانکی برابر

یہ طرفہ ہی مژگانکا ہر اک تیر ہی بیڑا
اور تسپہ کمان ابرو پہ چلا ہی نہ ردوا
اور تو وہ دلین جب معشوق ہی ہوتا
تہا تیرین رستم کے بہت دور کا بلا

یہ توڑ نہتا آپکی مژگانکے برابر

ایسا سرو ان باغ مین جانے سے ترے گل
آزردہ ہوا گل سے یہی کہتی تہی بلبل

پژمردہ ہوے سبکی حقیقت گئی بس کہل
اکڑے ہی کہڑا باغمین اک طرفہ بسنبل

لب بل ہے تری زلف پریشان کی برابر

اسطرحکا انسان تو دیکھا ہی بہت کم
ہین جن و بشر جو کہ یہان خلقت عالم

ابرو کو ہلا کر دی جو بھونچال کا عالم
دانست مین ہر اک کی تری ابرو ہی پر خم

واللہ کہ ہے خنجر تیران کی برابر

لڑتے تہے بہم جوہری اور شاعر عزا
پہر آخر کار اب بدلایل یہی ٹہیرا

یہہ دانتونکا مداح تہا وہ سلک گہر کا
ہے گو کہ حقیقت مین مصفا در یکتا

تا بندہ نہین پر ترے دندان کی برابر

عشاق مین ای شوخ تری جو کہ کڑی ہین
سر دینے کو وہ در پہ تری آن اڑی ہین

کر قتل نہین یہ بہی تو مشتاق کہڑی ہین
ہر سمت کو کشتونکے تری ڈہیر پڑی ہین

فن علم شعر مین اوستاد کامل یکمکر

نیم بسمل سا تڑپنا اپنا مین دل یکمکر
ہوگے نادم بس کیا مین خاکمین مل دیکمکر
اور غیرونکو شہید اسکے مقابل یکمکر
اپنے دل کو آہ مین مقتل مین بسمل دیکمکر

رہگیا کن حسرتونسے سوے قاتل یکمکر

قیس لیلی پر مری تھا پھر وہ جیتا تا بکی
منزل ہستی کی اوس نے خواہش لیلی مین طے
قبر مین بھی ہے ہوای دید اوسکو بے بقے
کب بکھولا ہی یہہ روح قیس کرتی وجد ہے

رونق افزا نجد مین لیلی کا محمل یکمکر

قیس و نل لیلی و من کو عاشق صادق مین جو
اور شیرین سہر کے شہرا دو اسنجا عشق مین جو
یہ تو انسان ہین بھلا اب ذکر ان کیا کیجیو
گل کو بلبل شمع کو پروانہ قمری سرو کو

بھول جاتے ہین تری شکل و شمایل یکمکر

اپنی گردن مین نہ قمری کی طرح سے خط ہوا
مثل ہای سر مرا رہتا ہی اب تیسے جدا
مین مرا پھرتا ہون مدت سی ولیکن اب تلک
شکل جو زایان حمایل زخم گردن مین پڑا

تیغ کو قاتل کی گردن مین حمایل یکمکر

منہ مرا ہوتا ہے میلا جبکہ یاد آجاتی ہے
ہای منہ پاتا نہین پر دل مرا للچاتی ہے
ہر سوال بوسہ پر اب دل مرا شرماتی ہے
آہ کیا کیجیے کہ یان دل ہر مین تڑپا جاتی ہے

ابھری رخسار تری بوسہ کے قابل یکمکر

سب سے پوشیدہ تھی اپنی اور یوسف کی چاہ
ہوگئے یہ اشک بھی اور لخت دل دونون گواہ
آبرو کیونکر رہیگی ہمدمو مونین یا آلہ
کھل گیا احوال لکا صاف ہیچمدمونین آہ

قطرہ ہای اشک مین اب خون بتایل یکمکر

ماہ کے اندر کلف سا ہی جو یہ اے تندخو
بھایان کہتا ہی کوئی اور کوئی بگڑا لہو
پر غلط ہی سب اسی کو جانیو تحقیق تو
داغ کہایا ہے قمر نے رشک سے ایماہ رو

آئینہ اسی سادہ رو تیری مقابل دیکھکر

ہر جگہہ تمنے مچلکر دل ہین جس تس کے لیے
کیا اجارا ونکا پڑیگا لیتے ہو کسکے لیے
بن فرہاد سا ہین نہین دینی کا تم جسکے لیے
کہتے ہو گہر کو نہین جانیگا بن اسکے لیے

روز ہی للچا رہی کچہہ تم صفت کا دل دیکھکر

پھلے تو اس ذنب کو دلمین اپنی سوچ لو
اور قمر کی سیر او سدم برج عقرب مین نہو
ہو قران مشتری و مہ بہم جبرات کو
چاہیے گہر مین دلا اوس مہ کی تابع جائیو

سوچ ساعات اور کو اکب کی منازل دیکھکر

پہونچیان بالا و زلف او سنی جب اپنی دین دکہا
یان مجہے دیوانہ پن نے یہہ دیا زیور بنا
اسطرف او سکا گذر جو اتفاقا ہو گیا
کی نظر مجہپر تو اوس نے ترس کہا کر دیا

ہتکڑی اور طوق پا وہمین سلاسل دیکھکر

کوہ و صحرا دشت و ہامون جبکہ مین نے کر چکا
سنگ کہا کر کوچہ و بازار مین رسوا ہوا
اب کوئی دہمین فضیلت کی مین پگڑی باندہتا
عشق نے وحشت کی مکتب کا خلیفہ کر دیا

قیس اور فرہاد مین سے مجہکو قابل دیکھکر

مین کہا تک قدر دانی کا کرون اوسکی حساب
عاشقو نمین او سنی اپنی مجہکو کر کے انتخاب
مار کر کو یا پلایا مجہکو یہ ظلمت کا آب
کہہ دیا اوس نے مقید جب بقید پیچ و تاب

کاکل پیچانکا اپنی مجکو پایل دیکھکر

تنگ آکر لوگون سے ہوا تو قیس صحرا کو گیا
اور بچارہ کوہکن بہی کوہ مین جاکر مر گیا
کہاکے گل ہاتہو پہ دست آدینہ دل سے جا
ہمنے بہی جاگیر دشت ہرزہ گردی کی لیا

عشق کے اقلیم مین وحشت کو عامل دیکھکر

یہہ لکہا صنعت نے سنکر اس غزل کو دو ستو
کہولکر دل خوب سا او سنی رولایا ہمکو تو
ہر یہ اتنی عرض ہیگی جو گران خاطر نہو
اک غزل کی اور فرمایش ہو رفت آنکو

عشق کہلاکے گرایٹے سی ہین چوکھٹ کی برابر

نمند آلی ہو خاک پلن بہی فنی را شام سے تا صبح
نازل تہی بلا اور ستم شام سے تا صبح

حال اپنا عجب دستو تہا شام سی تا صبح
آنیکا خیال اوسکے رہا شام سی تا صبح

اوہتار ہا سر بالین سے آہٹ کی برابر

یہ تو نے نئی وضع کا اک طور نکالا
اب جس سے ترا حسن ہے خوبین دوبالا

بالا یہ نہین پاس ثریا کی ہے ہالا
یون موتیونکے لچھے مین چمکے ہی وہ بالا

مہ جیسے کہ ہو تارون کے جہرمٹ کی برابر

اوستاد مجھے سحر و فسون لاکہ سکھاین
اور رات دوالی کی بہی ہر چند جگائین

ممکن نہین بر اپنے جو مقصود بر آئین
اوس دن لین اثر کیا کرین یہ سبکی دعائین

تعویذ ہی لٹکے ہے پیڑالٹ کی برابر

اوس شوخ سے ہوتی نہین اپنی جو ملاقات
کٹتی ہے عجب طرح سے ہمدم مری اوقات

رو نیسے سروکار ہے فرقتین دن اور رات
گہر اپنے شب و روز رہے کیونکہ نہ برسات

یہ دیدۂ گریان ہین مہاوٹ کی برابر

صنعت نے کہا کیا تجھے دلتنگ ہے بارہا
یا آپ ہی رکہتا ہے تو خاطر مین غبار

یا تارٹتا ہے غیر کو چپکے تو بارہا
جا سکتا نہین بزم مین اوسکے تو قرار اب

کیا چوری سی جہانکی ہے کواڑ اٹ کی برابر

جان گر دیجے تو دیجے لیک عاقل دیکھکر
ہر کس ناکس کے ہو مشتہد مین تامل دیکھکر

دم تو لے مت رشک کیا غیرون کو بسمل دیکھکر
استقامت بیتاب مت ہو تیغ قاتل دیکھکر

جاہو مقتل مین نوبت اپنی ابدل دیکھکر

بدگمانی سے نہین مجکو رہا ہے اعتبار
ہو گیا سکتا مجھے مانند چشم انتظار

جب مقابہ تو نے منگوا کر کیا اپنا سنگار
یان دل حیران کی درد و غم ہوئی آئینہ دار

اپنے ہر عضو پر کہتا ہی وہ دلبر تعویذ

ایسا عیار ہوا ہے مری جی کا دشمن
او سکے ملنے کا بتاؤ تو کوئی مجکو فن
مین تو حیران ہون آتا نہین مجھکو کچھ بن
حرز جان اتنے ہون جس شخص کے مثل جوشن

اوسپہ تاثیر کرے پھر کوئی کیونکر تعویذ

لیکن اسپر بھی تو نادانی و بیتابی سے
کوئی ساحر کوئی عامل نہین چھوڑا مینے
قصہ کوتاہ ہی اب نام مین لون کس کسکے
تہک کی نادم ہوا ہر سب علوی و سفلی والے

نہ چلا اوسپہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

جب تو بچھر چھوڑ دیا سحر و فسون ایکقلم
عشق صادق نے دیا اوسکو بھی الفت کا عم
جذبۂ عشق سے جب آپ کیا اوس نے کرم
بعد مدت یہ ہوا اسپہ ثبوت اے ہمدم

کہ محبت سے نہین ہی کوئی بہتر تعویذ

مجکو لازم ہے کہ مین شیرینی پیروی کی بتاؤن
کیا تعجب ہی کہ سنکر اسے بھولا نہ سماؤن
جس نے اگر یہ کہا اوسکے مین اب صدقے جاؤن
ہمنشینونسے وہ کہتی تھی کہ آنکھون سے لگاؤن

ہو دے گر ہاتھ کا صنعت کی مہیسر تعویذ

ظالم ہے کوئی اوسپہ ٹانٹ کھٹ کی برابر
اک عمر تلک اوسکے نہ ہم پھٹکے برابر
ایام نحوست جو ہوی کھٹ کے برابر
جا سکتے نہ تھے جسکے چھپر کھٹ کی برابر

تب اوسنے سولایا ہمین کروٹ کی برابر

سرمہ ہے نہ مہندی ہے نہ بڑی ہی نہ بیسی
یہ ٹھاٹ نہ بنت لہر نہ کچھ دانک کی کرتی
بالذات خدا نے یہ سجاوٹ ہی اوسی دی
اوس بلکجی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی

ہی بگڑی ہی ادا لاکھ بناؤ ٹکے برابر

کانون سے سنا لوگون نے تھا طور کا قصا
بیخود ہوئے تھے جلوہ ہی جو حضرت موسی
پر آج یہ سب صاحبون نے آنکھون سے دیکھا
پردہ کو اوٹھا گھر سے وہ دلبر نکل آیا

کر نہین سکتا ہی اپنی چشم یہ بیمار بند

شش جہت مین تو نہین ہی ایسا کوئی دلدار — اب کوئی بہو دیکھے ہو مقابل تمسی یار
پھر بھلا کیونکر نہ سودائی اوسکے ہو شمار — حسن جو یہ مین جو کوئی ایسا ہی ہووے دیدہ چار

جسمین آتا ہی کہ اوسکی لیجیے فصد چار بند

ہے نئی اوسکی ردیف اور زور اور سب قافیہ — گرچہ خوبی سے بند ہا ہی اسکا تو ہر قافیہ
پر مری خاطر سی ہوا اوسکا بھی بہتر قافیہ — دوسری لکھہ لے غزل صنعت بدل کر قافیہ

ہاتھہ سے کاغذ کاتب تو ڈالنا ای یار بند

دل عاشق یہ کرین ظلم نہ کیونکر تعویذ — غور کیجے تو چڑہے کسکی مین اب سر تعویذ
کیون نہ بیداد ین ہون چرخ سے ہمسر تعویذ — سر گندہا وے مین بلا قہر وہ اوسپر تعویذ

کہکشان مالک مہ و خور کے برابر تعویذ

جتنی ترکیبین ہین جب کی نہین جہوٹی کوئی — یعنی دم اور فسون اور سب علوی سفلی
الغرض دو سطر تفصیل کردن کس کے — اوس پر یہ تاثیر کسینے بھی نکی

سورۂ جن بھی بندہی اور لکھی الترتعویذ

نقش جو ریا مین بہائے تو ہوئی یہ انہار — کہ بہانے لگی خون ہجر مین چشم خونبار
جی جلے کیون نہ کہ اب بغض بھی ہووے اظہار — کر میان غیر سے اب اور بھی کرتا ہی وہ یار

کیا ہی نامہ ہو رہم جب کی جلا کر تعویذ

آب و تاب اونکی سنے بس تاب و تواں سا کہویا — بہر نظر بھی نہ دیکھا تہا کہ عشق ہو کے گرا
تاب لاوے کوئی اونکی تو یہ مقدور ہی کیا — برق کی کوند مین کجہہ فرق سر مو بھی تہا

اوس پر یکے جو ہین جلے ہیجر تعویذ

احتیاط اور یہ وسواس ہے اوسکو اکثر — یعنی عاشق کا چلے مجہہ پہ جنبر منتر
بس اسی ڈر سے شب و روز گویا آٹہہ پہر — سر مین ہاتہہ ہین گلی مین نکلا در بازو پر

یاد آوے گی تمہین میری وفا میری بعد

نل و فرہاد و رتن و امق و مجنون و ثنا
عورتون مین یہ زلیخا بھی ہوئی کچھ رسوا
قصہ کوتاہ ہے اب نام مین لون کس کسکا
مجھسا بدنام کوئی خلق مین رسوا نہوا

ہان مگر قیس نے کچھ نام کیا میری بعد

روبرو پیار جتانے سے ہوا کیا حاصل
ہم سمجھتے ہین اسے مکر و دغا مین داخل
دی جواب اسکا یہ صنعت جو ہی تجسس سایل
شرط یاری یہی ہوتی ہے کہ تو نی غافل

بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میری بعد

اوسکو یہ کہنا کہا ہی آپ سے دربار بند
اور ہوئے آپ سے وان کی یہ مقام اغیار بند
پھر زبانی یہ کہا جب کہ خط طومار بند
تمنے غیرون کو کیا آپ سے وان آنے بند

یان ہوا ذکر تو سے مجکو کہوے دشوار بند

خاطر آشفتہ اسی سے مجھین بسمل تھی
گر یہ فوارہ کو تنہا پر خون بلبل کی تھی
ذکر کس کسکا کرون حالت بری بالکل کی تھی
کل یہ حالت باغبان کی ہا بھی بلبل کی تھی

یہ مجھی یار و لی آخر مجھین اغیار بند

لوگ سب بل بل گئے چیر یکا فوی دیکھ بل
آئی وہ یہ مجھین غم کے جو گرفتار اجل
سچ بتا کر یار اس عالم سے مت گہری نکل
دیکھکر حیرا ترا حیرا اگر یان سب نے کل

قہر یک عالم یہ کرتا ہی ترا دستار بند

لیلی و عذرا دمن شیرین سبی دیر بھی
سب کو حسن یار سے والہ کچھ نسبت تھی
کچھ خوشامد سے نہین یہ بات مینے کہی
اے عزیزا مین نہ شک کر ہی یقین مجکو ہی

یوسف مصری ہوس لب سے دم گفتار بند

دیکھ اوس آئینہ رو کو اسقدر حیرت ہوئی
جو مجھے سایہ زدہ کہتا ہی اوسکتا کوئی
مثل نرگس ہوکے حیران بھی تجھی کے
انتظار ایسا ہی کسکا جو وفا تو نے کیے

ہر آنکہ سیب زنخدان شاہد ہی نہ گزید

نہ دم سے ہی مجھے خفت نہ مے سے ہی ہے نمود
زیان سے مجھکو خفت نفع بخش ہی سو ہو

غرضکہ مجھکو برابر ہے بود او نابود
چنان کہ شمہ ساقی دلم ز دست ربود

کہ یا کسے دگرم نیست بر گفت و شنید

تجھے نصیب ہو صنعت سدا سواری کش
ولی یہ بات مری دلبہ اپنی کیجیو نقش

کہ اپنی عیش مین اوسکا بھی کیجیو کچھ بخش
شراب نوش کن و جام زر بجا فقاخش

کہ یا دشنہ بگرم جرم صوفیان نخشید

شکایتین ہے سلسلہ عشق رہا میرے بعد
کہ خلیفہ ہوا مجھسا ہی بھلا میرے بعد

اور کوئی عشق کے قابل بھی تھا میرے بعد
آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد

نہ ہری دشت مین خالی مری جا میرے بعد

تو نے دیوانگی مین میرا وکالا تھا خون
اوسی احسان کا مین آج تلا ہون ممنون

یہہ وصیت ہی مری تجھسے مین اوسکو نہ ہون
تیز رکھو سر ہر خار برہنہ دست جنون

شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

زندگانی مین بھی یہ حال ہی معشوقونکا
عاشقونکا بھی اونہین دھیان ہی کچھ رہتا

قیس کا عشق تو مشہور ہے صادق تنہا
کیا عجب ہے کہ اوٹھے مرقد لیلی سے صدا

مری مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

نہ تو یہہ خوف کہ دوزخ مرا ہوگا مسکن
اور نہ جنت کی ہے فرحت مجھے اے رشک چمن

اپنے مرنے پہ بھی ہرگز نہین کرتا تیون
چاک کرتا ہون اسی غم سے گریبان کفن

کون کہولیگا تری بند قبا میرے بعد

پس اسی بات سے چلتے ہین جگر پر آرے
دے تو الزام جو توڑو نہین ناحق کا تمہارے

فی الحقیقت یہہ مثل کہتے ہین دانا سارے
جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے

اوس نے نکالی صنعت اب اور جواب کیطرح

چہار ابر و ہوا جبکہ وہ میر افور شید — چہار چند ہوا اوس سے اوسکا حسن مزید
چہار طرف سے ای دوستو بصد تاکید — رسید مژدہ کہ آمد بہار سبزہ دمید

وظیفہ گر برسد مصرعش گل است وبنید

وہ بے ثمر تہا مرا سرو مثل سرو ہنوز — ہوا جو سبزہ نمود اوسکی ایمرد لسوز
تو دل سے کہتا ہو نکین ای نشاط اندوز — زرد ی ساقی مہوش گل بچین امروز

گر گرد عارض جانان گل نہفتہ وبنید

مین تنگ ہوتا تہا فرقت مین جبکہ بگلی حبیب — ہے لبعد غم کے یہ شادی پہ بہا قرا تین جیب
کہا یہ دل سے جو معنی کو اوسکی سمجہا اب — لکن بغصہ شکایت کہ در طریق طلب

برا حتے نرسید آنکہ زحمتے نہ کشید

نہ آسمان ملایک اوٹہا سکے یہ غم — نہ عرش و کرسی و لوح و قلم بجز آدم
یہ التجا ہی مری تجسے آب دوی کرم — خدا یہ امد وی اے دلیل راہ حرم

کہ نیست بادیہ عشق را کرانہ پدید

نکر تو جہل بو جہل کیسی ای ہمدم — طریق عشق مین واللہ خود ی ہی قدم
تو آگے آپ ہی مختار کہہ چکے ہیہم — بکوی عشق مزن بی دلیل راہ قدم

کہ گم شد آنکہ درین رہ بہ رہبرے نرسید

کیا اس عشق نے ہر اک کو اپنی فوج کا — خدا پرست کوئی اور کوئی ہی رام پرست
کرے ہی شہ کو گدا اور یہ بلند کو پست — عجائب رہ عشق ایر فیق بسیار است

کہ پیش آید ہی این بتت سیر سبزہ دمید

ہر ایک جنس کا دنیا مین ہوتی نیک اور بد — ولے ہر ایک کو ہوتا ہی نیک ہی کا کد
جسے کہ نیک ہی بد اوسی خوش آوے کد — زمیوہ ہائی بہشتی چہ شوق دریابد

شکل غربال نہ پڑجائین قمر مین سوراخ

کبھی طغیانی یہ آجاتا ہی بحر رقت — سر خروئی ہے کبھی لخت جگر کی دولت
مثل فوارہ کے اک یہ بھی ہی اپنی صنعت — ماتم دل مین نہ کیون اشک بہاؤن جی بھر کے

کیا کرون مین کہ پڑا اپنی نظر مین سوراخ

آتش غم سے ہی جگر جلکے کباب کیطرح — اور اب انتظار مین دم ہے حباب کیطرح
حضرت دل یہ کہیئے اب کیا ہی حباب کیطرح — جاری ہی خون چشم سے چشمہ آب کی طرح

بیٹھے ہین مردمان چشم خانہ خراب کیطرح

کہو دی جو غیر کو کنوار اومین وہ آپ ہی گرے — سچ ہی مثل ہی دوستو دیکھا ہی آزما اسے
اپنے کیے کی اب دوا کیجئے تو کیونکہ ہو سکے — ہمنے سکھایا تھا عتاب غیر کے واسطے اوسے

سو وہ ہم ہی پہ صاف کی اوسنے عتاب کیطرح

گوشہ نشینی کیجیے یا کرین قصد کعبہ کا — یا کرین عیش و عشرت اب ہلکی صنم سے ایذا
ہی وہ مثل کہ رات کم اور یہ سوانگ ہی بڑا — فکر معاش یا معاد کہیئے تو کیا کرین بھلا

بحر جہان مین زیست ہی اپنی حباب کیطرح

عمر کے بعد عشق نے اوسپہ کیا اثر کہین — تب وہ مری مکان پر آگیا شکوہ حین
ہمکو تو حیرت آگئی اوسکو حیا تہی نہین — خفتہ یہ بخت اپنی جب جاگی تو کیا کہین ہمدمو

وصل کی شب تو گذر گئی ہمکو تو خواب کیطرح

آہ و فغان ہی چون جرس اپنی تو شہسوار حسن — نکلی کبھی نہ کچھہ ہوس اپنی تو شہسوار حسن
آرزو اب یہی ہی بس اپنی تو شہسوار حسن — ہووے اگرچہ دسترس اتنی تو شہسوار حسن

چومون قدم مین ہمدم تیری رکاب کیطرح

قاصد بیگناہ کا صاف اوڑا دیا جو سر — یعنے جواب صاف تہا بھیجنے کو کوئی خط اور
تم مین تو نام کو فقط صنعت شوخی مگر — بھیجدیا جو کاٹ کر ہمکو سر پیام بر

تختۂ چوب مین جون ڈالدین برمین سوراخ

دیکھہ دردیدہ نگہ سے نہ مجھو آفت دین
زخم دل پانی چوراتی نہ کہین ہاجمین
بیشتر ندیان ان چشم کی چشمہ سی بہین
ضبط گریہ سی یہ ڈہہ ہی کہ نہ پیر جائین کہین

شکل ہچورہ کی اس دیدۂ تر مین سوراخ

تارے تے سبکو ہین یان ہوتی ہی جسکی آمد
ہمکو دنیات اسی بات کا رہتا ہیگا کد
خیر چاہو تو کرو بند کہ یہ کام ہی بد
تاک جہانک اندنون رہتی ہی کسی ہی شاید

اپکی گہر کے ہین اپنی بھی نظر مین سوراخ

اسلئے چہید تہی دیوار مین اوسکی چارون
تا کہ عاشق کو کبھی دیکھہ لین اپنی انکہون
پایا ہی بغض کہ دیکھا نہ سنا تہا کانون
اپنے کوچہ مین سنا مجھکو تو اپنی ہاتہون

بند کرتا ہی وہ جو جو کہ ہین در مین سوراخ

ہمکو بہاتا نہین یہہ اوسکا قرینہ اس شکل
محفل غیر مین مجہ بیٹہہ کے پینا اس شکل
دونون صورت ہین دشوار ہی جینا اس شکل
چہن گیا ہی نگہ یار سے سینا اس شکل

ہو نہ تیر اوسسے کسی کہنہ سہ مین سوراخ

اتفاقاً جو تجہے ہنستے ہوئے ہی دیکھا
بیقراری نے دیا برق کو تڑپا تڑپا
ہر گہڑی بہر خدا ہنس کے تو اب مت چمکا
تیری دانتون کی سی کب سلک گہر مین ہی صفا

بس اسی غم سے ہی ہر یک گہر مین سوراخ

تیر مژگان سی تیرے گو دیدۂ تر مین روزن
مثل فوارہ کی ہین اشک نکلتے چہن چہن
ابتو سینہ بہی گیا خانۂ زنبور سا بن
کیا کہون دلکو کہ ایسا ہی بغل کا دشمن

جسکے ہین بیس تنی کی کئی بر مین سوراخ

نگہ یار کے قابل ہین جگر دہرتا ہون
اوسکی تیزی پہ نگہ کی جو نظر کرتا ہون
خوف ہی جانکا اور رشک سی بہی مرتا ہون
ٹکٹکی باندہی ہے وہ اور سی مین گرتا ہون

باز آیا نہین لینیکا ین الغام نہ بھیج

آشنا ایک کیا اوسکی گلی مین جاکے
اس وسیلہ سے وہان دوستو ہم جا ہوتے
آرزو اور دعا ہے یہی ہر دم دل سے
کوچہ یار مین پہونچا ہون تو اب ہی دونے

جیتے جی یار نسے کین گردش ایام نہ بھیج

منہ سے نکلے ہے مری آہ دہوان دار سدا
سرد مہری نگر اب وصل کی جلدی ٹہرا
کرکے دمبازیان ای یار بس اب جی نجلا
دمبدم بھیجے ہی قلیان کو کیا منہ سے لگا

لب کو بھی لب سے ملا بوسہ بہ پیغام نہ بھیج

روز و شب مین تو یہی مانگتا تہا حق سے دعا
باری صد شکر کہ وہ کام مرا بن آیا
اور اک عمر سے ای شوخ مین اس گہات مین تہا
بعد مدت کی تجھے پایا ہے تنہا بخدا

آج کو کام کو یا نسے شتو د کام نہ بھیج

تری دشنام سے لو ہوتی ہی غیر شیدا ے
سو ملین ہمکو کہان اپنی قسمت پیدا ے
دی جو تو منہ سے وہ ہی ہمکو غنیمت پیدا ے
گالیان تو ہین محبت سے عبارت پیدا ے

کب مین کہتا ہون کہ لکھکر مجھے دشنام نہ بھیج

بھیج پر اور ہے عنوان کچھ ہو دی اوسکا
مہر بھی تیری نہ اوسپر ہو نہ ہو یان کا پتا
خیریت اسمین ہے گر پاس مری آہو بجا
پر یہ خطرہ ہی کہ جا دی نہ کہین خط بگڑا

گر سر نامہ پہ تحریر مرا نام نہ بھیج

کہا صنعت نے کہ لوس ماہ تو اب جا دہن مین
پاس خاطر سے تری اوسکو تو سمجھا دہن مین
وہ تو بدخو ہے نہ الزام کہین کہا دہن مین
جرات اب تجھسے وہ روٹھا ہے منا لا دہن مین

تو ہی بھر دینگے لگے گا مجھے الزام نہ بھیج

جسطرح ہوتے ہین زنبور کے گہر مین شہد
قلعہ کی جیسے ہون دیوار مین در مین سوراخ
جون ہزارہ کی ہون فوارہ تر مین سوراخ
پڑ گئے یون مری آہو نسے جگر مین سوراخ

بن تری یعنی چلی جاتی ہی بر بات عبث

تمکو چاہت کی جگہ چاہیے اتنی تو حیا
ساری باتون سے اگر آپ نے محروم رکھا
رات سب آپ نے وی منت و زاری مین گنوا
زلف کو ہاتھ تو اب مجھکو لگا ہنڈوہلا

دیکھو مت کہو مری ہاتھ سی یہ رات عبث

طبع معشوق کی ایسی نہین دیکھی ہرگز
پاس عاشق نکری ایسا تو کوئی ہرگز
جسکے حرکات سی اپنا نہ رکی جی ہرگز
نہ شرارت کبھی تھی ساتھ نہ شوخی ہرگز

جیتے جی تمسے ندیکھی تھی کوئی بات عبث

پر جو معلوم ہوا یہ سب جھوٹی تھے
منہ کے دیکھی کی محبت تھی نہ کچھ تھی دلسے
رو برو میری تو تم دیکھہ مجھے جیتے تھے
لیک مرتے ہی مری غیر پہ تم مرنے لگے

ہوگئی آپ کی سب لطف و عنایات عبث

کب تلک لکی تسلی کروں پیغاموں سے
اور کچھہ تحفہ تحائف نہین درکار مجھے
اب سبک ہوتا ہون مین چشم مین تمھی گرنے لگے
سر خرو مین نہین ہونے کا بن آئی تیرے

بان تو مجھکو یہان بھیجی ہی سوغات عبث

اوسکے کوچہ مین ہر اک جاتا تھا از بہر شرف
عاشقونکی تو وہان بیٹھی ہی اک صف کی صف
کہا صنعت نے وہ مصروف ہی غیرونکی طرف
گوش ہوش اوسکے کہان ہین ہی باتو یہ نجف

قصہ بیفایدہ ہی حرف و حکایات عبث

وان نہ یاد لگا کسیطرح یہ آرام نہ بھیج
بھیجکر مفت مین تو کہا نگا الزام نہ بھیج
مرغ دانا کو تو نادان تہ دام نہ بھیج
دلکو ای عشق سوی زلف سیہ فام نہ بھیج

رہزنو ہین تو مسافر کو سر شام نہ بھیج

اندلون طرز نئے اور نکالی اوس نے
ہلدا الغام مین قاصد کو ہوا خطرہ بڑا
بر وہ کہتا نہین ہے شرم سی بھی اور ڈر سے
بھیجون اوس پاس مین قاصد کو دوبارہ کیسے

کیا مزا ہو جو گرم بار دگر ہو اسوقت

دی بتا یار مجھے اپنی فراغت کا اگر وقت
نہ مقرر کروں آنیکا سوا اوسکے کوئی وقت
لے مجلکہ مجھے گر لاکھہ ہی مہلت دے وقت
یوسف وقت کسیوقت ترے گھر ہو اسوقت

پھر نہ آوے گا خطا عفو بگر ہو اسوقت

اک تو نازک بدن اور تیہوں نین کو دیکھو
پاس خاطر سے مرے پاس مرے آیا تو
پر گیا سہم وہ دیتے کہا حیران ہو
مو کمر وقت ہی نازک ہین دلو چون تجکو

اور بندہ ہی جو کچھہ زیر و زبر ہو اسوقت

سنکے اوس نے تو لیا ڈر سے دہین مہنہ کو چھپا
کہہ کے اسبات کو ہین آپ پشیمان ہوا
باتون باتون مین کٹی رات تو ہین نے کہا
وقت ہی تنگ ہوئی صبح ہم آغوشی کا

کو نہین وقت بھلا منہ تو ادہر ہو اسوقت

غیر کے ملنے کی تھی قول و قسم اوسنے کئے
دیکھہ پایا جو کہین چھپ کے اوسے ضعف نے
دیکھتے ہی اوٹھی اور سن ہوا وہ بہانے سنکے
بزم اغیار مین دیکھو ہو تماشا بیٹھے

کیا تماشا ہو جو مالک کو خبر ہو اسوقت

لفو تعظیم تواضع ہے مدارات عبث
ربط بیفایدہ رہتا ہے ترے سات عبث
عجز ناحق ہے خوشامد بھی ہے مزات عبث
داد فریاد عبث شکر و شکایات عبث

آہ کیا کیجے اپنی تو ہی ہر بات عبث

عشق مین آپکے گھر بار دیا مین نے لٹا
نسبہ در باہین بھی بار نہین ہے ملتا
التماس آپکی خدمت مین یہہ ناچار کیا
ہان میان سچ ہے نتیجہ ہی ہے جلبت کا

مجسے کہتے ہو کہ ہے تیری ملاقات عبث

می و مطرب ہین چمن مین ہے عجب دن تو نے
اور مہیا ہے وہان عیش و طرب کی ہر شے
بولتے مور ہین چلاتی ہے کویل ہر ہے
جب گھٹا اٹھی ہے چھاتی مری بھر آتی ہے

زلف سی بھی ہی سیہ رنگ مری ہو ہو کا

اسقدر مانی و بہزاد کو کب تھی فہمید
جبکہ عاجز ہوے تب دلونکی یہ تھی تمہید

اون سے ہوتا جو تری چہرہ کا یہ نقش پدید
کاغذ سادہ ہی تصویر کو تیری خورشید

ماہ نو خاکہ کو کہتہ ہے تیری ابرو کا

دہیان رہتا ہی سے خنجر مژگانکا ترے
لسمن جنبش ابرو ہے یہ ہر دم پیارے

ہدف تیر نگہ عضو ہین سب عاشق کے
تن عاشق سے جراحت تری کسطرح مٹے

زخم شمشیر ہے یہ زخم نہین اتو کا

آتش رشک تری رخسے ہی گل کی تن مین
طوریہ سرو روان ہی ترا باغ مین مین

اور مسی دیکھہ نہین رنگ گل سوسن مین
دیکھکر دبدبۂ قد کو تری گلشن مین

عکس نہرائی ہے سرو لب آب جو کا

دیکھہ چہرہ کو تری مانی و بہزاد بہم
آستینون کو چڑہا بولے پھر اس شرط سی ہم

غرق دریای تحیر مین ہوئے وہ او سلم
کیجے نقشہ ارجنگ سیہ یار رقم

مو قلم ہووی جو موی مژہ آہو کا

عکس ڈی دل کرنا تو کام اون سے خونریز کا ہے
دہیان گو دلمین بہی اوس یار دلاویز کا ہے

یکہ تاز اندلون وہ ناز کی شبدیز کا ہے
بسکہ آنکھو نمین تصور نگہ تیز کا ہے

مکری ہو جاے ہی ہر قطرہ مری آنسو کا

کہا صنعت نے مین اوس لف کا سودائی ہون
خاطر یار بہی ہو اور صواب اوسکا لون

مجکو وحشت بہی ہے اور جوش پر آیا ہے جنون
کیونکہ مین یار کے مقتل مین بخاؤن مفتون

خنجر یار پیاسا ہی مری لو ہو کا

ہے رنگر چہ تو دل سے غلام شیشہ کا
شاید کہ بجسے وہ لے انتقام شیشہ کا

ہے اور درد تجھے صبح و شام شیشہ کا
نہ لے تو روبرو واعظ کے نام شیشہ کا

پیچھے ہٹ کر اوسکا یہہ کہنا کوئی آجائیگا

ہوسکے جو تم سے اب تدبیر جلد اسکی کرو
یان اوسے لاؤ کسی مذہب یا مجھی وان لیچلو

یہ مرض ہی مہلک اپنے دل مین اسکو سوچ لو
گر یہی ہر دم کا غم کہتا ہی تو ای دوستو

دیکھیو لیجیو اک اک ان غم مین کہا جائیگا

دیکھون کن آنکھون سے مین اب یہہ مزا جانی جا
گر زمین پھٹ جاؤ جیتی جاگی اوسمین سماؤ

یہہ خدا دشمن کو دشمن کو نہ آنکھون سے دکھاؤ
یون اوٹھی وہ بزم مین تعظیم کو غیرون کی ہاؤ

ہمنشین تو بیٹھ یان مجھسے نہ بیٹھا جائیگا

اوسکی آمد مین عزیزو مجھکو ہی خوف درجا
یعنی ہی وہ بدمزاج اور جنگ جو بدخو بڑا

آرزو جو تھی ہماری وہ تو بر لایا خدا
اب خبر آنیکی اوسکے سنکے یہہ دہڑکا لگا

دیکھیے حق مین مری کیا آکے فرما جائیگا

وان گیا مین تو ہنسینگے لوگ سب اک یکمین مل
ہوشمین رہتا نہین مین جب وہ ہو مستصل

مجھکو ہو جاویگا سکتا اور وہ ہونگے منفعل
لیچلے مین لوگ کہوانے عبث احوال دل

روبرو اوس شوخ کے مجھسے نہ بولا جائیگا

ہجر مین اوس گل کے جب مین نے مچائی ہاہو
اور ہوا شہرہ جو بدنامی کا اوسکے کو بکو

تب تو ہو کر تنگ اور جھنجھلا کے سب کے روبرو
مجھسے وقت جنگ کہتا تھا یہی وہ شوخ جو

جب کہین تو مر مٹیگا تب یہہ جھگڑا جائیگا

چھیڑ کے جرات سی جو کل آ رہی وہ صنعت کی بیان
ڈھونڈتا پھرتا وہ بھی آیا پوچھنے کو نام و نشان

سنکے وہ گھبرا کے صنعت سی لگی کہنے میان
مت بلاؤ بزم مین جرات کو ہی آتش زبان

کہہ کے کچھ آتش دلونگی سب کھڑکا جائیگا

خانہ بردوش ہون خوگر وہ جو ہون اوس خو کا
خاطر آشفتہ گرفتار ہون ہر اک مو کا

اثر عشق کو ہی دلین لگا دون لو کا
رچ گیا عشق جو رگ رگ مین تری کیسو کا

پشت محل کو چومتا ہین تا سحر رہا

شور و فغان و نالہ ہے اپنا یہی بہ پے
سہے زور شور اوسکا تو اب یہ روم ورے

لیکن بجے خبر نہین یہہ ظلم تا بکے
عالم مین بیخبر مری باتون سے کون ہے

محمد پر ایک تو ہی تمکنت مگر رہا

صنعت نے یہہ کہا کہ وہ ہی شوخ جنگ جو
الفت کی اور مہر کی اوسمین نہین ہے بو

خمیاک وقت ثانی نادر ہے ہو بہو
نکہت اب ایسے ظالم خونی کے روبرو

حیرت ہی جان جانیسی تو بیخطر رہا

سابق کے وہ الطاف و عنایات نہین اب
ظاہر کے کنائے وہ اشارات نہین اب

اس غمسے غرض چین دن اور رات نہین اب
بالبوس میسر ہین مہمات نہین اب

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب

جب سے وہ سد بار ہی مرا یوسف ثانی
ہے چاہ مین اوسکی یہی بس مجھکو کہانی

چھلا لیا اوس سے نکوئی اور نشانی
نے خط نہ کتابت ہی نہ پیغام زبانی

اس دل کی تسلی کو کوئی بات نہین اب

مدہوش مئے عیش طبیعت جو مری ہے
گر بانگ یہی دی اوسنے شرارت سے سہری ہی

اوگھڑیان بھی از خود ہونگا گنتے گجر کی
دو چار گھڑی رات گئی ازرہ شوخی

کہتا ہے شب وصل مین وہ رات نہین اب

آگے تو وہ ملتا تہا کہین بجھے سر راہ
بر حال مین چندی جو رہا گھر مین مرے آہ

کیا لطف بیان اوسکا کرون دونو ہین گمراہ
حبس جین سے گذرین گی اتنین سو کہان آہ

دن زیست کی بہرے ہین وہ ہی رات نہین اب

قسمت سے پڑا نا جو مجھے اوسکا ملا تہا
تو قہر وہ کرتا تہا مری حد سے زیادہ

یہ عشق تو یہ لاکہ چھپاؤ نہین چھپتا
عاشق مجھے ہے اپنا تو کہتا ہی بہ ایما

کہ سنگدل ہی وہ کیا جانے کام شیشہ کا

غزال چشم جو ساقی تھا ہاتھ ہی اسکے
ہر ایک رند نے تھے چند چند جام لئے
ادا یہ دیکھکے سب کے ہرن ہوئے تھے نشے
رہا نہ بادہ تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندون سے لیجے سلام شیشہ کا

اوٹھائی ظلم یہ ممکن ہے اپنے کمتر کے
غرور بھی نکرے حسن و حکم و دولت سے
مکرر آجو ناکید جسکے شیشہ سے
یہہ کسکا منہ ہے جو میکے راز دل نکہے
مدام جب سنی قلقل کلام شیشہ کا

مرا تھا مشرب رندانہ زیست مین یارو
تو لیجہ مرگ بھی ساماں یہ مرا کیجیو
کہ زیر خاک کہین دفن کیجیو مجکو
مری مزار پہ گنبد خم شراب کا ہو
سنو وفات لکھو دور جام شیشہ کا

جناب ساقی کوثر سے مجھکو ہی یہ یقین
کہ عاصیونکی شفاعت کرین شکیبا نہیں
کہے تھا صنعت مخمور مجھسے ہو کہ حزین
دل اپنا شکل گلابی کی بن گیا غمگین
رہا جو درد مجھے صبح و شام شیشہ کا

کیا کیجے بیان جو قلق جان پر رہا
کچھہ کچھہ کہو لگا تم سے مین جلتا اگر رہا
اوسکے مکان کو ڈھونڈھتا مین تا سحر رہا
کیا جانے ہمدمون کہ وہ کل کس گھر رہا
بیخواب اس خیال مین مین رات بھر رہا

فرقت کا غم تو تھا ہی مصیبت ہی یہ نئی
ہمدم خدا کیواسطے تدبیر کہ کوئی
جانے سے تا کہین کرے باز وہ پری
تیاری اوسکی اور کہین جانیگی ہی سنی
سنے دل مین دل رہا نہ جگر مین جگر رہا

محفل مین تیری رات تو اغیار ہی سہی
دربان نے مجکو رو کا یہہ خوبی نصیب کے
ناچار ہو کے اسطرح تسکین دلکو دی
شب بار جو ہوا نہ مجھے بزم مین تری

نہ اسطرح کا ہوا تمین کو عطا منصب

اگرچہ تابع ہین اپنے تمام جن و بشر
اور حکم اپنا سلیمان سے بھی ہو بہتر
سریر زیر قدم اور مرصع ہو افسر
عزیز و چاندنی مین مشکو اپنے بستر پر

جو وہ رہے تو سب بہار مین کیا منصب

کبھی تھا اوسے یہ صنعت ملا ہو گل کشتہ
بدل تو قافیہ مضمون ہے بدل کشتہ
کرے ہے لوگونکو یہ بھی ہر ایک پل کشتہ
بدل کے قافیہ کہہ اور اک غزل کشتہ

اب شاعرون مین تو ہیر اسی پر ہے منصب

باہر اب سینہ سے اے لخت جگر ہو اسوقت
بجھے سے بھی سیل رواں دیدۂ تر ہو اسوقت
اور فغان لب سے بھی بہتر ہے اگر ہو اسوقت
دل سے اے نالہ ہو لے صبح بدر ہو اسوقت

نہر کھادو وقت ہے شاید کہ اثر ہو اسوقت

تیغ کی دھار سے ہے عشق کی منزل نازک
زلف کے بال سے ہے تیرہ سلاسل نازک
چیز رین یہہ جمع ہو بین انکی ہے محفل نازک
وقت بد خلق ولی عشق ہتا ہے دل نازک

آہ کس طرح سے اوقات بسر ہو اسوقت

غم دا ندوہ جدائی کا ہے دیر جھگڑا
ہوا آرام تری باونکی سنکر آہٹ
اب خدا کے لئے کافر نہ مری باسے ہٹ
ناتوان سخت ہون بدلی نہین جاتی کروٹ

نہ ادھر ہو تو مری سے نہ ادھر ہو اسوقت

منکل اسوقت ہے درپیش کوئی نکو جناب
یا پریشان کوئی آپنے دیکھا ہے خواب
یا خطا مجھسے ہوئی ہے کوئی رشک مہتاب
یک بھی تم نہین دیتے مری باتونکا جواب

کسطرف دیکھان ہے فرہاد کدھر ہو اسوقت

تر شروئی سے ہوا اوسکی مرا دل کہٹا
تو اوس عیار نے بوسہ سے کیا دل ہٹا
منہ لگایا جو مجھے اوسنے تو بھر مین بولا
ایک بوسہ سے نہ تبدیل ہوا منہ کا مزا

تو مورد تعظیم و مدارات نہین اب

وہ سابقہ وہ ربط تو موقوف ہین کب سے
کاٹے وہ زبان بات جو نکلے کوئی لب سے
جو ملکے چلون کہتا ہی بان فرق داد ب سے
گر دیکھون تو کیا دیکھی ہی وہ چشم غضب سے

وہ مہر و وفا لطف و عنایات نہین اب

صنعت نے کہا اوس سے کہ او مورد آفات
وہ رات شب قدر تھی یہ بان مری بات
بس خواب و خیال اوسکو سمجھ یہ طلسمات
جبرأت نہ شب وصل کو کر یاد تو دن رات

ویسی تری قسمت مین کوئی رات نہین اب

جناب عشق سے وحشت کا جب ملا منصب
تو پایا خلعت ریانی اور بڑا منصب
ہوس نہ تاج کی ہے جسکی یہ ہوا منصب
نہ آرزو ہی ہمین یہ کہ دی خدا منصب

یہہ جانتے ہین ملے اوسکی وصل کا منصب

یہی ہین عشق کے جاگیر دار کی سامان
کہ درد پہلو مین منہ زرد لب پہ شور فغان
خراب و خستہ کو رسوا ذلیل و سرگردان
ہین اشک آنکھو مین دل مین قلق جگر بریان

یہہ جی لگانے کی باعث ہمین ملا منصب

بڑہا ہے دلیہ جو غم ایکدم مین گھٹجاوے
مری قضا بھی جو آئی ہو تو پلٹ جاوے
رقیب روئے لگے اور لین کٹ جاوے
گر اپنے سینہ سے وہ ہنسکے اب لپٹ جاوے

تو وارون جایکو مین اور دون بٹا منصب

خدا نہ کوئی خدایا کبھی صنم سے ہو
ملاپ جلد یہ صرا اونکا تری کرم سے ہو
فراق کیونکہ ہمین ہمنشین غم سے ہو
وہ رشک مہر ہم آغوش گر ہنسے سے ہو

تو تخت کسکو ہی درکار اور بھلا منصب

ملی ہی ہمکو تو جا گیر کوہ اور صحرا
نشان آہ کا بھی اور فغان کا نقارا
سواری کاٹیونکی اور رسالہ اشک کو نکا
جو خلعت عشق مین اوس لیلی وش سے ہمکو ملا

جوان رعنا جسن خوبی پریکا عالم غرق گدا کا

وبال جان ہین وہ بال کا فر او اسکا مکھ اغضب ہی
بری ہی جنون ستم ہی عمزہ کلام جادو نسون ہی عشوا

نرالی بیچ دیج بناؤ بنک سک وہ رنگ بقہ بلا ہی بالا
نگہ یہ ظلم و کرشمہ آفت قیامت اوسپر یہ قیامت اوسکا

بلا حت ایسی بلا کہ توبہ یہ عالم اپنی ہی دلربا کا

مجھی جو ہوتی ہی بیکلی اب ہنسین مین اغیار کہلا
اسی سی بترمردہی طبیعت سوا پیشان ہون مین ایسی

اباسکا منصف تو ہی ہو ہمدم نہ ہو تو آوی مجھ اب آسی
بہ رنگ گل کے بلا مین کیونکہ کرون نہ شکایت بکر ہی

کنار مین او سکو تنگ کینچی ہوا یہ مقدور اب قبا کا

چمن مین بارش ہی اور ہوا ہی مکان خلوت کا ہی سہانا
ہوا اس منے وی میرہی قایم نکہ تو بدمست مجھکو اچھا

کہ مین ہون بیہوش اسطرف تو ادہر تو تنہا ادہر ہی مینا
گھٹا یہ کالی گلو نکی یہ تو خروش عدا اور برق انسا

بلا نہ بہر بہر کے جام مینا سمجھ تو انداز بیخبر ہوا کا

تری دان انکھون ہے ظلم دیدہ او تنہائی گردش سر اب سر
کوئی تنہا نالان کوئی تنہا گریان کوئی پریشان بیخبر تنہا

اگرچہ عاشق ہر ایک مرزم ترا تو بیمار دیدہ تر تنہا
شب انگیز الو نکا تری تصویر خیالین مجھکو بیقدر تنہا

کہ بوی نرگس سی پیرہے ابتک کنار دامن مری دعا کا

یہ آرزو ہی مری خدایا کہ شاہ دین کا مزار پاؤن
جو بیوبنج جاؤن کسیطرح سی تو اوسکی تربت پہ جا کے روؤن

یہی ہی صنعت کا قول ہر دم نثار گر بار ابو بسبب دون
جو شخص طالب حسین کا ہو تصدق اوسکی کسطرح ہو ن

غلام وفدوی ہون جیسے تیرا شہید میدان کربلا کا

آپکے اوٹھنے کا غم مجھسے اوٹھایا جائیگا
آپ بن دم بھر مری دم سے نہ ٹھہرا جائیگا

خون ناحق آپ کی گردن پہ لکھا جائیگا
مت یہہ گھبرا کر کہو صاحب کہ بندہ جائیگا

کوئی مرجاویگا صاحب یہ کیا جائیگا

گرچہ ہین غمگین ہمن اوسکی ہجو مین مشغلم و بیگاہ
پیر آوارہ اوسکی جب پھیر جاتی ہی زیر نگاہ

تہ ہوئی جاتی ہے رہ رہ کر مری حالت تباہ
یاد آتا ہی مجھے اپنا لگا جانا وہ آہ

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

نہو تی زندگانی تلخ اوسکو پھر تو اے یارو
چلاتا نام کو اپنا موا پھرتا ہی تہا وہ تو

لگاکر اوسکے تیشہ اب ہی نہ بیٹھا تا خسرو
تکلف کیا جو کہوئی جان شیریں تو کرے سر کو

یہ غیرت تہی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

یہہ اپنا عشق صادق تہا جیا میں یار کو تک تک
نہ جھیڑا زلف کو اوسکی نہیں ہمیں سر کو شکا

ملا ہے اوس امانت کا یہہ تحفہ گور میں اندک
امانت کیطرح رکھا زمین نے روز محشر تک

نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

کہا صنعت نے اس سے ابرو مری تمنین لگی آنکھ
کہ وہ مہرو ہے اور ہوتی نہیں مہ میں کبھی اس کے

خدا جانے کہ کب سے اوسکی دلمیں تہی یہہ ہی
بناوٹ کیف مے سے کھل گئی اوس شوخکی آنکھ

لگا کر منہ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

زبان تہی لال عنتا قونکی تری وصف میں گویا
ہوئے وہ سرخ رو ان دہان شہادت کا ملا تمغا

تبسم کرکے ہمرازون نے اوسکی بھیہ یہی پوچہا
نہیں یہ جہہ ہنسنا اسقدر زخم شہیدانکا

تری تلوار کا منہ کچہہ بگڑتا ہی تغافل بگڑا

بنی اوسکی عجب اللہ کی قدرت سے صورت ہے
ہر اک عاشق اوسیکا ہی بہم اوسمین قرابت ہے

وہ ماہ نو ہے پر مریخ کی سی اوسمین خصلت ہے
رخ سادہ نہیں اوس شوخ کا نقش عداوت ہے

نظر آتا ہی اوسمین ہر اک انجمن بگڑا

یہہ قد و قامت یہ نزاکت اہری سنہری رنگت بدن گداکا
نگاہ آفت کہ تمکہ جادو ستم تبسم ہی دلربا کا

یہہ بہر یا مال تیہ ناصح نکالا ڈہنگ اوسنے ہی جفا کا
اکہڑی پیچون کی بل ہے جانا نکیر نکلہ کشتہ ہوا اوس ادا کا

سجا سجایا کسا کسایا یہہ ہیچ تو دیکھو غضب خدا کا

ہوا تہا سر بطور جلی نظر پڑی تہی جو اوسکی جہلی
جو وصف لکہنے کا اوسکی دعوی کری تو کاٹون زبان اپنی

زبان کو یارا نہین بیان کا قلم کو طاقت نہین کہ لکہے
بیرون ہے دہم و قیاس سے بھی کرون جو توصیف اوسکی

ظاہر ہے کہ آگہ ہے وہ اسرار نہانکا

ہر ایک پیمبر کی وہ مشکل کا کشا ہے — یعنی کہ ید اللہ لقب اوسکو ملا ہے
وہ اس سے بھی اعلے ہی یہ کہنا کیا ہی — جو کہیئے سو لاریب علی نام خدا ہے

یا راہی کسی اور ولی مرتب کی بیان کا

اوس سرو نمو تسے جو ذرہ بھی رکھی بغض — اوس نخل امامت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض
اوس باغ شہادت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض — اوس مہر ولایت سے جو ذرہ بھی رکھی بغض

مردود دو عالم ہی وہ یا رکا نہ وہانکا

چشمہ بھی رہی بند جو دکھلائی وہ آنکھین — حق نے رکھی کونین کی ہین اوسپہ ہی ملتین
ہم حکم قضا حکم علے کیونکہ نہ سمجھین — گر باد بہار کو کہی حکم وہ دی ہین

پھر آئی جو گلشن مین تو کیا منہ ہی خزانکا

وہ ظاہر و باطن مین اگر ہو وین نہ عالم — اک آن مدین چین زمانہ کو یہ ظالم
کچھ جھوٹ نہین اسمین خدا اسکا ہی عالم — جو وہ بطبق ہین چار دہ معصوم سی قایم

ہر ایک دہنین مین سی ہی سرور دو جہان کا

اوس خالق بیچون کا ہی خلقت پہ یہ احسان — جو ایسو نکا اول سے کیا تابع فرمان
صنعت نہوان نامونکی کسطرح سی قربان — گر ہوتی نہ نوات اونکی تو جبرا تو یقین جان

ہوتا کوئی مالک نہ زمین کا نہ زمانکا

پدم کی عشق مین تجھ ایک سی راجہ رتن بگڑا — غم شیرین مین کہو کہ جان شیرین کہان بگڑا
خدا جانے جی یہ جو وہ بھیرو من بگڑا — تمہاری حسن سے کبر و مسلمان کا چلن بگڑا

خدا کی یاد بھولا شیخ بت سی برہمن بگڑا

جبین و منہ کرد ٹھہرا نہ دم ای میان صاحب — ہزار صورت سی رہین یون ہے دونو ایمان صاحب
بنی کی اپنے جی پر گریہ بگڑ دیگا وہان صاحب — گد منہ بھی چڑانی دیتے ہیں گالیان صاحب

سوا اوسکے لقب کسکو بلا ہی مصطفائی کا

سلیمان سکندر اور کسر الیقباد و جم
رہے تھے بھی جہان شش در ہے گو نہ مائی ہم

ورے جانی ہین اوسکی بارگہ پاتی ہین یہہ برزم
کبھی ہی منزلت گہ آستان سرور عالم

کہ فخر سلطنت ہے مرتبہ مولی کا ایسکا

کیا کلمہ نے اوسکے نفی اور اثبات سے محرم
نصیحت تجکو کرتا ہون رہی جب تک کہ دم مین دم

وہی روز قیامت کو بنیگا شافع عالم
اوسکے عشق مین پابند رہیو تو دلا ہر دم

نہ ہووے گا وہی روز جزا موجب ہائی کا

فرشتہ اور بشر ہے ہی خطا نسبت جو اسکو دے
نہین خیر البشر ہی بلکہ فخر انبیا وہ تو

بھلا بے میم احمد اور عرب مین ہووے جو
سراپا نام حق نور خدا کیونکر نہ کہون اوسکو

کہ جسکا نقش پا ہے جہہ بسا ساری خدائی کا

فرشتہ اور بشر کی حق نے کی ہے آپ ہی خلقت
ولی خالق نے کی کونین مین ہر جنس کے کثرت

محمد مصطفے خلاق کے اک خاص ہین صنعت
دلیل اوسکی ہے یکتائی کی یہہ لاریب ہے جرا

کہ تھا سایہ اوس محبوب ذات کبریائی کا

وہ ساقی کوثر بھی ہے مالک ہے جنان کا
مشکل کا کشا ہے وہی ہر پیر و جوان کا

پھر کیون نہ کروون اوسپہ مین صد جان و دل نثار
اک جام سے حل کر دی ہے عقدہ جہان کا

ہون مست مے عشق مین اوسکے مغان کا

تا اوس شجر باغ ولایت کا کرے وصف
تا اوس ثمر نخل امامت کا کرے وصف

تا اوس قد شمشاد شہادت کا کرے وصف
تا اوس گل گلزار حقیقت کا کرے وصف

ہر برگ ہے اوسکے ہمشکل زبان کا

تھی عمر شجر بیل بھی عقل اوسنے ہی سیکھے
بالید خدا اوسکے تئی وہ راہ خدا کے

اور دونون رد حق مین تصدق کیے بیٹے
ہے مبدء فیاض کو بھی فیض اوسی سے

ہر ہمن کی دل مین بھی کیجہ فکر ہی تعمیر کا

تو سیکی چادر وہ کرتا ہی سوی مرقد روان
جای شمع گور پر وہ گاڑ دی ہی بر جہیان
اوسکی مین قربان ہون یا متک ہی مجہپر مہربان
گل مری مستہد پہ کب بھیجی ہی وہ ابر و کمان

طرح غنچہ کی کہلی جب تک نہ پیکان تیر کا

خاص یہ انسان ہی خالق کی صنعت ریب
ہین اسیکے واسطے یہ سیم و زر خورشید و بدر
یہ غلط تم سے کسی نے جو کہا از راہ غدر
سیم و زر کے آگے سودا کیجہ نہین انسانکی قدر

خاک ہی رہنا بہلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

تمام امت بھی اور ہارون تھا مدح بھائیکا
ادراک عالم کر ہی تھا وصف عیسی کی دانی کا
بنی موصوف گذرا ہی ہر ایک یونہین خدا ہیکا
محمد ہے بنی ممدوح ذات کبریائی کا

کر ہی بندہ جو اوسکی مدح دعوی ہی خدائی کا

اوسیکی نور سے جاتی رہی ہی کفر کی ظلمت
اوسیکی حق نے کی کونین مین بدر الدجی خلقت
اوسیکی شامین نازل ہوئی شمس الضحی آیت
سپہر معرفت حق کا ہی وہ مہر الوہیت

کہ جسکا دین روشن آئینہ ہی حق نمائی کا

اوسیکی ذات ہی کون و مکان کی باعث خلقت
اوسیکی شامین لولاک ہی نازل بہر صورت
جب ایسی ذات بابرکات ہووے پھر تو بیدقت
منور کیون نہ اوسکی نور سے ہو خانہ طاعت

کہ روشن کر نیوالا ہی وہ شمع پارسائی کا

مقرر جو کیے ہین اوسنے اپنی شرع کے رستے
بغیر انکے نہین ممکن فرشتہ ہووے وہ اور کیا ولی ہووے
بلند اوسکا وہ ایوان مراتب ہی کہ ادنی
نہین ہے ساکنان عرش کو پایہ رسائی کا

اگرچہ لاکہہ پیغمبر اوسیکا آوندہ ہے
موافق مرتبہ اپنے کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفے لیکن باوصاف حمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہ ہی حقکا برگزیدہ ہے

آہ اس غنچہ کو جیسے کھلتے ہی مرجھانا تھا

بوالعجب جاتی ہین ہم یہ جوانمرد لیکے — منہ کو دروازہ ہی جو مرد گدہی کی چیر
تمکو لازم تھا کہ مرجاتے وہین لڑبھڑکے — حیف اسطرح سی تم جان بچاکر بھاگے

گر نہ شمشیر پکڑ ہاتھہ مین پل جاتا تھا

کل مری سامنی صنعت یہہ کہی تھی بہیا — مین تو سمجھے تھی تجھے شیخ زمانی سی بڑا
ہر جو کی غور تو شیطان سی بھی بدتر نکلا — کیا کہون تیری عبادت نی مجھی دی ہی دغا

ورنہ صاحب قران مین تجھے پہچانا تھا

برہمن کا نی مقرر نے شیخ کی توقیر کا — اور نہ سالک کا ہی نے مجذوب کی تاثیر کا
معتقد مذہب کا نی ملا ہی کی تقریر کا — ہی یہہ دیوانہ مرید اوس کا کل شبگیر کا

سلسلہ مبتر ہی سودا اوسکے زنجیر کا

آب سی سیراب ہوتا ہی کوئی اوسکے کہین — اور جیا بہی اوسکا پہل کہا کہ کوئی ای ہم نشین
اوسیان اسمین نہین شک جانتے ہو تم الیقین — جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز بہولتا پہلتا نہین

سبز ہوتی کہیت بہی دیکھا نہین شمشیر کا

مرہم کافور ہو کافور مین میرا کلام — جسکے آگے پانی بھرتا ہی دم عیسی مدام
شاعرون مین طرفہ کرتا ہو نمین جراحی کا کام — زخم دل بادی مری سوزسخن سی التیام

چاک ملتا ہی زبان شمع سی گلگیر کا

چشم سے چشمے ہون جاری بحر قلزم سی ہو چند — نالہ پر سوز سے بہی بہو نچی بجلی کو گزند
اور فغان کے شور سے کان اپنے کر لی عنقریب — جا نی گر دکاروان ہو وہ صحرا مین بلند

ورنہ کیا حاصل جرس فریاد کی تاثیر کا

ظاہر اس باتین کی خود نمائی تو نے شیخ — بات پر دیکھی دلی ہرگز نبائی تو نے شیخ
ہی ثابت کی نہ بہ دلمین برائی تو نے شیخ — تو نے کعبہ تجھا نیکو مسجد بنائی تو نے شیخ

پر تری عہد سے آگی تو یہ دستور نہ تھا

آگے دنیا مین فرشتے ہوئی منصوب ولے
وہ فرشتون سے ہوئی کام جو اسنی کیے
اشرف الخلق تو کہتے ہین اسی باعث سے
باوجودیکہ پر و بال نہ تھی آدم کے

وہان پھونچی کہ فرشتہ کا بھی مقدور نہ تھا

وہ تجلی ہے تری حسن کی ای بقعۂ نور
جس سے ہو جاوی مخجل رو شنی شعلۂ طور
کیا کہون تجھسے کہ ہے رات تو سبین مستور
رات محفل مین تری حسن کی شعلہ کی حضور

شمع کی منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا

اپنی گھر رات کو ساقی بھی تھا اور مطرب بھی
اور اسباب مہیا تھی سبھی عشرت کے
پر یہ سیر نہوئی می بھی ستم سے تیرے
محتسب رات کو محفل مین تری ہاتھ لگی

کون دل تھا کہ جو شیشہ کی طرح چور نہ تھا

منہ پہ تعریف تو کرتا ہی مری رات اور دن
پیچھے کہتا نہین وہ بات کوئی غیبت بن
ہی فریبی وہ بڑا اوسکا ہی گو چھوٹا سن
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا پر یہ کا لیکن

مینے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

کہا صنعت ذرا سمجھے تھی تمہین ہم دانا
پہ دغا بازون سی ہی پیار تمہارا جانا
ہای افسوس کہ سمجھے نہ اوسے پہچانا
در و کے ملنے کا ای یار برا کیون مانا

اوسکو کچھہ اور سوا دید کی منظور نہ تھا

گل نے بلبل سے کہا تو بڑا دانا تھا
جان اور بوجھ کے تجکو مرا غم کھانا تھا
تجکو کیا ہر کسی غنچہ کی طرف جانا تھا
کیا ترا نفس تھا بھکا کہ تو دیوانا تھا

سر پٹک تجکو مری در ہی پر مرجانا تھا

شجر گل کی طرف دیکھہ کے بولی یکبار
جب تک اس گل کو نہ بلبل کی لگی تھی منقار
ہر ثمر حسن و لطافت مین عجب تھا یتار
کیا خزان آتی ہی جاتی رہی گلشن کی بہار

قائل نہیں ہی قبلہ کسی شیخ و شاکا

صفت غم حسین ہی ہے سینہ چاک چاک — مدفن اسے نصیب ہو دینا مین خاک پاک
عقبیٰ کی بھی عذاب ہی گجیہ ہو نہ ہو سکو پاک — یارب غم فراقمین اختر ہو جبکہ پاک

سایہ اسی ملے قدم بوتراب کا

رکاوٹ ہستی ہی تہر و مری اور اپنے یار یکا — یہی باعث ہی ای ہمدرد ہمہ قد اشکبار یکا
اوسے بھی کون خدا دکھلائے فرقت کی خوار یکا — کیا گھر اوسکے جرچا جس نے میرے آہ و زار یکا

الٰہی صبر اوسکی جان پر ہن بیقرار یکا

خدا نے وصل کی شب مجکو اک مدت دکھلائی — ہزارون فکر ہی کی مین نے تب غیرون سے تنہائی
تو پھر اوس شوخی مین کیا کہون ای دیکھ مجلائی — شب اوس نے توڑکر موتی کی سمرن مجسے گنوائی

دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شمار یکا

گیا جو ساتھ مری باس اوسکی آشنا یا نہ — یکایک ہو گیا بس دیکھتے ہی صاف دیوانہ
لگا اوس شمع رو کے گرد پھرنے مثل پروانہ — نظر وہ آشنا مدتمین آیا صاف بیگانہ

بڑا رکھتی تہی یار و ہم بہروسا جسکی یار یکا

لباب اب ہو نگیون دل اور جلکے کیونکر نہ یہ سینا — فلک رکھتا ہی میری ساتھ کس کس طرح کا کینا
تو ہی منصف ہوا ہی ہمدرد میرا خاک ہی جینا — ہمین تب کنج غم مین جسکی خاطر خونمین بینا

اوسی بزم طرب مین شعلہ ہی یاد و ہوار یکا

اثر دونون پہ ہوتا ہی بہم ہی جسمین جگہ لفت — کبھی معشوق اپنی کسطرح جو اوس پہ ہو عاشق
ولی صنعت یہ مشکل ہی جگہ کجیہ نبوہ مجسمیت — کہلی کیا بات وہ بردبار ہی اور بلا حیرانت

مجاب عشق ہی تو ہی پردہ تر مسا یکا

اسقدر ظالم و خونریز تو شہور نہ تہا — تہی تو آگے بھی پر اتنا کوئی مغرور نہ تہا
نہ تو مین کیونکر نہون یہ میرا مقدور نہ تہا — قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تہا

لیکن نکیجے مجھے مورد عتاب کا

نوبی برس مین فہم تمہارا ہوا درست — کہنا زبان سی آپکا ہی سب بجا درست
پر اب بھی جانین آپکو ہم بارسا درست — تقوی ہمارے آگے ہو جب آپکا درست

اور تب یقین ایکا ہو اجتناب کا

بارش ہوا اور ابر بھی چھایا ہو چار سو — پھولا تمام باغ ہو جاری ہوا آبجو
کرتا ہوا اختلاط کی وہ تیسی گفتگو — مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہرو

اور کوئی وان محل نہو باعث حجاب کا

اوسوقت اوس کے جام صراحی سی ہو بھرا — پینے سے اوسکی آنکھو نمین آیا جو نشا
مستانہ اختلاط کرے تم سے یہ بھلا — گر دو نمین ہاتھہ ڈال کے دے شوخ بیحیا

یہ ریش جسمین جلوہ ہی رنگ خضاب کا

کھا کر کروک وہ اور سنکھا کر کے اپنا منہ — چتون بدل کے ناز دکھا کر کے اپنا منہ
مستانہ شوخ سنگ بنا کر کے اپنا منہ — کھینچ اوسکو اور منہ سی ملا کر کے اپنا منہ

دی ذائقہ زبان نے دہن کے رباب کا

اور یہ کہی کہ مین ترا تابع ہون بن بچے — بخشش یہ اوسکے ہمنی ہین لاکھون گنہ کیے
اب چھوٹنے کا تو نہین بن جام دیجیے — منت سی یون کہے کہ ہمارا لہو پیجے

گر پی نجائی جلد یہ پیالہ شراب کا

ممکن نہین کہ آپ کو عقلی کلو ہیان ہو — اوسوقت خاطر اوسکی سی جو کچھہ کہی کرو
بس یہ کہی بن آئی کہ حاضر ہین جو کہو — اوسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو

گر خوف آپ کیجیے روز حساب کا

اسباب عیش جسکو میسر ہو یہ تمام — ایسی جگہہ مین باز رہے جو کہ ننگ نام
تاثیر ہمیہ کرتا ہے اوس شخص کا کلام — اور امتحان بدون تو یہ آپکا غلام

گھر سے وہ موتیونکی بہنی جو مالا نکلا

کیا اوسکے مین بیان کردن آب و تاب کا
نک سک درست اور وہ عالم شباب کا
پابند ہو رہا ہے ولیکن حجاب کا
گر بند رخ سے دور کرے وہ نقاب کا

جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

بہر خدا نہ پاس سے میری تو اب سرک
ڈر ہے کہ اشک ہجر مین جاری ہو یک بیک
پہونچے نہ میری چشم کا چشمہ بھی تا فلک
اک پل مین غرق آب ہو ماہی ہے ماہ تک

طوفان اگر اوٹھے مری چشم پر آب کا

آدم کو خاکسار ہمین ہونی دو چنیں
ہے زیست چون چراغ سحر تیز خود بسند
گر عجز و انکسار اگر ہے تو ہو شمند
بجز جہان نین کہ سر تخوت نہ تو بلند

ہی مستعار زیست کا عالم حباب کا

کاندہی پہ شال ہاتھ مین سبحہ رومال تھا
مندیل سر پہ گول تہی پگڑی ہوئی عصا
پاؤن تلک تہی پہنے ہوئے جبہ ربا
کل شیخ بنکے مجتہد عصر سا قبا

دکھلائی باغ سبز عذار نواب کا

دیکھا مجھے تو کتنے کنایہ کئی لطیف
پھر آپکو بھی عاصی وہ کہنے لگی لطیف
سمجھا مین یعنی کہتے ہین عاصی مجھی لطیف
کہنے لگے زہ تبختر و ناز بہ طنز

معلوم ہوگا حشر کو بینا خطاب کا

سنکر یہہ بات شیخکی میخوار جو کہ تھے
نادم سے ہو کے دلمین وہ حیران رہ گئے
کچھ بن نہ آئی بات تو خاموش سب ہوئے
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہہ خوب جانتے

پیر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا

ہر آن کام ہوتا ہے اس عمر مین زبون
اسواسطہ کہ اندرون شیطان ہے لعین
افعال بد سے اپنے ہون ہر چند سرنگون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کروں

زلف لہرائی ہے یا بانی سی کالا نکلا

بعد مرنیکے بھی مسدود نہین عشق کی راہ
اسکی تاثیر کو ہمدم تو زری کہر تو نگاہ

بلکہ اس دعوی پہ ہی اپنی بھی ہر بان واہ
دل پیر داغ کا اپنی تہا جہان مدفن آہ

وہان لگائی جو قلم گل کی تو لالا نکلا

باغ مین سیر کو جب وہ سہی قامت آیا
دیکھکر اوس قد موزون کو ہر اک چھوٹا بڑا

یہی بولا کہ ہو اب کیون نہ قیامت برپا
قد لڑکین مین تو اوس فتنہ کا تہا بوٹا سا

پیر جو ایہین قیامت قد بالا نکلا

ضبط ہم کرتے ہین اید و ستو ہر ایک نفس
نہ چلی ورنہ یہہ دینا کا اٹالہ جون خس

یار و مین آنکھو نسی دکھلاؤن اگر ہو بس
شور انگیز ہی وہ دریا ہی سر شک اتنا کہ بس

یہہ سمندر ہے اوسی چشم کا نالا نکلا

یہہ تو فرمائے دینا سی ہوا حاصل کیا
ہے گدا کوئی کہ بالفرض کوئی شاہ ہوا

نزع کے وقت یہی رو رو کی اک اک کو بولا
ہاتہہ کیا خانۂ ایام کی ضبطی سی لگا

روز و شب کا مگر اک کہنہ دو شالہ نکلا

شاہ سی دیکھو تو کہتا ہی گدائی منعم
حسن کی بہیک سی ہوتی نہین کچہ شیخی کم

یہہ یقین ہو وی تو عالی یہہ سند ہی محکم
سر بلندی نہین دریوزہ گری سی جو بہم

مہر کیون صبح لیے ہاتہہ مین بالا نکلا

دلمین تہی اپنے جو اوس آتش رخ کی اشتیاق
وہ تو تم سی ملا تمنے بھی کی یان اخلاق

بلکہ ہین آپکے اس بندہ پہ یا تک اشفاق
صورت رشتہ سلک گہر اہی سوز فراق

تن زار اپنی یہہ کسجا نہین جہالا نکلا

آج دی اوس نے جو اہر کو ہین کر زینت
بلکہ حیران ہو اوسی دیکھکے ساری خلقت

پر مری آنکھون نے بھی دیکھو تو کیا کی صنعت
اشک حیرت ہوئی ہار اپنی گلی کی جرأت

جی نرے یار ہے مجکو اودہر دیکھنا

لاکھون ہی گھر گھاے ہین تمنے نہ کچھہ ایکدو — سامنے میرے ذری چپکے ہی بیٹھے رہو
بندہ کی اپنے زبان کا ہیکو کہلوا رہو — ذکر وفا کیجیے اوسے جو واقف نہ رہو

کہتے ہو کس سے یہہ تم ٹک تو ادہر دیکھنا

عمر بہر آیا نہین یار کبھی مجھہ تلک — اور کبھی دیکھا نہین اوسنے اوٹھا کے پلک
دور سے ہین گاہ گاہ دیکھی تہا اوسکی جھلک — اتنی بہی صحبت نہ تو دیکھہ سکا اے فلک

اور تو کچھہ بیان نہ تہا ایک نگر دیکھنا

ہر جگہہ موجود ہے یار مرا دو بدو — پھرتا ہی مثل قمر دوستو وہ کو بہ کو
خوب بے قسمت ہے اب بہی نکیو نکر لہو — گرچہ وہ خورشید رو نت ہی میرے روبرو

تو بہی سیر نہین ہم نے نظر دیکھنا

نالہ جو تو نے کیا ہجر مین مثل جرس — ہو گیا بدنام وہ کیونکہ ملے تجسے بس
اب نہین آنیکا وہ رویہ بارہ برس — نالہ اے اثر دیکھہ لیا مرد بس

جیمین ہوس ہی عبث تو سکا ادہر دیکھنا

تری مفتوں لگا یہہ دل سب ہی نرالا نکلا — جسمین ہے جادو سو یہ اکی ادا نکلا
یہی جیر جاتا تہا جد ہر وہ قد بالا نکلا — داغ ہر دل جو ترا جانے والا نکلا

تا جیر اغان دوالی کا دوالا نکلا

گرد پیش اوسکے جو رہتا ہی ہجوم عالم کا — شہرت حسن سے جب لین زلیخا تنگ ہوا
تب وہ مہ اونپہ مثل اپنے لئی کہتا تہا — تا یہہ روشن ہو کہ یہ روشنی مطلع ملا

قید مہ کے لیے اسو اسطے بالا نکلا

اتفاقاً جو وہ کل سیر کو گھر سے نکلے — دیکھکر اوسکی سجاوٹ کو سبہی جہومے بر بر
مار کر ہاتہہ کو زانو پہ یہی کہتے تہے — کان کے پاس کوئی دیکھو ہے کافر کے

فرشتہ حور و پری اور قصور آدم جن — کر در شکل سے پیدائش اوس نے کی لیکن

بصورت تو نگاری ز آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تری وہ ذات مبارک ہی اے پیمبر پاک — کہ جسکی شان مین قاصر ہے فہم اور ادراک
خدا نے آپ کہا تجکو صاحب لولاک — اسی دلیل سے کہتے ہین ہم بھی ہو بیباک

بصورت تو نگاری ز آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نہین ہے جھوٹھ کچھ اس باتمین یہہ ہی مشہور — بدیر بنتی ہے وہ شے کہ جسمین ہو قصور
اسی سبب سے ہوا ہی ترا بدیر ظہور — نہین بشر ہے مجسم ہے تو سراسر نور

بصورت تو نگاری ز آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

اگرچہ حسن ہے مشہور ماہ کنعان کا — ولیکہ ہی تری صورت سے اوسکو نسبت کیا
وہ ماہ مصر کا تھا اور تو ہی بدر دوجا — ترا وہ نور ہے سبحان ربی الاعلی

بصورت تو نگاری ز آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

لکھی تھی اوس نے تو اول ہی یہہ تری صورت — لگائی مشق مین یہہ اوس نے اسقدر مدت
ہوئی جو صاف یہہ صورت تو اپنی دی صنعت — دکھائی خلقکو اور خلق نے کہا حضرت

بصورت تو نگاری ز آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ملک بھی نہ جھپکی پلک دیدۂ تر دیکھنا — اوسکا میسر ہو کب بار دگر دیکھنا
دوستو اسمین ضرر ہو سو ہو پر دیکھنا — جان یہ کھیلا ہو نہین میرا جگر دیکھنا

کسی نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

خورم ہر ایک شکل جو مین سوگوار تہا
حیران یہہ دیکھنے سے صفا رو کبار تہا
مشکور اس اثر کا دل بیقرار تہا
از بسکہ شب تصور روے نگار تہا

آئینہ چشم زار کا تمثال دار تہا

اپنے ہی سر نوشت کی تاثیر ہی فقط
جو بیچ دن وہ اوڑ گیا سیماب کی نمط
کچھہ مین یہہ افتخار سے کہتا نہین غلط
کیسہ مین نامہ بر کے نہ تہا وہ مرا خط

تحریر جسمین حال دل بیقرار تہا

ہوش و حواس کھو دیے یہہ تہا شوق نے
سودائی کر دیا مجھے اثبات شوق نے
سر پر اوٹہائے عشق کے آفات شوق نے
بے عقل کر دیا ہمین دل بات شوق نے

انکار پر بہی ہمکو ترا انتظار تہا

ایسی ترب نہی اپنے دل بیقرار مین
بجلی بہی جس سے چہپتی تہی ابر بہار مین
اب فرق آگیا ہے کچھہ اک اضطرار مین
سیماب زیر آئینہ ہے وصل یار مین

ورنہ یہہ دل ہمارا بہت بیقرار تہا

صنعت نے اوس سے یہہ کہا لوگونکی درمیان
دلبر کے ہی خلاف یہہ عنوان میری جان
آپ اسکا کچھہ تو ہم سے سبب کیجئے بیان
دل کیون لیا تہا تمنے تمنا کا اے میان

ملنا جو اوسکا ایسا تمہین ناگوار تہا

تیری وہ ذات ہی دونون جہانمین ثانی
کہ جسکو دیکھہ کے حیران ہی چشم اہل کی
نظر نہ اوسکو پڑا دوسرا مدقت بہی
خدا کے نور مجسم محمدؐ عربی

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ دو دست از قلم کشید خدا

تیری سی شکل بنا دی تو اوس سے ہی ممکن
کیے ہین اوس نے بہی پیدا فریق گون گون

مخمسات

یہہ کیونکر کہین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا
بجا وہ نہین جو تماشا نہ دیکھا
حقیقت مین ہر ایک ذرہ ندیکھا
تجھی کو جو یان جلوہ فرما ندیکھا
برابر ہے دینا کو دیکھا نہ دیکھا

خود ایسے ہم اپنے جبھی کر گئے رم
تو آیا نظر ہمکو تب اور سکا عالم
کھلا ہمپہ یارو یہہ عقدہ او سیدم
حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردہ نہ دیکھا

پلا اوسکو خون جگر مین نے پالا
ہوا میرے حق مین وہ دشمن نعل کا
صبا کے بھی چلنے سے تصویر آسا
مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتا
کہ جسکو کسی نے کبھی وا نہ دیکھا

یہہ انداز دیکھا نہین ہے کسی مین
کرے جو کوئی دشمنی دوستی مین
خدا کا بھی خطرہ نہین تیرے جی مین
یگانہ ہے تو آج بیگانگی مین
کوئی دوسرا اور تجھسا نہ دیکھا

ترے عشق نے گل کھلائی ہے جانان
کہ آئی مجھے دیکھنے جن و انسان
رہا تا دم مرگ دل مین یہ ارمان
کیا مجھکو داغون نے سرچراغان
کبھی تو نے اکر تماشا نہ دیکھا

کہا اون سے صنعت نے یہہ ہنسکے ہنستے
کرے کام انسان لیاقت سے بڑھکے
بڑی بات ایجھی نہین جیونے مرنے
شب و روز اسی درد در پے ہے اوسکے
کسی نے یہہ ایسا تماشا نہ دیکھا

یہہ اوسکے ہے ساعدون کا عالم | کہ جس نے دیکھی ہو اوہ بیدم
نیام ہے تیغ قضائے مبرم
لقب ہے قاتل کی آستین کا

وہ شعلہ رو ہے جو اپنا دل بر | حرارت عشق ہے یہہ دل پر
اگر ہو پہایا پر سمندر | یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر
سنا جو ہوا آفتاب محشر
کہوزنڈ ہے داغ آتشین کا

وہ چشم و دل دونون کشتی بین ہم | کہ جنکے صدقے سے ابتو ہر دم
یہہ جوش پر یان ہے اشک کا نم | کہ ساتون دریا ہین قطرہ سے کم
جسے کہ کہتے ہین سب جہنم
شرار ہے اک آہ آتشین کا

عجیب اعضا ہین اوسکے بالکل | کہ جن کا ہے اک زمانہ مین غل
وہ چشم فتان ہے غیرت مل | وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل
عذار مین ہے شباہت گل
بدنمین عالم ہے یاسمین کا

نہو نجہہ احوال دل لگے کا | یہہ قول صنعان سے ہے ولی کا
بُرا ہو بد بخت عاشقی کا | نہ دین ہو برباد یون کسی کا
بنا ہے عشق بتان مین ٹیکا ✦ نشان سجدہ مری جبین کا

فدائے صنعت ہے یہہ جہان سے | ہوئی ہے ابتک نہ السنہ جان سے
طمع ہے انصاف دوستان سے | کہ اتنا فرمائین سب زبان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے ✦ بلند تر رتبہ آبا سزمین کا

عارض جانان پہ زلفونکا بکھرنا کیا کہون
گل نمایان جسطرح ہوتی ہین سنبل کے تلے

سرفرازی کیون نہو اوسکو بھلا کونین مین
ہی سر صنعت یہہ پائے شاہ دلدل کے تلے

ایک مدت سے مین آغوش باکھولی ہوئے
پر نہ تم آئے کبھی بند قبا کھولی ہوئے

یار کے دل کی گرہ ہی در عشرت کا قفل
عیش کیا خاک ہو بی اوسکی دلا کھولے ہوئے

ہوگی رسوائی نہ ملنے مین بہت اب سر ہے
کان ہم جاتے ہین اے کان حیا کھولی ہوئے

اک اندھیرا سا مرے آگیا آنکھونکے تلے
گھر سے وہ نکلے جبھی زلف دوتا کھولے ہوئے

دیکھکر آپکے بیمار کو سب حیرت سے
رہگئے اپنی کتابین حکما کھولی ہوئے

اپنے وعدہ پہ بھی وہ شوخ نہ آیا تا صبح
اپنا دروازہ مین بیٹھا ہی رہا کھولی ہوئے

انتظار آپکے آنیکا دم نزع یہہ تھا
چشم مین گور مین بھی یار گیا کھولے ہوئے

فرق مجنون کی مرے قیدی و آزاد کا ہے
مین تو پابند ہون اور سر وہ پھرا کھولے ہوئے

موسم گل کے تصور مین قفس مین بلبل
بند آنکھین کیے منقار ہی کیا کھولی ہوئے

گرم بازار ہے اب موت کا ایسا ہر دم
منتظر بیٹھے ہین دو کان قضا کھولی ہوئے

صنعت اب کیجے میدان سخن مین جولان
نو سن فکر کو عرصہ بھی ہوا کھولے ہوئے

مثلث صنعت بر غزل ناسخ

وہان ہو مذکور کیا حسین کا
کہ اوس سے جلوہ ہی کفر و دین کا

یہہ نور ہے روی مہ جبین کا
کہ ہو خجل چاند چودھوین کا

جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ اک نافہ ہی مشک چین کا

ہوئی ہے جب سے کہ نسل آدم
تو ایسے انسان ہوئی کہین پیہم

ہے چمن بندیکا ابرو اوس تیغ گلبرو مین بنا
کیا یہہ کی جدائی صنعت چمن اہن مین ہے

صنم کا کھیل ہم حسن غیرت اختتام سے کھیلے
نہ آیا وہ تو بھر اوس شوخکی ہمنام سے کھیلے

شش و پنج آپ بھی ہی ہار کر دل ہو گئی شطرنج
کہ تختہ تر دکیون اوس شوخ سیم اندام سے کھیلے

خیال چشم جانانین نہ چین آیا ہمین اک پل
غزالونسے گل نرگس سے اور بادام سے کھیلے

مرا دل چھل لیا چھلیہ چھبیلی کھیل کھیل اوس نے
دیا پر لطف کیا کیا تا سحر جو شام سے کھیلے

حقیقت مین برا ہے کھیلنا شطرنج و چوسر کا
مگر ہان جی لگا ینکو کسی گلفام سے کھیلے

ہزارون گور مارے اور گیا وہ گور مین آخر
شکار اب کیا کوی بہتر بہلا بہرام سے کھیلے

جو ہو منظور تجھکو ساحل مقصود کو پہونچنا
تو پہلے کشتی دین جلہ نظم کلام سے کھیلے

چڑہاؤن شیر نی مین پیر بالا کی مزارون مین
جو مجھسے گیند وہ کا فراوتر کر بام سے کھیلے

پھنسین انکھین جو مشتاقونکی زلفونمین تو ہونے
شکار ماہیان کیلے کوی تو دام سے کھیلے

لڑکپن ہین تم اپنی کھیلتے تھے کھیل گڑیونکا
ہم اپنی جان پر اب جان اوسی ہنگام سے کھیلے

کری جو چند صنعت ہر کسی ہر داؤ ہر سے
کوئی کیا خاک کھیل ایسے بت خود کام سے کھیلے

یہہ نصیب اللہ اکبر سایہ گل کے تلے
ہو کر گلچین کیا اب اعتصاب بلبل کے تلے

ماجرای چشم گریان زیر ابرو کیا کہون
رود زر و شب جاری ہو شہہ خون کی پل کے تلے

طائر دل پنجہ مژگان سے چھوٹے کسطرح
باز کی اب آگیا یہہ صید جنگل کے تلے

یون پڑا اوسکے زنخدان پر لب میگون کا عکس
ہو کہ ان جون ارغوانی شیشہ مل کے تلے

غم نہ دنیا کا اوٹھاوے سب سے وہ بالا رہے
بیٹھہ جاوے جو کوئی نخل توکل کے تلے

اوسکے زیر بام مین چلا رہا ہون اسلیے
شاید آجاوے وہ پیارا باعث اس غل کے تلے

ہمنے بھی اسکو اوٹھایا ورنہ ظالم ہے یقین
کوئی بھی دب جاتی ہے بار تغافل کے تلے

سرخرو اور آبرو ہو کیونکہ یہ چشمہ نمین اب
اشک کی ہمراہ ہم خون جگر رویا کیے

اپنی رونیکا یہہ عالم تھا تمہارے ہجر مین
اپنی بیگانے سب اپنی حالپر رویا کیے

ہوگیا مشکل مری مژگان سے مژگان کا ملاپ
حایل اک دریا ہوا ہم اسقدر رویا کیے

سرخ رو بے آبروئی مین بھی ہم صنعت رہے
خشک جب آنسو ہوئے لخت جگر رویا کیے

تہ نشان کا نقرہ نخل سمن آہن مین ہے
یا کہ جوشن پہنکر وہ سیمتن آہن مین ہے

ابر مین شمشیر قاتل کے یہہ ایسے آبدار
کیا طغیانی سے دریا موج زن آہن مین ہے

دیکھہ مقناطیس کو دوڑی ہے کیا بے اختیار
ہے یہی عاشقکو لازم جو جلن آہن مین ہے

آبیاشی سے کھلا کرتے ہین گلہائے چمن
اور گل ریزی یہہ وقت سوختن آہنمین ہے

سیم و زر سے بھی زیادہ قدر اسکی چاہیے
یعنی سب اجزای کار اہل فن آہن مین ہے

شمع کا کل جو رہے گلگیر کے کہاتا تہا ہاے
وہان تو مین جلتا رہا اب یان وطن آہنمین ہے

ہین تری مجنون کے شاگرد مجنو نسے بہت
گو نہین زنجیر کیا دیوانہ پن آہن مین ہے

فیل کی تصویر کا اپنے منگا کر وہ کٹار
یون لگے کہنے کہ دیکھو کجلی بن آہنمین ہے

شمع پروانہ کے سننے مین ہے اوسکا لال تن
شام سے تا صبح جلتے ہی سخن آہن مین ہے

سنکے اوس مطرب بچہ کی منہ سے تمنع چنگ کو
سب یہہ کہتے تہے اور اتا کیا بر ان آہنمین ہے

لحن داؤدی ہے دم مین موم کر دیتا ہے وہ
نہ موثر ہمدمون اوسکا سخن آہنمین ہے

خود سر پر باندہ کر جادر آئینہ نکلا ہے وہ
آج اوس خونخوار کے اور ہی پہین آہنمین ہے

اور سواری کا جو اوسکے اسپ مانند برق
ہے دہن مین اوسکے آہن اور دہن آہنمین ہے

گات ابھری اونکو جو آیینہ مین آئی نظر
بولے حیرت سے کہ کیا یہہ تار و ن آہنمین ہے

آہنی ہین پھول ایدہر زنجیر کی کڑیان ادہر
ہے سر پا قید جلد کر گدن آہن مین ہے

اپنی آہ آتشین ہے شکل گلہ نیر انار
یا دل اسدل کو بھی ہے وہ جو کہ فن آہنمین ہے

گری ہنسکر جو وہ قاتل اشارہ تیغ ابرو کا
تو خود کٹ جاتی ہے بے ابرو شمشیر بجلی کی

تری اس سونسی جوڑی مین زنجیر طلا کا فر
چمک جاتی ہے گویا ابر مین تحریر بجلی کی

وہ روٹھا وصل کی شب اب کسی صورت نہین ملتا
مگر سوجھی ہے مجکو اک نئی تدبیر بجلی کی

اگر چمکے تو شاید خون کہا مجھسے لپٹ جاوے
خدا کیواسطے آنین کیون تاخیر بجلی کی

مری تصویر کے لب پر مصور واسطے رکھے
بجائی آہ سوزان کہینچنا تحریر بجلی کی

بھبوکا تن وہ پوشاک زری اور کلغی بجلی
سراپا ہے پری نام خدا تصویر بجلی کی

اسی سے روشنی اور بیقراری اوسکو حاصل ہی
دل بیتاب صنعت ہے مگر جاگیر بجلی کی

انتظار مین نہ کیون شب ہی اوس بن بیت جائے
جب کہی روز تیم اور بھی وہ دن بڑھ جائے

اسی باعث نہ زمانہ مرا ہو جاوی رقیب
یارب اوس بت کا نہ اخلاق محاسن بڑھ جاوی

ایسے بدخو کو پریزاد نکہیے مردم
اور اوسمین نہ کہین خاصیت جن بڑھ جائے

یون زمانہ مین ہر اک چیز ہی گھٹتی بڑھتی
پر شب وصل ہماری نہین ممکن بڑھ جائے

میری اور اوسکے جو رنجش ہو تو پھر کیہی کی
لاکھ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن بڑھ جاوی

سایہ نخل سے سبزہ نہین ہوتا سرسبز
وہی ہے تکیہ جو ہمسایہ کا ساکن بڑھ جائے

لوگ مانگین گے امان شور قیامت ہوگا
صنعت اوس فتنہ دوران کا ذرا سن بڑھ جاوی

وصل کی شب مین بھی ہم یا یکدگر رویا کیے
مین جدائی سے وہ میری حال پر رویا کیے

اوس لب و دندان کی غم مین طرفہ تری ماجرا
اشک و لخت دل سے ہم لعل و گہر رویا کیے

خوش تھے وہ غیرون سے ہم غمگین ہو دیکھکر
وہ ادہر ہنستے رہے اور ہم ادہر رویا کیے

اوس نے زانو غیر کا اپنے رکھا جب زیر سر
اپنے زانو پر ہم اپنا رکھکے سر رویا کیے

اوس نے آنسو غیر کے پونچھے جب اپنے ہاتھ سے
صنعتین یہ ماجرا ہم دیکھکر رویا کیے

اگر کسی زلف مین ہر گز نہ دل گرا و بھی

حلقہ مو جمین جیسے ہو گذار ماہی
یون نمودار ہے بالی مین بہار ماہی

تری خاطر مہ نو صورت خار ماہی
برج مین حوت کے ہی بہر شکار ماہی

یہہ نزاکت ہے کہ مچھلی کو زمین پر پٹکا
نہ اوٹھا بالی مین اوس ماہ کے بار ماہی

مردمون چشم مین اپنے یہہ نہین لخت جگر
عین یونس ہے دوبارہ بکنار ماہی

زیست پانی ہے موئی پر بھی طلب پانی کی
کسطرح پانی کو بھیر کہیئے نہ یار ماہی

ماہی و ماہ مین تو ارض و سما کا ہی فرق
ماہ ممکن ہے کہ ہو قرب و جوار ماہی

پر مری آنکھو نمین یون عکس ہے اوسکا گویہ
جلوہ گر ماہ ہو جیسے بکنار ماہی

بولے صنعت یہہ عداوت ہے کہ دعوت ہی تری
چبھہ گیا کہا نمین اوس گل کی جو خار ماہی

وی بلبل کو ہن جیسے خدایا بال و پر تو نے

اسیر دام الفت بھی کیا ویسا ہی پر تو نے

بہا آنسو کیا اوسکو خفا یہہ کیا کیا طوفان
ڈبویا آشنائی کا سفینہ بان پر تو نے

طلسم تازہ ہے اس لخت دل او رانتک کی دولت
نکالی چشم اک ہی کان سی لعل گہر تو نے

دکھائی مردمون کو صورت منصور انکو نسے
مژہ کی دار پر چڑہکر مری لخت جگر تو نے

مجھے کہتا ہر دم دیکھ وہ خونخوار صنعت یون
کہ مارا جائیگا دم عشق مین مارا اگر تو نے

نکمرا ون نازنین سی تو ولا تقریز بجلی کی

مبادا اوسکو ہو آسیب تاثیر بجلی کی

مسی ملکر جو تو نے کہل کہلا کر ہنسی دیا ہی
گھٹا دی ابر دی ابر او توقیر بجلی کی

خزان دہو مین وہ گلبدن کیونکہ ہو جو تو
کہ نور ماہ بھی جس پر کرے تاثیر بجلی کی

نہین چوٹی مین موباف زری یہہ اوس سحر نے
کیا ہے سحر جو ہمچین تسخیر بجلی کی

ہنسی گو یلدا کی اکثر سخن دان برق کہتی ہین
ذری دیکھو تو کیا چمکی ہے یہہ تقدیر بجلی کی

ہوکے بیہوش فراموش کیا اپنے تئین
کیفیت یاد جو آئی مجھے میخانے کی

گو کہ بد عشق کو کہتے ہین بظاہر ناصح
پر حقیقت مین اوسے مین تو ہون سمجھا نیکی

دیکھہ روتا مجھے کل ہنسکے وہ بولا کہ اجی
عشق مین ایسی نہ ٹھہری ابھی گھبرانے کی

بہر حق وہی کوئی اب تنہا بتلا صنعت
اوسکی جھنجھلاہٹ کی بھلا دمری غم کھانیکی

لب اور مسی دہان دندان ترا یہ گمان جو ہے
وہ ہی یاقوت یہہ نیلم صدف ہی وہ یہ گوہر ہے

وہ زلفین اور عرق اور جو دا اور شیرین سخن اسکے
وہ ناگن زہر ہے یہہ لو وہ بازیگر یہہ ممسر ہے

رخ پر نور پر اوسکے غبار خط کا یہہ عالم
وہ مہ ابر تنک اور وہ آئینہ یہہ جوہر ہے

مسی لب پر وہ دندان اور عارض کا عمل تشبیہ
نقشہ ہی وہ نسرین ہے، وہ گل وہ سنبل تر ہے

تن عاشق جلا سینہ اور اوسمین گرم ہی نالہ
وہ بھٹی ہے یہہ خاکستر وہی اوسمین یہہ اخگر ہے

ادا ناز و کرشمہ غمزہ ہین یہہ حسن کے نوکر
سپاہی ہے وہ عہدہ دار یہہ نایب وہ افسر ہے

مسلسل اشک اور نالہ اور آہ گرم عاشق کے
وہ باران اور ہے یہہ رعد وہ بجلی ہے یہہ تر ہے

مخاطب رخ وہ ابرو خال بینی اوسکی اے صنعت
وہ خطبہ ہے یہہ ہی محراب وہ حافظ یہہ ممبر ہے

کوچہ یار مین ہے سے عبث اغیار اوبجھے
راہ مسدود کو بھی ہوتی ہی کو خار اوبجھے

جنگجو اوسکے اگر شانہ صفائی نکرے
زلف سودا بھی تری بار سی سو بار اوبجھے

تہ و بالا ہوے سر بار کے عاشق یکسر
زلف کے بیچ مین بالی جو تری یار اوبجھے

آہ کے تار مین اوبجھا ہی دل زار و نحیف
اسطرح جانے مین مگر مٹی بھی نہ نہار اوبجھے

اے جنون دہجیان ایسی تو صفائی ہی اوڑا
کہ گریبان مین نہ نہار مین تار اوبجھے

محتسب بندون کے ہاتھون کہین میخانہ مین
نہ بگڑی مین یہہ کہین آپکی دستار اوبجھے

حیرت اسمین ہے یہہ خوب سمجھ لو صنعت

نے حسن نے شباب نے رسوا کیا مجھے
لوگون کے اضطراب نے رسوا کیا مجھے

مری طرف کو کر کے اشارہ کہی تھا وہ
اس خانمان خراب نے رسوا کیا مجھے

یوسف کی چاہ مین جو زلیخا تھی باولی
کہتی تھی میری خواب نے رسوا کیا مجھے

کہتا تھا زار زار سے اپنے کہ سچ یہہ ہے
میری ہی اجتناب نے رسوا کیا مجھے

مین نے تو عشق اوسکا چھپایا تھا آجتک
اب دیدۂ پر آب نے رسوا کیا مجھے

تھا مین مدام زلف کا قیدی چھپا ہوا
ہر خم کے پیچ و تاب نے رسوا کیا مجھے

صنعت سے اوس کے چین بجبین ہوکے یہہ کہا
مخلوق مین جناب نے رسوا کیا مجھے

ملے ہی خاک منہ پر عاشق اب حیران شیدا کے
کہ وہ آئینہ رو دم مارتے ہوتا مکدر ہے

وہ ہر دم آئینہ کو ہاتھ مین رکھتا ہی حیران ہو
سکندر کا اے یار کیا نسیبا یہ سکندر ہے

کسیکے غم مین وہ گلرو جو رویا تو یہہ علم تھا
کہ چھٹتی جسطرح سے تختۂ نرگس مین عنبر ہے

مری آنکھون سے ہمچشمی کرے یہہ چشمۂ طوفان
کہ ادنی تو ر جسکا قلزم اور نالہ سمندر ہے

کبھی سینۂ پر داغ کے بھی سیر فرماؤ
کہ ہین جسمین گل تن پر ولی گلزار اندر ہے

نہین قیدی کیا ہی سرو آزاد قمری کو
لگا ڈی خاک تن پر ڈال سیلی دو قلندر ہے

نہین مین حور و غلمان کا طالب اے واعظ
مجھے فردوس اور جنت سے بہتر یار کا در ہے

نہ ہو بچا شیخ کعبہ رہگیا سورت کی بندر مین
جبھی ریش اوسکی ہی لنگور کیسی شکل بندر ہی

علیا بابا کہتے ہین جسکو یہہ وہی در ہے
پڑا رہ اوسپہ اے صنعت کہ تو بداع حیدر ہے

ہے پری ا تو یہہ حالت تیری دیوانگی
کہ خبر اوسکو ہے اپنی کی نہ بیگانے کی

تمکو کیا فکر ہے ناصح مری سمجھانیکی
واسطے اپنے مین کرتا ہون بدی یانیکی

سیر دیکھے کوی اسدم مری گھر آنیکی
جبکہ ہمسایہ مین ہو اونکی خبر آنیکی

ابر کا خواہان شکم چوڑا ہی اور گردن دراز
خاصیت اور شکل ہی طاؤس مین شیشہ کی ہی

کیا دکھاتا ہے سماں دور سے ساقی مجھے
آرزو بنی دل مانوس مین شیشہ کے ہے

زر کی جانب کو نظر کرتے نہین اہل فنا
اشرفی بھی دیدۂ مایوس مین شیشہ کی ہی

انتظار اوسکی مین صنعت کل نہین اک پل مدام
ریگ جیسے ساعت معکوس مین شیشہ کی ہے

اب ہی خیال اسکو مین یا کہ تو نہووے
لیکن یہہ آرزو ہے کچھہ آرزو نہووے

ہے طفل اشک ابتر دور ہے تو ابر نیسان
مچھتم ہو کے اٹھے لی آبرو نہووے

دو چار دور سے تو ساقی نے ہم کو لیکن
کیا خاک کیفیت ہے جب تک سبو نہووے

وہ مجھکو برگ پان دی محفل مین اپنی جسکے
کیونکر دل رقیبان کھل کر لہو نہووے

صنعت مین گرچہ صانع موجود ہی ولیکن
ملتا نہین ہے جب تک کچھہ حسب و جو نہووے

مری اشکون سے حال مردمان خلق ابتر ہے
کوئی چشمہ ہے یا طوفان ہی یا دیدۂ تر ہے

جیئے ہی عاشق مردہ نگاہ یار سے یارو
کرامت ہی فسون اعجاز ہی دم ہی کہ منتر ہے

مژہ کو اوس پہ پھیرے کیہ نہ ناوک تو کیا کیجے
سنان ہی تیر ہی برچھی ہی خنجر ہی کہ نشتر ہے

کہے کون اوسے جاکر سکیسو نکا حال یاران
نہ قاصد نے صبا ہی اور نہ ہدہد نے کبوتر ہے

ترے کفش ستارہ دار کی دیدار کی شائق
مہ و خورشید زہرہ مشتری ہر یک انور ہے

مری یان عقل حیران ہی او وہان شبیہ کس دن
بری غلمان فرشتہ حور انسان سب برابر ہے

لکھا قسمت کا قاصد نے خفا ہو کر دیا یہہ بولے
یہہ نامہ ہی کہ ہے طومار کوئی یا کہ دفتر ہے

ترا بیمار غم لوڈے اب خار مغیلان پر
نہ کوئی پاس ہمدم ہی نہ تکیہ ہی نہ بستر ہے

غزل کی در بھی صنعت کر قید دال ہووے مین
اگر کہتے تو اولی ہے مناسب بلکہ بہتر ہے

۴۰

اب پریشانی سی جھوٹین کیجی صنعت کوئی
یہہ دل بیتاب اب تو بیچین لایا مجھے

یہہ کیسی ہے تری فہمید دلربا اولٹی
وفا کے بدلے مین کرتا ہی تو جفا اولٹی

ہر اک کو سیدہی سناتا ہی وہ بت کج فہم
اگر کسی نے بھی بات اوسکی اک ذرا اولٹی

اثر قبول کا مجھسے ہی اندنون برعکس
پڑی ہے مانگنی ہمدم مجھے دعا اولٹی

خوش آتی ہین جو مجھے اوسکی جبر کیا ہر دم
تو سیدہی بات کو کہتا ہون بر بلا اولٹی

قیامت آئی مردے عدم سی جو اوس شوخ نے ذرا اولٹی
نقاب منہ سی

ہزار بات بناؤن وہ تب بگڑتا ہے
کرے کسیکی نہ تقدیر کو خدا اولٹی

یہہ جوئی تو نے سنواری نہین ہے مشاطہ
پڑی ہی پیچھے یہہ عشاق کی بلا اولٹی

برا کسیکو نہ کہو ورنہ تو سنے گا برا
کنوین سے آتی ہے بہر کر وہی صدا اولٹی

اوٹھا کی آنکھہ نہ دیکھا اوسی یہہ محو ہوا
شب وصال مین صنعت نی کی حیا اولٹی

بدتا یہہ مجھسے وہ بت بی پیر شرط ہے
یعنی کہ عشق پاک مین تاثیر شرط ہے

ہان کسطرح سے لاتا ہی یان اوسکو کیونکہ
تجھکو خبر یہہ نالہ شبگیر شرط ہے

آتا ہے وہ تو سامنہ تصور کے دوستو
پر ظاہرا التفاتی کو تقصیر شرط ہے

دیوانہ تیرے عشق کا جو ہو وہی ہے یہہ
دلفونکی اوسکے پاؤن مین زنجیر شرط ہے

صنعت ہزار دلمین بھری ہین تری ولی
ظاہر ہر اوسکے ملنے کی تدبیر شرط ہے

اب طبیعت کس لیے افسوس غمگین شیشہ کی ہے
دخت رز اتو کنار و بوسہ مین شیشہ کی ہے

ہیک ہی گر دشمین اس سب اوسکی ہاتی کہلاتی
چشم کو راب صورت معکوس مین شیشہ کی ہے

دیکھکر ساق اوسکے دامن مین بگیون جمع ہون
شمع سان روشن گویا فانوس مین شیشہ کی ہے

جبین شیخ یہ صنعت گئی جو سن میں

ایسا کبھی جسن نے کہ اوٹھائی نہین ہوتی
زنہار اوسے تاب جدائی نہین ہوتی

عشاق کا ناصح وہی ہوتا ہے عزیزو
جسکی کہ طبیعت کہین آئی نہین ہوتی

ظالم ہے وہ بدخو بھی ہے آزردہ ہی ناحق
اور کون سے دن ہمسے لڑائی نہین ہوتی

تے زور سے نے زر سے نہ منت سے عمل سے
وصل اوسکے کی کچھہ عقدہ کشائی نہین ہوتی

کیا کیجے صنعت مجھہ بیدل نہین آتی
رہتا ہے مکدر وہ صفائی نہین ہوتی

عشق کے امراض ہین لاینحل افلاطون کیا چلے
زلف نے جسکو ڈسا ہو اوسپہ افسون کیا چلے

ملک مسیحا اور جہا کر یان بھی ہی فتنہ گر
یہہ تو فرماؤ کہین کر نیکو شبخون کیا چلے

دل کے ٹکڑے ہو گئے اب کسکو دکھلاؤن بھلا
ہمدمون تیغ نگہہ کے زخم سے خون کیا چلے

زندگانی مین رہی آنکھون مین لوگی سبک
بار گردن کے سوا اب لیکے قارون کیا چلے

ایک قدم بھی ہمرہ شطرنج کے مانند اب
لے اوٹھائی عمر کی یہہ تیرا مخزون کیا چلے

تو سن افلاک پر یہہ تازیانہ ہی نیا
بے دھوان ہی آہ کی یہہ کہ گردون کیا چلے

شعلہ زن ہی آہ سوزان اپنی صنعت اسقدر
جسکے آگے موسم گرما کی بھی لون کیا چلے

سایہ سطوبی و نی ظل ہما بھایا مجھے
اوس پہ یکا ہمدمون ایسا ہوا سایا مجھے

مین نے حال اپنا جو منہ اوس نے دکھلایا مجھے
اوسکو بھی حیرت ہوئی اور عشق ہی آیا مجھے

اوس دہن کے دہیا نین یہانتک ہی اختلاف
جو اجل نے آکے بستر پر نہین پایا مجھے

واہ واہ ای حضرت عشق آپکی قربان مین
ظلم یہہ سر کار مین اور اب نظر آیا مجھے

جان و دل عاشق ہوئی ہین اوسکے کافر ادا
چشم نے دیکھا ہی اوسکو رنج دکھلایا مجھے

باد سے وہ زلف سودائی اوجھتی ہی مدام
وہ پیچ سر پر ہی اور اوس نے اوجھایا مجھے

اوس نے دیکھا ہی تجھے بلبل ہزاراں اسلئے
چاک رہتے ہین گلونکے بھی گریباں اسلئے

مثل خمخانہ بنے ہے چشم گریاں اسلئے
شدت گرمی ہے یاں آجاے جاناں اسلئے

زلف و رخ سے کفر و دین کا سلسلہ ہے جو ملے
غسل ہین اوس پہ رات دن کرو مسلماں اسلئے

اوس لب شیرین کے آگے پانی پانی ہو گیا
اب اندھیر مین چھپا ہی آب حیواں اسلئے

جمع خاطر زلف کی سودی ہی جو دیکھی نہین
دیکھتا ہون رات کو خواب پریشاں اسلئے

ناصح مشفق کو تکلیف رفو ہووی کبھی
نام کو جھولا نہ دامان و گریباں اسلئے

عیب کچھہ مجھمین نہین زنہار جوہر کی سوا
ناصحا مین ہون نشان تیغ عریاں اسلئے

شاید آجاوی عیادت کو مرا شکل مسیح
درد کا اپنے نہین کرتا مین درماں اسلئے

ہے ایک آہو چشم کا اسکو تصور رات دن
اس دل وحشی کو بہاتا ہی بیاباں اسلئے

جان عالم دلربا دلدار کہتے ہین انہین
یہہ پریرو جان اور دل کی ہین خواہاں اسلئے

آئینہ سے ہر گھڑی مشغول رہتا ہی وہ شوخ
عاشق بیتاب ای صنعت ہی حیراں اسلئے

خراب کرنہ تو عشق کی گلیدن مٹی
کبھی تو ہوگی تیرا بھی گلبدن مٹی

جسے تھی صورت اخلاص تجھسے جیتے جی
رکھہ اوسکی قبر مین تل پڑھکے کفن مٹی

جو خاک پڑنے نہ دیتی تھی اپنے دامن پر
پڑی ہے گور پہ اونکے ہزار من مٹی

ہزار شکر کہ مرمر کے ہم وہان پہونچے
جہان سے لی تھی مری سہر ساختن مٹی

نکیونکہ کرتی ہوئی چین چین آوی یدہاوت
کہا جہانکی تہان جہانکر رتن مٹی

وصیت اپنی ہے جاوی جواب نامہ مرنی
لکھہ اپنا نام تو لیکر سر کفن مٹی

ملا نہ سونا ترے بن سوی گور مین ہم
نصیب بد ہون تو سونا بھی جلیکر بن مٹی

عزیز و خاک کو کیونکر کہین نہ مردم خوار
نہین ہے گور یہہ پھیلاوی ہی دہن مٹی

گویا کہ مشقہ ہے وہ سجدہ کریائی سے

کچھ نہین موقوف ہی پیغام و خط پہ دوستی
سنتے ہین جہونکی مشفق ہر نمط پر دوستی

دلین اپنے منصفی کر لیجے تو ختم ہے
دشمنی تو آپ پر مجھہ خود غلط پر دوستی

کام جتنے ہین جہان کی دوستو آسمان ہین
سخت مشکل ایک سب سے ہی فقط پر دوستی

نرنہار اہل معانی کو نہین صورت سے کام
کرتے ہین نادان اکثر خان خط پر دوستی

ہوشیاری دیکھہ لے اپنی صنعت سے جو
آپ نے موقوف کی اک میکی خاطر دوستی

اوسکے کوچہ مین چشم تر کوئی
ہے کھڑا اور ہی بے خبر کوئی

کوئی تڑپے ہی کوئی ہے بے جان
کوئی نالان ہے نوحہ گر کوئی

نزع مین کوئی کوئی اوسکے ہے
جیسے اپنے گیا گذر کوئی

کوئی سکتے مین ہے کوئی حیران
مر گیا اوسکو دیکھہ کر کوئی

اپنی حالت مین تھے سبھی سرشار
ہوش مین ہو یگا مگر کوئی

ایلچی کو کہین زوال نہین
یہہ مثل جانتا ہے ہر کوئی

پہلے اوسکی زبان کٹتی ہے
وہان اگر جاے نامہ بر کوئی

کوئی زر لے گیا تھا کوئی مال
کوئی الماس اور گہر کوئی

عجز اپنا کوئی دکھاتا ہے
اور وہان اپنی کرو فر کوئی

اوسکے آگے ہر اک صورت سی
اپنے دکھلاتی تھا ہنر کوئی

کوئی جادو گر یکلوئی ٹونا
اوسپہ کرتا نہ تھا اثر کوئی

الغرض حشر تھا وہان برپا
قصہ کرتا ہے مختصر کوئی

اپنی صنعت ہر ایک کرتا تھا
پر یہہ ممکن کہ ہو خبر کوئی

لخت دل طیر ای ہم ز چشم گریان اسلمی
طرفہ تر ہے سیر شاید ای جانان اسلمی

عرش پر کرسی نشین اپنا ہوا رتبہ جو ہم
کہا کے ٹھوکر اوسکی سنگ آستانسے گر پڑے

خوف ہے مجھکو یہہ قاتل دہاتیر ہی تیغکی
قتل کر نمین نمیر ہی استخوانسے گر پڑے

رہ کی ہمسایہ مین اوسکی مانگتا ہون یہہ دعا
ایخدا دیوار اب یہہ درمیانسے گر پڑے

عشق مین وہ حورو ش سمجھی ہی آپ بھی قصور
گر فرشتہ خان اوڑی تو آسمانسے گر پڑے

نازکی ہی اوسکی مجھکو فوج کا دم ہی یہہ ڈر
اب کہین خنجر نہ دست دستانسے گر پڑی

رہنسکے محفل عشق ہوئی حسب دم بہانی ضعف کی
اوسکی قدمون پر جو صنعت اوٹھکی وہانسے گر پڑے

نہین جو عالم کا تیر ہی شہر افلاک کی اوپر زمین کے نیچے
تو پھر یہہ خورشید کیون ہی پھیر تا فلک کی اوپر زمین کے نیچے

اودہر پھیر ہی ہلال مضطر اودہر ہی بہو خیال انجم
یہہ تیری ابرو کا ہی اشار افلک کی اوپر زمین کے نیچے

جلای تو نے ہزارون مرد ہی جو ٹھوکر دنسے تو چہرہ
یہہ شمس تیز اور صیبی فلک کی اوپر زمین کے نیچے

یہہ ماہی بالی مین تو نے ڈالی ہی جیسی ایماہ دیلینی کی
ہی ماہ وماہی کو بھی تمنا فلک کی اوپر زمین کے نیچے

یہہ اور پانی نہین ہی صنعت جو غور کیجے تو فی الحقیقت
ہماری ہی ینکا ہی یہہ دریا فلک کی اوپر زمین کے نیچے

گو غم فرقت سی تن پر گل کہلاتا ہی کوئی
تو بھی جامہ مین نہین پھولا سماتا ہی کوئی

ہم سے بلوانیکا تو کیا ذکر ہی محفل مین اب
وہ جو روٹھا تو نہین آنکھین ملاتا ہی کوئی

اسکو جب تک زر گری کہتی ہین سونیکے لیے
ہم سے جواب سیمبر آنکھین لڑاتا ہی کوئی

بھول کر بھی جو کبھی ہمکو نہین کرتا ہی یاد
یاد ایسی کی دلا ہر دم دلاتا ہی کوئی

اشک مژگان پہ چھڑک کے تیری خاطر شعلہ
دیکھلو آنکھون مین خسخانہ بناتا ہی کوئی

تو نہ آویگا تو اسمین لخت دل آجانیکی
آگ خسخانہ مین بھی ظالم جلاتا ہی کوئی

یاد کچھ صنعت بھی ہی کچھ نام سے صنعت ہمیں
اس لیے ہر شعر مین صنعت دکھلاتا ہی کوئی

مردون اسلیے ہی آبدہی آبحیات
چشم عاشق ہے مگر چشمۂ حیوان کی تلے

ذوق سے انکو نہ کر لیجے اب ہی میخوار
تیرے خاطر ہین کباب اسنان ہی بانکی تلے

شمع کافوری ہی فانوس مین روشن ذرات
یا تری ساق جھلکتی ہی یہ دامان کی تلے

جسطرح زیر درخت آکے مسافر دم لے
لخت دل ٹھیری ہین یون سایۂ مژگان کی تلے

مر گئے اپنا گلا کاٹ کے لاکھون عاشق
دیکھہ جلبونکے چمک اوسکی گریبان کی تلے

لب نازک سے ہی یون اوس درد مندانکی نمود
ڈانک چمکے ہی گویا لعل بدخشان کی تلے

شعلہ یہ شعلہ نکلتا ہی مری آہ کے ساتھہ
کان گوگرد ہی کیا اس دل سوزان کی تلے

زیبہ دیوار بڑا ہوتا ہے اوسکی صنعت
اسلیے تاکہ وہ اکھڑ کی سے کبھی جہان کی تلے

دوستی اپنی جو تجھسے عشوہ گر پیدا ہوئی
غم ہوا غیر ونکو سنا دی اپنے گھر پیدا ہوئی

عین یہہ طوفان ہوا رو کر اوسے برہم کیا
طرفہ تر تاثیر تیری چشم تر پیدا ہوئی

یہ کرامت شمعکی روشن ہی جو گلگیر نے
بارہا گردن اودھر کاٹی اودھر پیدا ہوئی

شام کو تو چھپگیا سنکر پیام وصل یار
مر گیا مین وصل کی شب جب سحر پیدا ہوئی

رات دن لعل و گہر از خود نکلتے اس سے ہیز
کیھہ نہی یہ کان اپنی چشم تر پیدا ہوئی

دل نے چاہا آنکھہ نے دیکھا اوسے مل رہتے
مفت مین بیمار درد و درد جگر پیدا ہوئی

غم مین اوس سرو ان کے شاخ نخل عشق بھی
مثل شاخ سرو گویا بے ثمر پیدا ہوئی

اب خدا یوشیدہ مجھکو خاک کے نیچے کرے
غیر سے ملت تری ای فتنہ گر پیدا ہوئی

کس کے دندان کا تصور دیدۂ گریان کو ہی
ہر مژہ سے اسکی جو سلک گہر پیدا ہوئی

دوسرا تجسا نہ دیکھا نے سنا ہی آج تک
جو ازل سے صورت جن و بشر پیدا ہوئی

رات وعدہ پہ نہ آئی کر کے وہ قول و قرار
بیقراری دیدہ صنعت بیثمر پیدا ہوئی

لخت دل یون اپنے چشم خونفشان سے گر پڑے
گل کے ہی جسطرح باد خزان سے گر پڑے

منظور ہو صلا گر اب تجھکو شاعران ہی

کھویا ہمین بھی دل نے ملس کی اب بتا نسے
غیرت سی آبرو سے اور سر سی مال جان سے

باللہ بالتصنع کہتا ہون وہ پری ہی
حور و پری ملک سی غلمان سی انس و جان سے

حسن و سی دل دیا ہی واقف نہین ہمین تو
صبر و سکون سی دل سے تاب و خرد و توان سے

دیکھا جو غور سے تو بہتر ہے اوسکا کوچہ
فردوس سے ارم سے جنت سی اور جنان سے

ہر عضو سے اب اپنی اک شعلہ مشتعل ہے
پٹھے سے رگ سی پی سے اور گوشت استخوان سے

نکلے ہی اب تو ہر دم صنعت کی آہ ہمدم
منہ سی بھی اور جگر سے لب سے دہن زبان سے

ہمنشین کچھہ کو بتا ہجر کی تدبیر مجھے
گر نہین یار تو دے یار کی تصویر مجھے

جو مجھے دیکھے ہی منہ دیکھکے رو دیتا ہی
یہہ عجب دی ہے تری عشق نے تاثیر مجھے

واہ اے عشق عدالت کہ تری قربانمین
دیکے دینے پہ کیا صاحب تقصیر مجھے

میری آہون کی دھوئین سی ہی مکدر چاندنی
ابر مین بی نور ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

خوب او بدر وپ ہو جاتی ہین اوس مہ کی حضور
کرتی ہے تارونکو نے رونق معتبر چاندنی

آگے اوس خورشید رو کی تابکی اے ہمنشین
ہے سیہ فرش محرم سی بھی بدتر چاندنی

گھر مری وہ ماہرو آیا شب دیجور مین
طرفہ ہے باہر اندھیرا گھر کے اندر چاندنی

باہر و بسمل ترا مشتاق جلوہ کا بھی ہے
گو کہ زخمی کو مضر ہوتی ہے اکثر چاندنی

جلوہ فرما جس جگہ ہوتا ہی میرا رشک ماہ
وہان شب دیجور مین رہتی ہی شب بھر چاندنی

چاندنی کی دیکھنے کا گر ہے سبب سارا ہی
پر بغیر از ماہرو دیکھو نہین کیونکر چاندنی

اگئی منہ پر سفیدی دل رہا صنعت سیاہ
چاہیے اندر بھی ہی جیسے کہ باہر چاندنی

چہرہ یار نہین موی پریشان کی تلے
گل نمایان ہے گویا سنبل ریحان کی تلے

طرفہ ہے سیب کا لاتی ہی ثمر شاخ حنا
رکھہ کے اونگلی یہہ کہا اوسنی زنخدان کی تلے

کیا قہر ہے یہان اپنی ہلاکت ہی مین اوسکے
اور غیر اوسے پاس سے ہلنے نہین دیتے

کوچہ سے مری بہوں کے گذرے جو کبھی تو
آہستہ محافہ کو وہ چلنے نہین دیتے

یہہ بغض ہی مجھسے کہ مرے جانیکے بدلے
کاندہا بھی کہارون کو بدلنے نہین دیتے

تو قیر وہ کرتے ہین یہ صحفی تری دلکی
خادم کو بھی بار نسے مسلنے نہین دیتے

خدا کیواسطے دکھلا وہ شکل یار مجھے
عزیز و ہو کسیصورت سے اب قرار مجھے

جہانکی عیش فراموش دل سے ہوتے ہین
جو یاد آتے ہین اگلے وہ تری پیار مجھے

لگی نہ ایک بھی پل آنکہ میری ساری رات
ہوا جو آپکے آنے کا انتظار مجھے

کیا ہی ایکتو اسدل نے بیقرار مجھے
کرے ہی دوسری سو ایسہ چشم زار مجھے

نہ چین ہے مجھے مٹھی نہ لیٹتی چلتے
تمہاری غم نے دیا ہی یہہ اضطرار مجھے

ہزار درد و الم غم مدام آکر یار
ستاتے ہین تیری فرقت مین بار بار مجھے

گلے پہ تیغ لگاتا ہی تو لگا قاتل
ولے نہ غیر سے مل مل کے یار مار مجھے

تمام عمر سے صحفی کو یہہ تمنا ہی
دکھا دو شاہ نجف اپنا تم مزار مجھے

گلگشت سے نہ جی خوش نے سیر بوستان سے
ہی آرزو نہ نکلو مین کوئی گلہ خزان سے

رہنے سے پاس اوسکو اک پاس آپڑا ہی
ورنہ ہی جیمین لڑئے اب اوسکی پاسبان سے

وہ یہہ بھی سنکے غوغا نکلا نہ گھر سے باہر
پہنکا تھا جس لیے سر مین اوسکی آستان سے

سو راخ ہین فلک پہ مت سمجھیو ستارہ
آہین گذر گئی ہین اپنی یہہ آسمان سے

کیا قہر لیون بوسہ اغیار جبر و ہن کے
دشنام بھی نہ دیوے وہ ہمکو اوس دہان سے

جانے ہی کون سوزش محفل مین شمع کی اب
سوز جگر بیان وہ کرتے ہین گو زبان سے

صحفی اسی زمین مین تو اور اک غزل پڑہ

صبر و شکیب و عقل و خرد یا تاب و توان و طاقت ہی
خانۂ تن ہی اپنی ہمدم آج سبھونکی رخصت ہی

جانان تجھپر بن جانکا جانا مجھکو کمال فرحت ہی
ضعف سے چھا سکتے نہین ہی دلکو سخت ندامت ہی

مردمون یہہ ہی نور بصر اور وہ ایک اکبر قطرہ ہی
اشک مسلسل اپنی سی کیا در عدن کونسی قیمت ہی

کہنیکو تو آہی گئے تم ساتھہ لئے اغیارونکو
صدقے اس الطاف و کرم کی اوپر یہہ لطف غنیمت ہی

اولجھی ہی یہہ یاد سی بیاری ہی اتنی سر جرہی تھی
یہہ تو دیا دل جان ہی اپنی زلف نہین اک لٹ ہی

کیا یہہ غضب ہی وصلکی اپنے دلکو تمنا ہی
ہاے کرین کیا جسمین خو کونام ہی مرے ہی نظر ہی

آہ نہین ہی اپنی ہمدم اسکو بتنی کہتے ہین صنعت
عرش پہ کرتی ہے یہہ کلا کیا اسکو کمال یہہ صنعت ہی

جدا ہوا ہی وہ کیا یار دلربا ہم سے
کہ ہم ہین دل سی جدا اور ہی دل جدا ہم سے

بھلا بتاؤ تو کس کس کی وہ کرے خاطر
کہ اوسکی سیکڑون پھرتے ہین مبتلا ہم سے

تمہاری ہجر مین سب نے تو بیوفائی کی
پر ایک غم ہی نے کی ابتلک وفا ہم سے

ملے رقیب سے پنہان خلا ملا با ہم
یہہ تم جلانے کو کہتے ہو برملا ہم سے

گناہ آپکا ہی یا کہ جرم آنکھون کا
وہ اوسکے ظلم کا شکوہ ہی کیا دلا ہم سے

کہین یہہ جن و ملک کیونکہ ہمسری اپنی
کہ اوسکے عشق کی یارو ہی ابتدا ہم سے

مسیح دیکھہ کے کہنے لگے کہ اے صنعت
مریض عشق کی ہوتی نہین دوا ہم سے

آنکھون کو بھی تلوون سی وہ ملنے نہین دیتے
ارمان مرے جی کے نکلنے نہین دیتے

بے چینی ہی بیتابی ہے بیہوشی ہی دلکو
صدمے تری فرقت کے سنبھلنے نہین دیتے

چھپنین نہ پڑین تجھپہ دم قتل یہہ ڈر ہی
لاش اپنی کو ہم آپ او چھلنے نہین دیتے

طوفان کیطرح غرق ہوا ک پلین زمانہ
ہم چشم کے چشمہ کو اوبلنے نہین دیتے

اس طفل سرا شک اپنے کو فرقت مین تمہارے
بدنامی کا ہی پاس مچلنے نہین دیتے

بڑھا کر دوستی تو نے جو دی تقصیر کم کر دی
تو اکثر رنج دے راحت مہر تقدیر کم کر دی

لکھی ہے میری وہان شاید سر قاصد قلم ہونے
اسی ڈر سے اب اوسکو بھیجنی تحریر کم کر دی

رسائی کیونکہ ہو اوس پاس اب تک ہی نہین پہنچے
بہت ہے ضعف نے اس آہ کی تاثیر کم کر دی

مقید زلف کا مجھہ ناتوان کو جانکر اوس نے
کیا احسان کر کر زلف کی زنجیر کم کر دی

بڑا ہے سنگدل اللہ اکبر دیج کرنے مین
جو دیکھا مین نے جھٹ اوس نے وہین تکبیر کم کر دی

ہمین حسرت ہے سو اے خاک در جانان میری
مھوس تب سے ہم نے خواہش اکسیر کم کر دی

کری سنکر مکان کو بھی اسی صورت سے یہہ الفت
بڑھی مدت مین تھی تو نے بلا تاخیر کم کر دی

ان اپنی ابروی مژگانکو کافی جانکر او سنے
بہت رکھی گمان اور باندھی شمشیر کم کر دی

تجھے شاعر بھی اور شیخ زبان سمجھا تھا صنعت
اب گھر جانکر عاشق تیری توقیر کم کر دی

کبھی بوسہ بھی دے تو گالیان ناحق سناتا ہے
میان بیٹھے کے لایچ سے کوئی جھوٹا بھی کھاتا ہے

کرے پرہیز کوئی گلگلو کا گڑ جو کھاتا ہے
اسی صورت سے اتبو ساتھہ سو تا منہ چھپاتا ہے

دیا دل اور لیا بوسہ حسابی دستان در دل
پھر اس مذکور کو پیارے کوئی منہ پر بھی لاتا ہے

مثل مشہور ہے اہل غرض مجنون ہوتا ہے
اسی سے قیس لیلی آج تک مجنون کہاتا ہے

کسی کا گھر جلے تا ہی کوئی یہان یہہ مثل ہے سچ
ہنسین ہین لوگ جو تو شعلہ رو مجھکو جلاتا ہے

خموشی ہے جواب جاہلان حقین تری ناصح
عبث بیفائدہ بک بک تو میرا سر پھراتا ہے

شکر ہے کر کری گھر کی تو اور چور بکا گھر پیٹا
جھڑے تو چھوڑ ہمکو چھپ کے گھر غیر کے جاتا ہے

ہوا عاشق دل و لخت جگر یہہ پیکی آتی ہین ق
تو مجھکو یہہ مقولہ جب کسی کا یاد آتا ہے

پڑے ہی کشتی پہ جھگڑا لوہین شاہ تیرہی جائین
عدالت مین گوا ہی عشق یون جھگڑا چکاتا ہے

کہو بکری کی ماں ناکی کہان تک خیر ہے صنعت
اگر بار گران تو عشق کا سر پھر اوٹھاتا ہے

اور بجھتے باد سے ہی اوسکو ہو گیا سودا
یہہ کاکل آپکی اب سر پہ ہی مذان چڑھی

کیا نہ دلمین اثر اوسکے تو نے آہ کبھی
یہہ کیا ہوا کہ تو بیٹھے سی آسمان چڑھی

مدام تاک مین ہون دخت رز بخیر رونگا
اگرچہ داو پہ اپنے تو آن چڑھی

کسیکے آہ دہوان دہار دلسے نکلی ہے
یہہ آسمان گویا گرد کاروان چڑھی

کرا ہی جاہ ہے دل دیکھکے اوسی صنعت
رکہی ہے تیوری وہ ہر وقت بہر کمان چڑھی

زلف کی پاس یہہ بالی نے نمود اری کی
طوق و زنجیر کی عشاق کے تیاری کی

اوس مسیحا نے عیادت جو مری کی آکر
ہی شفا مرگ خوشی ہے مجہے بیماری کی

گا بدن غم سے تیری ہجر کے مین نے جلکر
ہووی جنکو یہہ خزان تن پہ وہ گل کاری کی

غم کہلایا اسی بندہ کو جو یار غمخوار
کیا سزا تہی یہی صاحب مری غمخواری کے

موشگافی سے تو کچہہ کم نہین یہہ بہی صنعت
جسکو معلوم ہر ایک شعر کی ہو باریکی

تیری ہیٹ کو نسی ہم نے نہین ای نازنین مانی
مگر یان ایک نہین سرکار کی گاہی نہین مانے

تیرا چہرہ جو مین دیکہا یکایک آگی چین جبین
لگا بہزاد چین چین کرنے اور مانی نے چین مانے

ہوا حیران شش در دیکہہ کر چین جبین اوسکے
اگرچہ تہا نہایت ہی مصور اہل چین مانے

جون ہی چاہی کری تحریر شکل اوسکی تو حیرت سے
کہین رنگ اور کہین کاغذ کہین گلگشت اور کہین مانے

کروہ کسطرح کہینچے نظر ہرگز نہین آتی
لگا وی لاکہہ عینک اور رکہی دوربین مانی

کہا ایک یار نے وہ شوخ ابتو آگیا بس مین
ق کہا مین نے یہہ تیری بات تو ای ہمنشین مانے

ولیکن بات اوسنے وہ نمانی واسطے جسکے
ہزارون منتین لاکہون نیازین ہمنے تہین مانے

نہ خال و رخ کہنچا اوسنے مشابہ خال حال اوسکے
کہے تہا آپکو کس منہ صنعت نکتہ چین مانے

تو بھی بتلا دے یار صنعت کو
کیون بھلا تجھپہ پیار آتا ہے

یہہ درد کا ہیکو ہم سر پہ مضمحل لیتے
عوض سنان کے اگر وہ نکال دل لیتے

نہ ڈر رقیب کا تھا اسمین اور نہ سوا ے
جو رات خواب مین تم آکے یار مل لیتے

نہین رہے یاد فراموش کر دیے ایسی
کہے تھے قول وہ کیا ہمسے تم نے دل لیتے

ملا نہ دوستو عنقا صفت مکان اوسکا
وگرنہ ہم بھی مکان اوسکے متصل لیتے

یہہ ہے مثل کہ بڑی بات اور منہ چھوٹا
مین نام عشق کا ہوتا تھا منفعل لیتے

جو ہوتا قیس برادر تو سب دیار جنون
اجارہ عشق سے ہم اور وہ مشتعل لیتے

جو ایکبار بھی ملتا وہ گلبدن ہم سے
بہ رنگ غنچہ تو ہم بھی جہانمین کھل لیتے

نہ مہنستا ہمیہ تو ناصح اگر بروز ازل
کہ جاے عشق سے تیری بھی آب و گل لیتے

تو اپنے دل کو بچا دلبرون کی اے صنعت
بہ روز حسن یہہ پہرے ہین سب کا دل لیتے

دین آپ رقیبونکو جو زنجیر گلے کی
پہر کیون نکرون بیڑی نہین تدبیر گلے کی

لاکھون نے گلا کاٹکے دی جان او سیدم
مانی نے جو کھینچی تیری تصویر گلے کی

گیسے ادھی رہتے ہین شب و روز یکلخت
زلفونکو عجب یاد ہے تسخیر گلے کی

سیراب ہوتا دیکھکے اپنا دل بریان
دکھلا مجھے شکل اے بت بے پیر گلے کی

فرماے گر عشق مین تاثیر نہین ہے
رانجھان کی یہہ کیون ہار ہوئی ہیر گلے کی

ڈر نا نہ تو صنعت کبھی شمشیر عدو سے
کرتے ہین حمایت تیری شبیر گلے کی

مژگون کی ہمسری یہ کہان کر سکے پیکان چرخ سے
غصب ہے تیسہ جو ابرو کی ہو کمان چڑھی

نہین نہین کے سوا اور کچھہ نہین ہے بات
یہہ کیسی ضد تجھے اسوقت تیر بجان چڑھی

یہہ شور روز و ریا یہین ہے جنونکا میرے
پناہ مانگتے ہین شکل ہی یہہ غولونکی

ہمارے اوسکے صفائی جو ہو گئی ہی تو اب
پیامبر بری لگتے ہین طرح دہولونکی

یہہ آرزو ہی کہ سوتا ہی جسپہ وہ گلرو
میری ہو چادر مرقد وہ سیج پھولونکی

دکھائے آپکو ہمنے درخت کی پھل پھل
یقین کیجے نہیہ باتین نہین فضولونکی

کسی نے تیغ کے پھل کا درخت دیکھا ہی
کہین بھی ہوتی ہین کلیان سر کی پھولونکی

زبان پہ لاتے ہین مذکور اونکا اہل سخن
یہہ قدر تیز کی فرہاد نے بسولون کی

کلام اپنی پہ جو واہ واہ کرتے ہین
یہہ واہیات ہی اور وضع ہی فضولونکی

یہہ شعر گوی اونہین کا کمال ہی صنعت
ہی جنکو آمد املاک اور تیولونکی

بچتا ہی نہین زلف کا کالا جسے ڈس جاے
وہ کیا جیے یا سانپ کی یہہ خالا جسے ڈس جاے

کاکل نہین ہی اژدہی کی خاصیت اسمین
کر جاہی اوسے گویا نوالا جسے ڈس جاے

عالم کو تمنا ہی کہ چٹلا تیرا ڈس لے
مختار ہے پر کاٹنے والا جسے ڈس جاہی

ماری ہوی کنڈلی جو ہی بالا تیرا کافر
دکھلاہی اوسنے عالم بالا جسے ڈس جاہی

زہریلی ہی کیا اوس بت کشمیر کی تیرے
پڑ جاہی اوسی موت سی بالا جسے ڈس جاے

اوس چوٹی کو ہاتھ اپنا لگانا تو سنبھل کر
لیوی نہ وہ زنہار سنبھالا جسے ڈس جاے

کہے کوئی کہ یار آتا ہے
دل کو کب اعتبار آتا ہے

روز شب کب قرار آتا ہے
ہان مگر جب کہ یار آتا ہے

اپنے سینہ سے دمبدم ہمدم
نالہ مثل آنار آتا ہے

جسکو پیغامبر کیا مین نے
واہان سے وہ دل فگار آتا ہی

تمنے اتنک کوئی جلایا بھی
ہان مگر تمکو مار آتا ہے

تونے کیا کچھہ میری خطا تاڑی
اب جو کھینچے کٹار آتا ہے

پوچھے احوال وہ تیرا صنعت
اوس سے یہہ بات تو عجب سی ہے

سنکے عزم سفر کو دلبر سے
کوچ کرتا ہے اب یہہ دلبر سے

اوس نے غیرون سے جو لڑائی آنکھہ
اپنی آنکھون سے لخت دل برسے

ہے عجب نخل سرو قامت یار
لاکھون لگتے ہین جسمین دلبر سے

یون تو لاکھون ہین دلبر بالیکن
کہین ملتے ہین اپنے دلبر سے

ابر رحمت تجھے کہون سو بار
جو شب وصل مین بدل برسے

دیکھین طوفان نوح آنکھون سے
ایسا باران اشک دل برسے

برق تو بھی ذرا کڑک کی چمک
اور نہ باران متصل برسے

دور سے شاید مجھے چمٹ جاوی
رہے رکاوٹ ہمارے دل برسے

نہین دل بر مین دل گئے کیا تم
پوچھہ صنعت یہہ چلکی دلبر سے

دیدۂ تر مین نہین ہین یہہ جگر پارہ ہاے
ہین نگاہ گشتی انگریز مین ساری بہے

شعلہ رو تیری شرارت سے بیان کیا کیجے
جا ہی دلبر مین مری رہتے ہین انگاری بہے

زیست کی بہتے ہین دن اے ہمنشین کر کر کے یاد
گات وہ ابھری چڑھی ابرو وہ خمساری بہے

خونسی ہر دم بہا آوی کیون نہ اپنی چشم آہ
غیر کے خاطر جو ساغر مے کی تو یاری بہے

کل وہ فرمانے لگی صنعت سے ہمدم طنز سے
دم محبت کی میری ہان تو نے عیاری بہے

موئی ہی چاہ مین بلبل چمن کے پھولونکی
چمن مین چاہی مجلس ہوا ہوئی پھولونکی

جفا ہوئی ہی یہہ گلروی اپنی ثابت کی
وہ آکے بیٹھی تو پھر شکل ہو چی پھولونکی

یہہ قدر ہے تری وحشی کی دشت مین آکر
تصدق ہوتے ہین حالت ہی یہہ پھولونکی

درد عاشق کی بھی سکے ہے نہ دارو طبیب
شربت وصل ہی یا سیب ذقن ہوتا ہی

یہی کہتے ہین ہوس کہ ہی جوڑا بیداغ
جب مری پہلو مین وہ سیم بدن ہوتا ہی

رات دن آنکھو لسی پانی جو دیا ہی اسکو
پھر نئے سر سے ہرا داغ کہن ہوتا ہی

صنعت آتے ہین کہان پر یہین مضمون نہی
بار کم لاتا ہے جب نخل کہن ہوتا ہے

اور چاہے سو ایجذا کیجے
پر کسی پر نہ مبتلا کیجے

لطف کیجے ویا جفا کیجے
لیک بہر خدا ملا کیجے

جان بھی اوسپہ گر فدا کیجے
تو بھی اپنا نہو وہ کیا کیجے

ہمپہ الطاف کیا جفا کیجے
پر نہ غیرون کو آشنا کیجے

وہ عیادت کو میری آتا ہے
دم آخر ذرا وفا کیجے

جبکہ دشمن وہ اپنا جانی ہو
دوستو کسکا پھر گلا کیجے

مین کہا مجھکو درد فرقت ہے
ق مجھسے بہر خدا ملا کیجے

بھون چڑہا کر یہہ اوس نے فرمایا
آپ اپنی ذرا دوا کیجے

ایکدن مین نے اوسسے عرض یہہ کی
کبھی صنعت کا بھی کہا کیجے

آج دل کو مری طلب سی ہے
بات پر یہہ سو ہی ادب سی ہے

اسکا باعث مجھے نہین معلوم
رنجش یار بے سبب سی ہے

غیر کے ساتھہ جا بجان پھرنا
چال جانان یہہ کچھہ کذب سی ہے

تیرے غصہ کا کیا ٹھکانا ہے
مہربانی تیری غضب سی ہے

تیرے جور و ستم سے ای ظالم
جان بھی اپنی جان بلب سی ہے

کیون نہ چنگا ہو وہان دل بیمار
کوئی جانان مگر مطب سی ہے

نمونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھہرے
فقط غم ہی کہانیکی غم خوار ٹھہرے

کہین کیا لغیبونکی خوبی ہمین کو
طرح دیکے اب تم طرحدار ٹھہرے

یہہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن
ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

یہی چاہیے مرحبا تم ہمارے
مٹا کر نمود اب نمودار ٹھہرے

بدن پہ تو ہم کہا ہین گل یار لاکھون
یہہ تم کس روش رشک گلزار ٹھہرے

پیین خون دل ہم غم اوسکے ہین ہردم
وہ دمباز دم دیکے خونخوار ٹھہرے

سنا جبکہ حاضر ہے صنعت تو بولی
کہ کہدو اوسے زیر دیوار ٹھہرے

تعریف لکھی اوسکی یہہ طاقت ہے قلم کی
موسی سا بشر دیکھہ سکی جسکی نہ جھلکی

عالم پہ نگہہ اپکی رہتی ہے کرم کی
ہان مجھپر ہے سرکار کی عادت ہی ستم کی

آنکھون مین بسی رہتے ہی صورت جو صنم کی
شادی کی نہ شادی ہے نہ کچھہ فکر ہی غم کی

یون چمکی چمکجاتی ہے جون ابر مین خورشید
کل بجلی جو آئی ہے کہان اب وہ جھلکی

غفار ہے وہ آپ بنی تسیہ شفیع ہین
دوزخ ہی کہان یہہ بھی ہی ظاہری کی دھمکی

نے کام ہے دینا سے نہ غصہ ہی کچھہ اپنا
رہتے ہی خوشی ہمکو فقط آپکے دلکی

ہر بندہ کو وہ چاہی ہی سو بھی زیادہ
صنعت ہے تجھی کیا فکر ہی اب ملک عدم کی

جبکہ رخسار پہ وہ زلف شکن ہوتا ہے
سر مو فرق نہین چاند کہن ہوتا ہے

چشم تر کی سبب اور لخت جگر کی دولت
طرفۃ العین مین تیار چمن ہوتا ہے

ناز نینونکی تعشق مین ہی یہہ ضعف کا زور
ہر قدم پہ مجھے معلوم وطن ہوتا ہے

آن و انداز و ادا جور و کرشمہ اور ناز
اوسکی ہر بات مین بے ساختہ پن ہوتا ہے

شاعرونکی ہے خطا دیتے ہین نسبت جو بدام
ہمسر اوس زلف سے کب مشک ختن ہوتا ہے

یہی منصفی ہے سو امیرے ہر گز | نہین آنکی گہر منائی کسی کی

زمین سخت ہی آسمان دور صنعت
گوارا کسے ہی جدائی کسیکی

وصل جانا مین تو موقوف آہ وزاری ہوگئی | جب گیا وہ پھر مجھے بے اختیاری ہوگئی
تو جو وعدہ پر نہ آیا منتظر تیری کی رات | کیا کہون اختر شماری دم شماری ہوگئی
آتی ہے سبزہ کی باغ حسن مین آئی خزان | تجھمین تاثیر خزان باد بہاری ہوگئے
ہو کنار خلق سے پہونچا کنار گور کے | میری حسرتمین برق پہناوسکی کنارہ ہوگئے
غیر کے خاطر ہوا ایکبار وہ خاطر گران | یہہ ہوئی حسرت کہ بجھلو جان بہاری ہوگئی
آہ سی اپنے اوڑا پھرتا ہون مثل برگ کاہ | لاغری یہہ نازنین کی غم سے طاری ہوگئی
غم سے ایک آئینہ رو کی روی جو تم مرد مون | موتیونکو اشک کی اور آبداری ہوگئی
اوسکے در پر کی تہی مین نے خاکساری اختیار | ہای وہ برباد میری خاکساری ہوگئی
آگیا دلبر تو دل کو آگیا صبر و قرار | اور بس جاتے ہی اوسکے بیقراری ہوگئے

کام دل کیونکر بر آوی کیا کرین صنعت بیان
منت وزاری مین آخر رات ساری ہوگئی

اگر تیری آنیکا اقرار ٹھہرے | تو برمین کوئی دم دل نار ٹھہرے
ادہر دیکھے تو یہی منصفی ہے | ہوئے غیر عاشق ہم اغیار ٹھہرے
نمودائی یہی ہی ایسے مین اگر وہ | ہین قتل کرکے بنودار ٹھہرے
شہ عشقکی یہہ عدالت عجب ہے | کہ دیکر دل اوسکو گنہگار ٹھہرے
نہ اوٹھہ سکے بالین سے ایکبار جان تو | کہ اور کوئی دم جان بیمار ٹھہرے

غزل اس سے بہتر سنا اور صنعت
پسند ہمکو اب تیری اشعار ٹھہرے

یہ تماشا ہی جو تو صنعت یہان کسکا بھلا یا ہی

قتل ہاتھو سے تیرے ہی ساری خدائی ہو چکی
حیف تجھپر ظلم و جور و بیوفائی ہو چکی

ہین سبھی چو رنگ محفل ہین ہی بہر خدا
جنبش ابرو نگہ تیغ آزمائی ہو چکی

ایک ہی بوسہ پہ تمتو ہو گئے پیارے خفا
بس ہوا معلوم تمسے دلربائی ہو چکی

مان تو میرا کہا بہر خدا ای رشک ماہ
ڈال لو منہ پر نقاب اب خودنمائی ہو چکی

خط نکلنے پر لکھو خط مین او سیمیں یہہ بات
بھیجیے اسکا جواب ابتو صفائی ہو چکی

اور بھی صنعت بدلکر قافیہ پڑھ ایک غزل
یہہ غزل پوری تمہاری ابتو بھائی ہو چکی

لے لیا دل ابتو اوس نے آشنائی ہو چکی
ہو گیا سودا وہ تجھپر جسکی سائی ہو چکی

قیس و نل فرہاد و رانجھا اپنی اپنی کر گئے
اب ہمارا وقت ہی اور اونکی باری ہو چکی

تم جو کہتے ہو کہ اب اپنی تمہاری ہو چکی
تو یقین ہے زیست بھی شاید ہماری ہو چکی

غم الم اندوہ و رنج آہ و زاری ہو چکی
اوسنے مل کیا کیا ولا تجھپر نثاری ہو چکی

تو بھی چلکر دیکھلے ظالم ترے بیمار کی
اب خموشی کی ہے حالت بیقراری ہو چکی

دلکو بھی قربان کیجے ای تیری قربان مین
جان تو صدقہ تمہاری اب ہماری ہو چکی

وہ نظر آیا نہ گاہی واہی قسمت کیا کرین
ہمکو جسکی جستجو مین عمر ساری ہو چکی

ایکدن بعد از فغان خاموش تہا مین ضعف سے
تو لگے کہنے کہ صنعت آہ و زاری ہو چکی

مجھے یاد ہے میرزائی کسی کے
خوش آتی ہے کب دلربائی کسی کی

نہین تن پہ خط اور دل کے مین ٹکڑے
عجب ہی یہہ تیغ آزمائی کسی کی

خبر اوسکے جانیکی سنتے ہی مجھکو
رہی سدہ نہ اپنی پرائی کسی کی

کف پا کے آگے تیری شکل ہمکو
نہ بھائی کسی کی نہ بھائی کسی کی

گوکہ بد عشق کو کہتے ہین بظاہر ناصح
پر حقیقت مین اوسی مین تو ہون سمجھا نیکی

کیا کہین دلکو کہ عبرت نہین کرتی ہی قبول
ورنہ وہ شکل تہی ناصح تری دکھلا نیکی

شاد رہ غم سے قیامت کی تو صنعت واللہ
پنجتن کو ہے تیری فکر تو بخشوانے کی

روز وحشت ہی ادہر سیر بیابان کے لئے
پاؤن پڑتی ہے ادہر زنجیر زندان کے لئے

سجدہ گاہ عاشقان تو ہی خم ابروی یار
مسجد و بتخانہ ہے گبر و مسلمان کے لئے

سرخ رو اب عاشقون مین دیکھیے ہوتا ہی کون
تیغ ابرو قتل کو بھیرتے ہین وہ بانکے لئے

جال مین پھنستے ہین طائر اور وحشی اکثر اوم
دام یہہ زلفون کا ہی مخصوص انسانکے لئے

نیل رخسارہ پہ اوسکے یہہ کیا مثل کلف
چند بوسے مین نے جب اوس ماہتاب انکے لئے

جور معشوقونکا جو عاشق اٹھاتے ہین تمام
اونپہ کیا احسان ہی اپنے دل جانکے لئے

ہون گرفتار بلا سودا زدہ خانہ بدوش
آگیا ہون میں بچمین ایک زلف بانکے لئے

دلبرونکی ظلم کے ہمدم شکایت ہی عبث
ہے دل عاشق ازل سے یاس و حرمانکے لئے

جان و دل کے لوٹنے صنعت خوب ہی حصہ کیا
دل تو دلبر کے لئے اور جان جانانکے لئے

حیرت ہی کہ یہہ تجھکو ڈپٹ کسنے سکھایا ہے
آئینہ سے ملکر ٹیکو جو مجھسے چھپایا ہے

اب عشق پہ ری تیرا اس زور پہ آیا ہے
کہتا مجھی دیوانہ پر اپنا پہ ایا ہے

دشمن کی بہی دشمن کو کالونسی نہ سنوای
جو دوست مجھی تونے انکو نسی دکھایا ہے

مت پوچھہ جہت عاشق ہونیکی اری ناصح
جانی ہی وہ ہی بہای جسکو کوئی بہایا ہے

بیٹھے ہین تیری در پہ جون نقش کف پا ہم
کونین سے ہمنے تو اب ہاتھہ اوٹھایا ہے

آفت ہی لگا لینا اوسکا تو ولی ہم بہی
کیا لگ چلے ہین اوسی کچھہ منہ جو لگایا ہے

در پہ جو مجھے دیکھا ہو چین بجبین بولے

جب سے دیکھا ہے آپ کا عالم — ہمکو نفرت ہے ایک عالم سے
مردمان آج نوح کا طوفان — ہمنے دیکھا ہے چشم پرنم سے
اوسکے آنیکی جو سناتا ہے — یہہ تو قاصد ہے کچھہ تیرے دم سے
ہمنے دیکھی ہین آپکی آنکھین — ہمکو کیا کام جام اور جم سے
ہر مین شاید جگر تمام ہوا — اشک جو مردمان رہے تھم سے
جس نے زخمی کو دوستو اپنے — آج تک ابتدا اے آدم سے
منہ سے اپنے کبھی نہ پونچھا ہو — نہ جلایا ہو فضل مرہم سے
ایک ہم کیا امید اوس سے رکھین — گئی عاشق ہزار مر سے

ولہ

بہم جو لین ہین ربط دلبر ادہر ہمارے اودہر تمہارے — تو دشمن ہوتے ہین خاک حلکر ادہر ہمارے اودہر تمہارے
مجھے جو لوگون نے کی نصیحت اوراہ پر لینے جو کی تحریک — ہوئی نتاثیر اوسکی دلبر ادہر ہمارے اودہر تمہارے
یہ آہ و نالہ فغان ادہر ہے کہ شیوہ ناز و ادا اودہر — مقابل ہونگی یہہ دونون لشکر ادہر ہمارے اودہر تمہارے
کریگا کوئی نہ اسمین رسوا مکانمین ہے جو آہ تنہا — تو عاشقین واللہ ہے یہہ بہتر ادہر ہمارے اودہر تمہارے
لکھی تھی نامہ شکایتون مین جو ہمنے تمکو زبانی اوسپر — ہوئی تھی ہلکان کیسے نوکر ادہر ہمارے اودہر تمہارے
بسے مجھے جو دیکھا بجد بون تمہارے آئینہ رو نے منہ — رقیب حیران لگا نہ مشت ادہر ہمارے اودہر تمہارے
قسم ہے مجھکو تمہارے سر کی قریب ہو جو ہمارے سر کے — دلونمین ڈالی ہین فرق اکثر ادہر ہمارے اودہر تمہارے

یہین تھی صنعت سے کل وہ مانگی کہ جسمین مطلب ہین دو جہانکی
حصول ہونگی طفیل حیدر ادہر ہمارے اودہر تمہارے

تمکو کیا فکر ہے ناصح مری سمجھانیکے — اپنے مین واسطے کرتا ہون بدی ٹھانیکی
ہے بری ایسو یہہ حالت تیری دیوانیکی — کہ خبر ہے ہی اپنے کی نہ بیگانہ کی
دیکھہ روتا مجھے گل ہنسکے وہ بولا کہ اجی — عشقین ایسی نہ ٹھہری ابھی گھبرانیکی
دوستو بہر خدا کوئی تو تدبیر کرو — یہان اوسی لائینگی یا وہان مجھے لیجانیکی

جب رقیب روسیہ اپنا لگا منہ دیکھنے
چاند کی شکل آگیا گویا گہن مین آئینہ

اپنا عاشق آپ ہو جاوے نہ وہ ڈرتا ہو کیون
ہو کسی صورت نہ اوسکے انجمن مین آئینہ

اتنا روشن دل ہے اور خانہ نشین نازک مزاج
قدر اسپر بھی نہین رکھتا وطن مین آئینہ

چرخ چارم پر لگایا صانع قدرت نے ہے
یہہ نئی صورت کا اس سقف کہن مین آئینہ

وصل کی شب شرم مجھہ خیرہ پہ وہ سی ظلم ہے
رکھتے ہین پہلی ہی دن دولہا دلہن مین آئینہ

ہے نظیر مرد کی آرایش ہے آئینہ کے ساتھہ
اور بہادر تیغ کو سمجھے ہین رکھین آئینہ

عامر انسانی نظر آوے نہ مجھکو اسلئے
دیکھتا ہی مین نہین دیوانہ نہین آئینہ

عاشقون کا خون اوسکی سر نہوتا حشر تک
جو سکندر رکھہ کے لیجاتا کفن مین آئینہ

جلوہ گر خانہ مین وہ شمع کافوری ہے
ہے بدن اوس شعلہ رو کا پیرہن مین آئینہ

اس لطیفہ پر مجھے حیرت ہے یہہ اوشنج نے
کیسے دل میرا دیا اوسکی تہین آئینہ

عیب جو آئینہ ہے صنعت مین ہمتو عیب پوش
اپنے فن مین طاق ہین ہم اپنے فن مین آئینہ

ردیف الباے

انتظار یہین نہ کیون تجھہ میری کا اوسن بڑہجاے
جب رکی روزہ یتیم اور بہی وہ دن بڑہجاے

اسی باعث نہ زمانہ میرا ہو جاے رقیب
یارب اوس بت کمانہ اخلاق مجھسے بڑہجاے

ایسے بدخو کو پریزاد نہ کہیے ہر دم
اور اوسمین نہ کہین خاصیت حسن بڑہجاے

لوگ مانگین امان شور قیامت ہوگا
ضعف اوس فتنہ دو ران کا ذرا سن بڑہجاے

یون زمانہ مین ہر ایک چیز ہے گہٹی بڑہتی
پر شب وصل ہماری نہین ملن بڑہجاے

میری اور اوسکی جو بخشش ہو تو پھر گہٹنے کی
لاکھہ تدبیر ہو تقدیر سے لاکن بڑہجاے

سایہ مین نخل کے سبزہ نہین ہوتا سرسبز
دی ہے تکلیف جو ہمسایہ کا سالن بڑہجاے

ہے رکاوٹ جو آج ہمدم سے
دم رکا ہمسے اور ہم دم سے

آپ جو اسقدر ہین برہم سے
کیا ہوا جرم سیم برہم سے

غم الم کی جو کہ ہی اوسپہ یہہ تنخواہ لگاہ

دوستی کر کے عبث دوست نادان کے ساتھہ
دشمنی ہمنی کری اپنے دل وجان کے ساتھہ

دل کسی کا نہ کسی ساتھہ پھنسے ای یارو
اور خدا سابقہ ڈالے تو پھر انسان کے ساتھہ

دوست نادان سے بھلا ہوتا ہی دشمن دانا
کہ وہ ایذا ہی جو دیتا ہی تو عنوان کے ساتھہ

ہے یہی عرض شب و روز علی جی تم سے
کہ یہہ صفت جو اوٹھی یہاں سی تو لیجانی کے ساتھہ

دل لینے مین کوی کہ نہین دلبر سی زیادہ
اور دینے مین نہار اس احقر سے زیادہ

ہو رلطف و قبول اگا جو دلبر سے زیادہ
تو اشک بہی نہ کیون ابر سے بہی بہ زیادہ

کہنے کو تری سامنے کونگی سی بڑی ہی مین
اور سننی مین ہو جاتی ہین ہم کر سی زیادہ

پہنے سی تری زیب ہی زیور کو وگرنہ
حسن اور دلکا ہو جاتی ہی زیور سی زیادہ

بوسہ مجہی دو تین جو ہون لب سی عنایت
تو سمجہون کہ ہین قند مکرر سی زیادہ

سننا ہے نہین ایک تو احوال وہ اپنا
اور کہہ بہی نہین سکتے ہین ہم ڈر سی زیادہ

وہ قطرۂ نیسان ہے یہہ لخت جگر اپنا
آنسو کو نہ کیون سمجہے گوہر سی زیادہ

فریاد کو محشر مین سنے کیہہ نہین درکار
گل کہانے سی ہاتہہ اپنی ہین محضر سی زیادہ

منہ دیکہہ میرا صاف یہی کہتی ہین صنعت
کچہہ بیٹی ہو تم آج مکدر سی زیادہ

ہی ہے مشاطہ جو دست گلبدن مین آئینہ
صاف آتا ہے نظر اوس صاف تن مین آئینہ

اوس نے دیکہا پان و مسی کی پہبن مین آئینہ
جو گل سوسن کی روکش ہو چمن مین آئینہ

یہہ مصفا ہی رخ جانا کہ آتا ہے نظر
ماہ نخشب کیطرح چاہ ذقن مین آئینہ

سینہ صاف اور گات اوبھری اوسکی اسطور سی ہے
ہے نصب گویا درخت نار و نین آئینہ

روشن اوسپر صاف ہو جاویگا دل کا پیچ و تاب
باندہ کہ ہی بجیوا وہی قاصد سن مین آئینہ

ہم دیوانونکا تو کیا ہی ذکر اوسکی سامنے
دور سے اوڑتی ہے عقل ناصح عاقل کی تہ

شعر فہمی تو سبھی کرتے ہین اے صنعت ولے
کون سمجھے ہی نکات شناعر کامل کی تہ

دل کا کوئی کرہی ہو کوئی یار کا گلہ
ہے مجھکو اپنے دیدۂ خونبار کا گلہ

کرنے لگی وہ مجھسے جو کل ہار کا گلہ
بھولا سمایا ہین نہ سین پیار کا گلہ

ٹھہری یہہ بارہا کہ گلہ کیجے پر وہ شوخ
دیکھو بھلا ایک آئین سو بار کا گلہ

کچھہ بھی اثر کیا نہ تیری دل مین شعلہ رو
کیونکر کرین نہ آہ شرر بار کا گلہ

گر دشمین ہمکو رکھتا ہے بے مہر آسمان
کیجے نہ کیونکہ چرخ ستمگار کا گلہ

بن آئے کب بن آئے تیری در پہ اسکو یار
کرتے عبث ہو صنعت ناچار کا گلہ

اوٹھی ہے ایسا میری دل سے متصل شعلہ
کہ جسکو دیکھہ کے ہو برق کا خجل شعلہ

شرارہ آہ سے نکلین تو یہہ عجب کیا ہی
ہی برہمن مثل انار آتشین یہہ دل شعلہ

وہ شعلہ آگ کا ہی اور ہی یہہ آتش عشق
ہماری آہ سے ہو کیون نہ منفعل شعلہ

جلون نکیونکہ ہین یارو میری عنام مین
ملا ہے روز ازل جا ی آب گل شعلہ

سمجھیو اوسکو نہ بجلی ہماری آہ کی ساتھہ
بوقت گریہ ہی صنعت یہہ مشتعل شعلہ

بڑھگئی آپکی جس شخص پہ ناگاہ نگاہ
حق مین اوسکے ہی گویا برق وہ ایماء نگاہ

کام تم سب نے کیا کر کے میری چار نگاہ
آفرین عمزہ و شاباش ادا و ناز نگاہ

کبھی دل چھینے ہی غمزہ کبھی عشوا کافر
اور کبھی ناز و ادا آپکی اور گاہ نگاہ

دل بیچے کسطرح دو جون کی ہوتی مین برے
جبکہ اوس شوخکی ہو ناز کی ہمراہ نگاہ

ملک دل کیون کہ ہو ایا دبھلا اے صنعت

ق

نکر دعوی تو اوسکے آج بلوانیکا ای ہمدم
مگر جادو ہو اوسکی بات تیری ہاتھونمین کچھ کل ہو

کنارہی باغ کے وہ گل کہ بلا ہو کریہ بولا
بھلا معلوم تو صاحب تمہاری ہمکو کل نہو

کوئی البسا درخت ایسین بتاؤ تا رکھین جھین
کہ جسمین نام کو لکڑی نہو اور صرف کل ہو

بنا یخون وقت صفت کر شتن بجز اسپنج علب ہی
تیرا مقصد طفیل بختن بس آخ یا کل ہو

ردیف الف

زہر مار زلف سی جس نے کہ دی جان سبز ہو
چاہیے اوس شخص کے مرقد کا سامان سبز ہو

ہے موالید ثلاثی کی نمود اس خاک سے
کیا عجب ہی سر بہ گر شاخ نخل ان سبز ہو

خون دل پیکر جبین یاز ہر کہا کہ مرزبن
اوس رخ گلگونہ جب خط نمایان سبز ہو

سبز رنگ اپنا جو ڈالے پیر تو وہ تو یقین
جون زمرد کا نگین لعل بدخشان سبز ہو

لعل کی سبزی اگر وہ کان مین نہنی بہو
عکس سے معلوم سبکو لعل رمان سبز ہو

قاصد اوس مصحف رو پر ہوا ہی خط نو
اندنون خط کے لیے رقم طاس افشان سبز ہو

سرخروی اور سرسبزی اگر چاہی ہی تو
رہ دل پر خون اور برگ حنا سان سبز ہو

رشک خورد وہ سبزہ زنگار اپنا اگر ہوی حجاب
مو بمو ہر دانۂ ریگ بیابان سبز ہو

قوت نامہ ہے مضمون کو اور وہ ہر تری
گلشن اشعار کی جس سے جانان سبز ہو

طفل اشک اتر ہی صنعت کا کہ جسکا ماجرا
سنکے ممکن ہی نہ کشت خشک سا ہقان سبز ہو

کیا تعجب ہی کہ اوس نے توڑ ڈالی دل کی تہ
تیر مژگان نے تو اوسکی ٹوٹتی ہی سل کی تہ

حرز جان مین نے کیا ہی اوسکا نامہ اسطرح
اپنے پر دانو نکو کر رکھتے ہین جسمین مل کی تہ

کیون نہ ہو ٹونکا اشارہ دیکھکر دشنام کا
پوچھتا ہی وہ سوال عاشق سائلی کی تہ

ہو گیا چین بر جبین اور اوسنی نہنی ہی کہن
مین نے پوشاکی اوس پر کی ہی بیحاصل کی تہ

تیر مژگان کے تصور مین تیری غفلت شعار
نیش عقرب تھی جو کہولی تہ گہایل کی تہ

جام کوثر صنعت مسکین کو ہی آرزو
روز محشر گر عنایت حیدر کرار ہو

جب وہ گلرو میری ہمراہ یہہ گلزار ہو
کیونکہ حالت کو میری دیکھکے گلنار ہو

ہی وہ غم عشقکا جسکا کوئی غمخوار نہو
دوستو یہہ کسی دشمن کو بھی آزار نہو

یار ہو بیل میں ہزاروں نکی جگہ ہی فی الفور
اوسکا گر تیر مژہ مرہون خدا نہو

دین و دنیا میں کہیں اپنا ٹھکانا نہیں
حضرت عشق اگر آپکی سرکار نہ ہو

ہم تیری گہر کو چلے ہیں ولیکن ہی یہہ شرط
ہمسے اور تم سے کسی بات کی تکرار نہ ہو

ہے رقیبونکا مجھے خوف جو میں کہتا ہوں
اسقدر رکھ کی سجاوٹ تو نمودار نہ ہو

آرزو ہی یہی صنعت کی بس اب حاجت بند
دین و دنیا میں کوئی حیدر کرار نہ ہو

پہنچتی ہی میری چشتم یہ اہی یار کجہہ کہو
طوفان میل نہر ابر کہربار کجہہ کہو

وہ ظالم ہی کہ ہے خوشامد سے گو اوسے
محبوب یار و دلبر و دلدار کجہہ کہو

مجھکو تو ترک و عار نہیں عشقمیں میاں
گہر میں تو کیا ہی بہ سر بازار کجہہ کہو

یہ دل میں سوچکر کہ یہہ عاشق ہی آپکا
رسوا ذلیل خوار گنہگار کجہہ کہو

اوسنے کہا میں قیمت دل تیس لونگی
تو بھی تو اب زبان سے دو چار کجہہ کہو

کہنے لگی کہ یہہ نہیں کوڑی کے کام کا
لیکن تم اپنے دل سے ہو مختار کجہہ کہو

صنعت ہر ایک بزم میں کہتا ہی حال دل
تم بھی تو آکے حال دل زار کجہہ کہو

اب اوسکی عاشق بیکل کو کہیں کسطرح کل ہی
کہ برسوں آج ہو جسکی وہ پوری حسرتیں کل ہی

بہلانے والی تو ماں اوس سے چلکر آج یہہ کہیے
بھلا اقرار کیوں کرتے ہو جسمیں کہ کل ہی

اوسی پہنچی نہ صدمہ بوجہہ سے گر یکی سو جو تو
تراک ہی جسکی تسکین یہ رکھنا بار بیکل ہی

وصل کی شب درمیان شمشیر مت رکھنا کہیں ۔۔۔ ہم سے تو ہرگز بھی واللہ یہہ ہوا وہ نہو
شب جو تو تنہا بام پر جلوہ کناں ہو ۔۔۔ سب یہہ کہتے تھے کہ شاید ماہ یہہ ہووے نہو

عجز آدم نے کیا تھا اور شیطان نے غرور
تب ہوا حکم خدا گمراہ یہہ ہووے نہو

دوستو کوئی نچا ہی اوس بت بے پیر کو ۔۔۔ کہہ دو یہہ بہر خدا ہر ایک جوان و پیر کو
بس یہی رہتا ہی خطرہ اس تری تخچیر کو ۔۔۔ یعنی ہو نچا ہو نہ صدمہ مجھسے اوسکی تیر کو
کھینچلا ہی آخرش یہاں اوس بت بے پیر کو ۔۔۔ مانتے ہیں حضرت عشق آپکی تاثیر کو
یہہ عداوت مجھسے ہی کیا ہہ اوس بت بے پیر کو ۔۔۔ جب مجھی دیکھے ہی تب پاتا نہیں شمشیر کو
سلسلہ مجنوں سے ہے اور ہون ہیں زلف ہی ۔۔۔ حرز جان سمجھون نکیونکر دوستو زنجیر کو
یہہ سعادت دیکھیے اب ہو میاں کسکے نصیب ۔۔۔ دمبدم جو کھینچکے دیکھو ہو تم شمشیر کو
پند ناصح ہی بجا پر ہو جب اوسکی روبرو ۔۔۔ یہہ رہے یاد آپ پھر وہان بھول جاتا تقریر کو
کل وہ کس انداز سے صنعت بقول حسرت آہ ۔۔۔ آیکو دیکھی تھا گیہ اور گاہ مجھہ دلگیر کو

ہاتھہ لگجاہی جو صنعت خاکپای بوتراب
کیون نہ پھر اوسپر ہے مین صدقہ کرون اکسیر کو

اسکے دینے مین ہے کیا ممکن جو کچھہ تکرار ہو ۔۔۔ ہی یہی بہتر کہ یہہ دل داخل سرکار ہو
اوسکا صنعت کسطرح تجھکو بھلا دیدار ہو ۔۔۔ جس نے بدلے دید کے منصور کو سوی دار ہو
سیر گلشن سے دل اوسکا کس روش خوش ہو بھلا ۔۔۔ جسکا داغون سے کلیجہ غیرت گلزار ہو
غیر کے جانان اجی بہتر نہین جانا تمہین ۔۔۔ عرض اپنی یہی ہی پھر آگے تم مختار ہو
دلکی ہی تقصیر تم سب مردمون سے لو بچہہ لو ۔۔۔ کس لیے اے آنسو میری گلے کا ہار ہو
کیونکہ دل اوس سے بچے اے دوستو بس جو کوی ۔۔۔ بستان ہو دلربا دلبر ہو اور دلدار ہو
دیکھیو مت رکھیو تم اوسکی زندگی سے چشمداشت ۔۔۔ مردمون جو شخص اوسکی چشم کا بیمار ہو

جسقدر آپکی رہتی ہے اجی یاد مجھے
آپنے ویسا ہی خاطر سے بھلایا مجھکو

سنا لعاما نہ خط عنبر ین ہلال ابرو سے
دربدر عشق کی وحشت نے پھرایا مجھکو

رام ہو وہ بت کافر کسی صورت میرا
سحر ایسا کوئی تبلا دے خدایا مجھکو

کیون نہ صفت سے محشر مین طفیل حیدر
جام کوثر کا بھی اور طوبی کا سایہ مجھکو

دوستو میری تئین اوسکی کہنیا تصویر دو
پر کہین جلدی مصور کر تلے تحریر دو

تا یہہ ظاہر ہو کہ ہی سو دازدہ زلفون کا یہہ
دوستو پا وین میری دا لیو زنجیر دو

ہو جو کشتہ زلف و لب کا آپکی اچھا نہو
گو اوسے تریاق دو یا پان مین اکسیر دو

یاد جسبدم آئی ہے وہ چنبلی ابرو مجھے
دلپہ لگ جاتے ہین ہر ایک آنمین شمشیر دو

یا تو ملیے ہمسے یا غیرون سے کیجے اختلاط
آج چلکر اوسے کرتے ہین یہی تقریر دو

دیکھو دل رسوا ہوی اور جان بھی دی آپکو
بس یہی ہمسے ہوئی ہین آپکی تقصیر دو

ہوگے مصحفی آپ ہی دلمین ذرا شرمایا کیجے
اس خطا کی جو کہ ہو بندہ کو تم تعزیر دو

ایکطرف کھینچے ہی عقل اور ایکطرف مجھکو جنون
عشقمین صنعت کی ہین یارو گریبان گیر دو

غیر بولا آپکی ہمراہ یہہ ہو وہ نہ ہو
کیا غضب ہی ای مری اللہ یہہ ہو وہ نہو

ابر ہے مے ہے چمن دل خواہ یہہ ہو وہ نہو
سنکے لوگونسے کہا ای واہ یہہ ہو وہ نہو

ابر ہے باران ہی ہی باغ ہی ساقی نہین
کیون نچلا ؤ ہمین بہر کراہ یہہ ہو وہ نہو

جانب غیار جانان بھول کر جانا نہ تم
آمد و شد کی تمہاری راہ یہہ ہو وہ نہو

وصل کی شب دختر رز کو نہ مانع ہو سکے
آپ ہی فرمایئے کس راہ یہہ ہو وہ نہو

غیر مانع ہی اگر تو خواب مین آجایئے
تاکہ آپنسے تری آگاہ یہہ ہو وہ نہو

مہربانی مجھپہ غصہ غیر پہ کیسے کہا
واربان حاضر گنہ و بے گناہ یہہ ہو وہ نہو

ہیں کتنے تیرے غم کا ہر ایک مسودہ
ہمشین کیونکہ ہون اوس سے جانکہ کچھ نہو
وہ جو غیاث ہے مل مل کے تو تب لیجئے اوسکا
ہووے مقبول یہہ اس صفت عاصی کی دعا
سخنے تنزع مجے حضرت شبیر نہو

رات کو آتے ہو تم گھر نہ ہمارے دنکو
لیلۃ القدر شب وصل ہی ہووے قربان
بن تیرے آنکی لگتی ہین ہوائی شب بھر
عرض کی مین نے یہہ اوس سے کہ کبھی تو لیجے
شب کو ہے خوف تو آجاے ہماری دنکو

سنکے فرمایا کہ صفت نہین اگر ہوتا
شب کو تاریکی ہے اور دھوپ کو ہے دنکو

مہر سے آپنے جسطرح ہنسایا مجھکو
جو کہ کانون سے بھی ہرگز نہ سنا تھا صیقل
مجھسے افسوس کبھی دل نہ لگایا تمنے
دوستو دھوپ مین ہر چین نہ سایہ مین قرار
عرض حال اپنا کرے تا نہ بغیر دنکے حضور

اس زمین مین تو غزل اور بھی پڑھ اے صفت
تیری گفتار کا انداز خوش آیا مجھکو

اک تماشا تری وحشت نے بنایا مجھکو
جام مے اوس نے شب روز پلایا مجھکو
اپنی محفل سے اجی حرف غلط کی صورت

آپ ہی یار نہ تو دیکھنے آیا مجھکو
وہی ہر شے مین جھلکتا نظر آیا مجھکو
آپنے اپنی زبان سے ہے اوٹھایا مجھکو

واسطہ تعویذ کے سفلہ نہین جہکتا کبھی
بار سی بھی خم نہین ہوتا ہی سن کی شاخین

ظالمون کا ظلم بعد از مرگ بھی رہتا ہی نیز
پہل جہور کا ہو یہی اکثر کہ گدنکی شاخین

دل لگا کر سرو قد سی کس نے پہل پایا بھلا
بار آتا ہی نہین سرو چمن کی شاخین

ہی جو تیرے چشم کا بیمار ای رشک غزال
ہو شفا کھینچین جو اوسکا خون ہرنکی شاخین

دیکھیے سنگیان کہینچین تیر ہی بیمار کے
آل لہو کی بوند بھی ہرگز نہ چہٹکی شاخین

عالم پیری مین صنعت ہین کہان مضمون کی
ناقص آتا ہے ثمر نخل کہن کی شاخین

نیلی ڈوری تو نے ڈالی جبکہ جانان پایخین
تیری سودای نے پہنی بیڑیان ہاتہ پایخین

اگ نلون سی لگی اپنی شب اقرار وصل
جب صبر پایی کہ ہی مہندی لگی وہان ہاتہ پایخین

واہ ری تاثیر عشق نل کہ ایکدت بہری
دہجیان باندہی دمن سی تکہ جوبن ہاتہ پایخین

یہہ کنار یکی جہلک ہی یا پیچ پیر اوسکی یا
شعلہ جوالہ ہی اوس مہ کی خشان ہاتہ پایخین

اوسکو چلنا دیکہکر بولا ہر ایک مہتاب ہو
ہین یہہ الماسی گہری یا برق تابان ہاتہ پایخین

آتی ہی آنے سی اور جاتی ہی جانی سی ترے
جان وابستہ ہی میری تیری جانان ہاتہ پایخین

ہل نہین سکتا جگہ سی سیل گریہ کی سبب
ہو گئی زنجیر گویا موج طوفان پاؤن

مہر و مہ بہی دہوپ ہی تحصیل مین تجکو ازین
میری ہی یکسر نہین سرو خرامان پاؤن

مین نے تلوونسی ملی آنکہین تو بولی لہینچ پاؤن
جہپتے ہین صنعت یہہ تیری نرگسان پاؤن

گرچہ وہ یار میرا مجہسے بغل گیر نہو
لیکن اتنا تو کرے منہ سی کہ دلگیر نہو

دمبدم اپنا اگر نالۂ شب گیر نہو
ہمدمون اوسپہ تو پہر اپنی بہی تاثیر نہو

میری جانب سی تو قاصد یہہ زبانی کہنا
حال وہ کیا لکہی جو قابل تحریر نہو

کیجے شکوہ تو وہ کہتا ہے عیار پسے
تجہسے کم اسلئے ملتا ہون کہ تشہیر نہو

ردیف واو

ہنس کے کہنے لگی یا پوش سی میری تیری
تجھکو کیا فکر ہے جلنے دی اگر جلتے ہین

اپنی ہی آہ و ہوان دہاوہ اب اے صنعت
کہ جو دم ماریں تو سبز شجر جلتے ہین

حور کی طرز وضع پر یزاد کرین
او نلو پہیتی ہی سبھی جوکہ وہ ایجاد کرین

ایک کیجہم ہی نہین وہ کہ تجھے یاد کرین
ہی ترا نام وہ پیارا کہ سب اور اد کرین

کہنچ سکتی ہین تیری شکل کو منہ تو دیکھین
لاکھہ صورت سی سی مانی و بہزاد کرین

اسمین تو دنون ہی سبک ہونگی سو چو تو
ہم کہین تیری گرانی کی جو فریاد کرین

ایک عالم ہے رقیب اپنا بھلا تو ہی بتا
کس سے شکوا ترا ہم اے ستم ایجاد کرین

ہی مثل کہاوت ہی جھوٹا کوی میٹھی کرلے
آپ ہر وقت یہہ بندہ پر جو بیداد کرین

یعنی ہر بات پہ دشنام ہی دینا صاحب
یہہ نہ آیا کبھی بوسہ بھی تو امداد کرین

فکر ہر ایک کی ہمت کی ہی لائق مشہور
تم تو دانہ ہمین ہم تمکو پریزاد کرین

کو بکو دامن دل قیس اگر ہون منصف
عشقبازی مین تو صنعت تجھے استاد کرین

بے سبب لغزش نہین سرو چمن کی شاخین
تیری آمد سی ہی لرزہ پہ ستر نکی شاخین

ہاتھہ اوسکی گات پر رکھتی ہی یہہ جتانے
ہی او گا برگ چنار اب نارون کی شاخین

کیا ہی یہہ بہتی ہے پیارے سلک مذاہر تیرے
ہین کہلی بیس گل دو یا سمن کی شاخین

ناز سی ٹھوڑی پر کہہ او نگلی وہ بولی دیکھہ تو
گر تامل ہو تمہین سیب ذقن کی شاخین

بوسہ سیب زنخ کر دی نہ وہ تو سمجھے
ہی لدا میوہ مگر نخل حسین کی شاخین

ماہ نو مین ہی کلف یا مشک ہی نافہ کی مہک
پاکہ ہے بارش اوس آہو ختن کی شاخین

لخت دل کی دیکھہ لو مژگان پر تم میری آہ
دیکھتے ہو یون کیا نخل حسین کی شاخین

زہر مار زلف سی اپنے نہ بنا لی ہی یہہ شکل
جسطرح کانٹے مجھے ہون ناگ بہن کی شاخین

وہان تو زبان کٹتی ہی جو تی ہی بات پہلے
شکوہ کی اوسکی روبرو مین بات کیا کہون

ملتا ہی جب مجھے تو وہ یاتا نہین چہرہ
سیہ دوستی ہی اوسکو میہ ہی سات کیا کہون

گب چیت کے شریف ہی وہ بوسہ مین اپیچ
اوسکی حیا دہین مجھے بدذات کیا کہون

جاہل نکاہی جواب سموشی ہی فی المثل
ناصح مین تجھسے حرف و حکایات کیا کہون

صنعت سی حال دل کو جو پہنچا تو یون کہا
کٹتی ہی جسطرح سے اب اوقات کیا کہون

دی جواب خط اگر تا شام جو مانگی سو دون
نامہ بر اسکام کا انعام جو مانگی سو دون

مال و زر اور جان و دل اوسپہ نثار ہی
وہ تو کیا اوسکا اگر عمدام جو مانگی سو دون

اوسکی کوچہ مین چلو نہین اور بیٹہنا طرفہ تو
لا اوسی ڈھب سی اوہی بر بام جو مانگی سو دون

ابر ہی دریا ہی گلشن ہی اگر اسوقت مین
ساقیا بھر بھر کے دی تو جام جو مانگی سو دون

صبر و طاقت جان و دل اور دین و ایمان و شکیب
اب اشارہ ہی مرا انکا مام جو مانگی سو دون

یہان تلک ہی مجھکو اوسکی بولی نکی از رو
بات کو کیا ہر سر دشنام جو مانگی سو دون

کہان و کس انداز سی کہتے تہی ای صنعت آخر
اس غزل کو تو کری اتمام جو مانگی سو دون

تہر سان داغ دل ای در شک قمر جلتے ہین
کیا ادہر تر کے آنسو ہی ادہر جلتے ہین

عشق ہا رو مین نہو نام ہمارا روشن
شمع سان ہجر مین ہم تا بسحر جلتے ہین

ہمنشین مجھکو یہہ لازم ہی کہ جنگل مین بسون
اشتراہ ہی ہمسایونکی گہر جلتے ہین

نامہ شوق مین شوخش یہہ بہری ہی جسپہ
تب ہو قاصد کو کبوتر کے بھی پر جلتے ہین

گرمی ربط سی اینچ تری گلہ و اغیار
منہ سی کہتی نہین کچہہ دلمین مگر جلتے ہین

طپش عشق نے دریا مین لگای ہی آگ
انتظار اوسکے مین جو دیدہ تر جلتے ہین

شعلہ رو گر میان کرتا ہی جو ہمسی اب تو
رشک و حسرت سی رقیبونکی جگر جلتے ہین

سینہ ہی اور جگر ہی دلبھی ہو روکنی کو
ہر ایک مو مری تن برچھی ہی جان کنی کو

نازان جو آپ پر ہی تیر و کمان پر ہی
بلبل کے جو قفس مین ایسا باغبان پر ہی

دنیا مین کوئی صادق ہووے کسیکا لیکن
قربان جب سے صنعت حیدر کی شان پر ہی

ہر ایک تیر تو پیکان تک دہن ہی ہزار زبان
تیری بد عہدی ہان ایک ہن ہزار زبان

ہر ایک سانپ تو ہوتا ہی دو زبان لیکن
تیری ہی ہے زلف میان ایک ہن ہزار زبان

ہماری بیکی اور گلبدن یہ دیکھکے آپ
ہی غنچہ سر بہان یک دہن ہزار زبان

ہر ایک پل تیری تیر مژہ کا اب مدح
خدنگ ہی بسبان یک دہن ہزار زبان

ہزار نکتہ ہی جگر داغ دل کا میرے گواہ
محل ہزارہ ہے ہان یک دہن ہزار زبان

رکھی تھی ہجر مین ہر پل بعینہ سر سات
مژہ ہی چشم گہان یک دہن ہزار زبان

تو اوسکی ثنا مین فوارہ اب ہزار رکھہ
زبوا ہے وصف کہان یک دہن ہزار زبان

ہزار داستان بلبل ہے شور مین صنعت
بوصف لالہ رخان یک دہن ہزار زبان

اوس زلف و رخ کی غم سے مین حال کیا کہون
رہتا ہون پیچ و تاب مین و رات کیا کہون

تشریف تم جو لائی تو مین اوسکو کیا جم
یا مہر یا لطف و عنایات کیا کہون

مجھکو بلایا غیر کے گہر جاکی آپ نے
اسکو ستم مین یا کہ مدارات کیا کہون

جاری ہی جو یہہ چشم کا چشمہ تو اب بتاؤ
طوفان سیل یا اسی برسات کیا کہون

ایذا ملی جو کہوکے دل اب مجھکو وہ بتو
بدلا عوض مین یا کہ مکافات کیا کہون

حیران ہون کہون او سکی تشبیہ مین بہلا
کچھہ اس طرح سے ابہری ہی وہ گات کیا کہون

بہیجا ہی اوس نے جو سر قاصد تو مین اسے
تحفہ جواب خط کہون سوغات کیا کہون

نزکی کا گر یہ عشق ہی ناصح مین آپ سے
اوسکی مزہ کو قبلہ حاجات کیا کہون

صیاد ہی یہ بلبل کہتی تھی بعد حسرت ق کرتو قفس مجھے لیکن جلا دگلستا نمین
مت آشیان کر بلبل تو گل کو پھر ہوسی پر اور پھولکو مت بیٹھی اور شاد گلستا نمین
صیاد کوئی دم مین آتا ہی اڑی ناداں چھوڑیگا نہ وہ تیری بنیاد گلستا نمین

بن سر و روان تن پر مل خاک ہی صنعت
جون فاختہ ہو بیٹھی آزاد گلستا نمین

صیاد تو کر رحم کچھ اس صید پر نہین اور صید کی بھی ہی کہلی بال و پر نہین
اب چند روز سی جو وہ آیا ایر نہین شاید وہ ماہ حال سی میری خبر نہین
ہجر اور وصال دونو نہین کٹ جاتی شب یارب یہہ کیسی شب ہی کہ جسکی سحر نہین
شاید کہ سمجھتہ گریہ کی آنکھو نسی بہ گیا ق ملتا کہین جو بر مین نشان جگر نہین
ایک دوست نے کہا میری گستاخ ہو ادہان مرتا ہی کوئی تمکو خدا کا بھی ڈر نہین
بولا وہ یون رکھائی سی ہی کیا یہہ گفتگو ق مطلق کسی کے نام سی تو ہم خبر نہین
ہو کر یہہ تنگ و نسنے کہا مین نے ایکروز یکشب مری مکان مین رہیگا مگر نہین
سنتے ہی روح تن سی نکلجائیگی مری کی ایکبی بار آپنے منہ سی اگر نہین

دل و یکی کرم کرتے ہین دلبر ہی بر کو ہم
صنعت تو عشقبازو نہین گجہ منت نہین

دنیا کی درد و غم جو سب انس و جان مین غم وے تری ظالم ایسی جانبر مین
جو انمین ادا ہو ظاہر نہو کسی پر ہم صدقہ لاکہ جیسی اوسکی ایک آنبر نہین
پردہ نشین کی جاہت ہی قہر کس سی لیجہیر وہ ہین کہین سدا ہی اب یا مکان پر نہین
فرقت کا شمہ وکی کیونکر بیان ہو یارو سوز درد نیر اپنی چھالی زبان پر نہین
سو سو بلائین نازل غم مین تمہارے تجہ پر صبر و قرار و طاقت و تاب و توان پر نہین
ہم راہ مین ملی جو ہمراہ غیر تھے وہ کیا کیا گمان ہمکو اوس بد گمان پر نہین

جگر مین تیر لگا اوسکی دل سے ہو قربان
جو دیکھہ یا دی کوئی اوسکی سر سری چتون

سنبھل سکے کوئی انسان یہہ جان گیا پائے
دیوانی آپکی ہو دیکھکر پری چتون

بن آئی مجھسے نہ کچھہ بات اوسکھڑی صنعت
جو دیکھی بگڑی ہوئی اوسکی ایک فری چتون

ملکان نہین پری ہی نہین حور عین نہین
دونون جہان مین آپ سا کوئی حسین نہین

رکھیو قدم سنبھلکے یہہ کوچہ ہی یار کا
گلشن نہین ارم نہین خلد برین نہین

حیران ہون اشک یوسف مین کا تنتجون
دامن نہین ہی جیب نہین آستین نہین

دیکھو نہین تجھکو غیر کے ہمراہ کیا کرون
تردیک آسمان نہین بیٹھتی زمین نہین

ممکن نہین وہ آئیگا قاصد یہہ گفتگو
باور نہین یقین نہین و نشین نہین

ناصح ہزار طرح کہے مجھکو عشق سے
ابرا نہین ابا نہین ہرگز نہین نہین

صنعت مین درد دل کہون کس سے کہ اب نہین
مونس نہین رفیق نہین ہمنشین نہین

کیا عیش سے گذرین وہ ترے سات کی راتین
اب ہجر نے دکھلائین یہہ آفات کی راتین

معراج کی شب وصل کی شب اشب قدر
بس ہین یہی دو تین کرامات کی راتین

کچھہ روز قیامت سے بڑی ہجر کی شب بھی
سو بیتین شب وصل سے اوس رات کی راتین

شب ہجر کی تو ایک بھی کاٹی نہین کٹتی
جیون خواب کٹین اوسکی ملاقات کی راتین

بجلی کی چمک آہ ہوا اشکون کی جھڑی ہو
دشمن کو کٹین ایسی نہ برسات کی راتین

سو وار کیے ایک بھی مقصد نہ برآیا
خالی ہے گئین سب نہ مری گھات کی راتین

کچھہ قدر شب قدر کی رہتی نہین صنعت
یاد آتی ہین جب اوسکی ملاقات کی راتین

اے سرو رواں تجھکو کرا یا گلستان مین
جون فاختہ کی مین نے فریاد گلستان مین

ارادہ کس کی ہی شبخون کا یہہ تو فرماؤ
جو مستی ملکی چیاتے ہو مرگیان منہ مین

ہزار نور تصدق ہین اوسکی نزاکت پر
شب اختلاط مین دی اوسنے جب زبان منہ مین

عیادت اوسکی تو کر نزع مین بھی اے جسکو
وظیفہ نام کا تیرے ہی بھی ہی نہان منہ مین

یہہ کس امید پہ عاشق کی زیست ہو تجھ بن
نہین ہزارون مین ہر ایک نہین ہی جان منہ مین

تمہاری شعر مین ابتو نہین ہے کچھ صنعت
وہ لکھتے جاتے ہو آتا جو ہی میان منہ مین

اپنی عاشق ہی جیا ماہ جبین خوب نہین
ہی شب وصل یہہ اغماض نہین خوب نہین

اوسکی تو زلف جو کینچی ہی تجھے ہی سودا
کار بیمعنی یہہ اے مانی چین خوب نہین

دیکھنا بھی نہو دیدار میسر جسکا
ہمنشین عاشقی پردہ نشین خوب نہین

دور سے دیکھہ مجھے کہتا ہی وہ شوخ پری
ایسی دیوانیکی ہوتا ہی قرین خوب نہین

لاکھہ صورت سے کہے کوئی کہ یار آتا ہے
ہمکو اس زشتی طالع سے یقین خوب نہین

دلکی کیا جانے کیا بات خوش آئی اوسکے
کہتے ہین سب کہ وہ ایسا تو حسین خوب نہین

اوسپہ ہو جاہی مبادا کہین صدمہ وہ مجھکو
دمبدم دل یہہ تیری آہ حزین خوب نہین

آہ کا تیرا ادہر ہی بھی چلی گا ورنہ
کجرو ہی ہمسے یہہ اے چرخ برین خوب نہین

ہے مثل ناچ نچانی کہی آنگن ٹیڑھا
وہی کہتے ہین کہ اب کی زمین خوب نہین

یار و اغیار سے شکوہ ابھی عبث ہی صنعت
ہی تو یون دل کا لگانا ہی کہین خوب نہین

کہ یہی آنکی جو کچھہ فسون کری جو ن
کسیکی کب ہی یہہ ناز و ادا بہری جو ن

نگہہ ستم ہے ادا قہر غمزہ آفت ہے
بلا ہی کاٹ غضب جیسے ہی اوری جو ن

فسون ہی قہر ہی جادو ہی یا کہ ٹونا ہی
اجی ہے آنکی یا سحر سامری جو ن

کسیکا ہی یہہ مقولہ کہ مار جیجے سنوار
سو لیکے دل مرا کرتے ہی دلبری جو ن

سن اسکو وہ برہم ہو بولا کہ بتا جلدی
یہان دوست تو کسکا ہی اور کون تیرا دشمن

اب عرض یہہ صنعت کی خدمت مین تمہاری ہی
ہر ایک میرا اردہ ہو یا شر خدا دشمن

بسا ہی جب ہی کہ ایجان جان تو دل مین
جگہہ نہین کہ ہی کوئی آرزو دل مین

بھری نجف کی ہی یون اپنی آرزو دل مین
کہ جیسے ہوتا ہی در نجف کی مو دل مین

تلاش مسجد و دیر و حرم مین کی ناحق
جو غور کی تو ملا یار اپنے تو دل مین

عزیز و خال سوید ایہ سمجھیو اسکو
یہہ سوز ہجر سے ہی سوختہ لہو دل مین

اسیر زلف پہ اوسکے جو ہی پریشانی
وہ کافر اوسکو سمجھتا ہی مو بمو دل مین

مین اپنی آپ مین پایا وہ صانع ای صنعت
تمام عمر سے تھی جسکی جستجو دل مین

ایکدم تو کیجے آرام یار آغوش مین
دل مرا کہینچے گا کب تک انتظار آغوشمین

اچیلا ہٹ کہا جو تیری دہان بتا ہی ای
شعلہ رو ہی برق سان دل مین قرار آغوشمین

یون بہری ہین اشک اپنے چشم مین عمسے تیرے
جون صدف رکہتی ہی در شاہوار آغوشمین

ہجر مین دمرات ایک پل بہی نہین تسکین
چشم بہی رکہتی ہے ایام بہار آغوشمین

اسقدر ایذا اوٹہاتا مین نہ ابتک گلبدن
جای دل ہوتا جو اپنی کاش خار آغوشمین

دور کے مارے دیکہہ بہی سکتی نہین ہمتو اور
دل یہہ کہتا ہی دبا لی اختیار آغوشمین

دل کہا چاہی ہے اپنا حال تجہسے جانجان
آکے سن اوسکی زبانی ایکبار آغوشمین

بہری مین کیا یہہ فقط تیری گا لیان مین دلہ
کچہہ اور بات کو گویا نہین زبان منہ مین

یقین ہے مثل غبارہ اوڑی تن لاغر
اگر ذرا بہی رکے آہ کا دہوان منہ مین

سوال بوسہ پہ تیوری چڑہا کی چپکے سے
وہ جانے کیا مجہے کہتا ہی بدگمان منہ مین

ہے یہہ موباف تمامی آپکی بالونمین یا
آرسی سے یکجا کیے رہین تمنے واری آپکن

ایکدن مین نے کہا اوسسے کہ اے خورشید رو
آج تو کر دیجیے پیاری ہماری رات دن

سنکے وہ آئی وہ گھر مین تو بچھونے طفیل
ہو گئی ہمکو تو اے ہمدم وہ ساری رات دن

کون ہی کونین مین صنعت ترا حید ہوا
کہینچ اوسکی در پہ جلکر رنج و خواری رات دن

ہے یہی خوف کہ آجاہی نہ طوفان کہین
کیونکہ لیجاونگین یہہ دیدۂ گریان کہین

شمع تو جلتی ہے آئینہ حیران کہین
اوسکی شاید کہ نظر پڑگئی ہی رمان کہین

ہمنشین میر یطرح ہو نہ پشیمان کہین
دیکھیو سمجھیو مت عشق کو آسان کہین

آہ و فریاد و فغان گریۂ زاری تونکر
ہو نجاوی وہ خفا ایدل نادان کہین

اپنی اپنی سبھی حالت مین تڑپتی ہین یہان
سنکے اسبات کو تم آپ جو مہمان کہین

جان بیچین کہین دیدۂ گریان بیچین
دل بے تاب کہین سینۂ بریان کہین

مین کہا اونسے بری ہوتے مین کمبخت یہ قسم
اونکی باتو پہ نہ دہریگا اجی کان کہین

یہہ سنائی ہین کسی شخص نے کچھہ کچھہ باتین
انکی حقمین میرے آپسے الحان کہین

پھر تو صنعت کا کہین ٹھور ٹھکانا ہی نہین
اونکی کہنے کو اگر تمنے لیا مان کہین

ای دوستو جیتا ہی جانی وہ میرا دشمن
دشمن کو بھی ایسا تو ہو وی نخدا دشمن

مین جسکے لیے دشمن ہون اپنی بیگانی کا
وہ میری لیے ہر دم کرتا ہی نیا دشمن

کچھہ یہہ تیری الفت کی تاثیر ہی اے پیارے
ہی اپنا تو بیگانا اور دوست ہوا دشمن

ہندو مسلمان سے لے گبر و نصارا تک
اپنا تو نہین کوئی اسد لکی سوا دشمن

کیا اوسکا گلا کیجے ہی اپنی ہی نادانی
چاہت ہی کیا اوسکو کچھہ وہ تو نہا دشمن

مین نے جو کہا دور از انصاف ہی وہ پیارے
مین دوست تیرا جیسے اور تو ہو میرا دشمن

عرق سے زلف کی اوسکے عرق عرق ہوکر
ہے بید مشک کو اب پیچ و تاب شیشے مین

نہ اوسکو دلمین تصور کے ساتھ لا صنعت
یہ می رہیگی کب ایسی خراب شیشے مین

وہ غم دیدہ ہون ہر پل ہر مژہ خونبار کہتا ہون
مین اس کشتی پہ گویا پلٹن انگریز کہتا ہون

اسی باعث یہ گل ای گلبدن ہم تجھ سے کہتے ہین
کہ رو نگا حشر کو دعوی یہہ دست آویز کہتا ہون

کیے مجنون سی دیوانہ مین اپنی فیض صحبت سے
مین اپنا کلبہ احزان یہ وحشت خیز کہتا ہون

جلے تقریر سے میری سنے جو سوز غم میرا
یہ آتش عشق کی مین اپنی دلمین تیز کہتا ہون

گدا خسرو مین یکسان عشقمین فرہاد کہتا تھا
مین گو بیکار ہون پہ معنے پر ویز کہتا ہون

کہین کیونکر نہ مجھکو شہسوار عشق اے صنعت
سمند عقل پہ مین عشق کی مہمیز کہتا ہو

وہ جو کرتے تھے ہماری دوستداری رات دن
اب خفا ہین سنکے اپنی آہ و زاری رات دن

سیر دریا روز و شب جی تم کرو غیرون کیساتھ
کیون نہو دریا مری آنکھون سی جاری رات دن

بیچنے جو پڑا وہ سنجاف تمامی آپ کا
دیکھکر ہے دلمین اپنی سخت عاری رات دن

کل پڑی کب مجھکو ہمدم اوسکی جب نے اہ و زاری
بھولی بھولی شکل ہا تین پیاری پیاری رات دن

ہے تری آنکھین دکھانا گردش لیل و نہار
جو کوئی دیکھے اوسی ہو اشکباری رات دن

نیلم و الماس جب سی آپنے پہنا و بان
یہان ہی حالت جان کنی کی ہمیشہ طاری رات دن

اور بہی صنعت غزل پڑھ جسمین صنعت ہو تری
گرچہ یہہ یکجا کیے تو نے بخواری رات دن

دیکھتا ہون جو رخ و کاکل تمہاری رات دن
اسلیے دلپر ہے میری بیقراری رات دن

اودی یا جامہ یہ اوسکی غیر لین جب چیکیان
کیون نہ اس دلپر لگے غم کی کٹاری رات دن

بیقراری رات کو ہوتی ہے پر بیمار کو
آپکے بیمار پر گذری ہے بھاری رات دن

ایک عالم نے دیا دل ہار کر دیکھا جسکا یار
ہی یہ کچھ سحر و فسون اوسکی جڑاؤ ہار مین

کسطرح ہو زیست کی امید مجھکو دستبو
جو عیادت بھی کرے آکر نہ وہ آزار مین

ہو عنایت جام کوثر واسطے شب ہجر کے
عرض کر صنعت جناب حیدر کرار مین

اس زمین مین اور بھی صنعت سنا ایسی غزل
جس سے ظاہر ہو تری صنعت ہر اک اشعار مین

ذکر تھا تیری سراپا کا عجب گلزار مین
سرو مین غنچہ مین گل مین نرگس بیمار مین

جس مکان مین چاہی رہیو وہان ایمہربان
جا نہین دل مین جگر مین دیدۂ خونبار مین

اوسکی سب حرکات سی اک بات پائی جاتی ہی
بات مین غصہ مین گالی مین خموشی مین پیار مین

مجکو اے شیخ و برہمن کچھ نہین ہی امتیاز
خانقہ مین دیر مین تسبیح مین زنار مین

آپکی دولت ہمین حاصل ہی رسوائی ہوئی
دشت مین بستی مین گھر مین کوچہ و بازار مین

گلشن کونین مین ہی بو اوسی گل کی بسی
سرو مین شمشاد مین غنچہ مین گلچین خوار مین

دیدۂ انصاف سی دیکھو تو ای صنعت وہی
جلوہ گر ہی باد مین باغ مین گلشن زار مین

نہین ہی مے نہ عرق ذی گلاب شیشے مین
پری چھپی ہی یہہ بحر حباب شیشے مین

مژہ پہ لخت دل اور چشم مین بحر اشتو
یہہ طرفہ تر ہی شراب و کباب شیشے مین

مدام شیش محل مین رہی ہی دختر رز
سمجھہ نہ رند بھرے ہی شراب شیشے مین

یہہ ہی نمونہ پست و بلند گردش چرخ
نہ سمجھو ایک کا تم انقلاب شیشے مین

ہزارون خانہ خراب اسنے کر دیے ہین بدلم
ہی کیفیت یہی خانہ خراب شیشے مین

سمجھہ نہ پنبۂ مینا یہہ دختر رز نے
ہی اپنی چہرہ پہ ڈالی نقاب شیشے مین

نہو فروغ ستارونکو آگے سورج کے
یہہ ہی کرامت رندان جناب شیخ مین

کہ مے جو رہتے ہی تہوڑی سی اولکا ہین جو ذرہ
ستارے قطرہ ہو ہی آفتاب شیشے مین

عاشق کے لیے ابرو سر کار کی کیا کم ہی
جو آپ سے بیان ہر دم تلوار بدلتے ہین

ہر چند مین بھی دلگو اب اور جگہ نہ بھیجے
یعنی کہ سکان اپنا بیمار بدلتے ہین

منہ پھیر جاتے ہین کیون جیمین ہر دم نظر ہی
اور ڈر سے رقیبونکی رفتار بدلتے ہین

فرماے بندہ کو کسطرح قرار آوے ہی
صاحب تو اجی ہر دم اقرار بدلتے ہین

واللہ کہ جامہ مین پھولا نہ سماؤنگا
جو مجھسے کہی وہ کل ہم ہار بدلتے ہین

رسوا نکرے مردمون گر چشم تر ہمین
عاشق نہ اوسکا جانتا کوی بشر ہمین

لا تقنطو کی علم سے اپنی ہی زندگی
ظاہر تو فضل اب نہین آثار نظر ہمین

لوگونکی بدگمانی سے کیا کیجے اندنون
مشکل ہوا ہی اوسکی گلیمین گذر ہمین

شاید کہ ساتھ گریہ کی انکھو نشے بہہ گیا
ملتا نہین جو بر مین نشان جگر ہمین

اکدم تو چین لیتی ہی بیقراری ہی
اے بیقراری اتنا بھی رسوا نکر ہمین

بھیجا ہی تجھہ تلک جو وہ احوال سنکی
ملتا نہین ہے کوئی بھی پیغامبر ہمین

کہتے ہین دوست مجھکو تو اکثر زبان سے
بدنامی سے ہی اب تیری خوف و خطر ہمین

مین نے کہا بجا نے سے وہ شوخ رک بجا ہی
واہان پاس ہی وہ تمکو یہان ہی یہ ڈر ہمین

صفت ہمین تو ساقی کوثر کی یاد ہی
روز حساب سے ہی ہی بلا کیا حذر ہمین

سر جھکتے ہین سیکڑون اوسکی ہمین اٹھا مین
ہم شکایت آپکی کیونکر کرین وہان

ہمنے جنکی واسطے چھوڑا انکے گھر بار مین
جھوٹے بھی پاتے نہین اب وہ بھی ہم دربار مین

بیقراری کو ہماری کسطرح آوے قرار
سیکڑون از کار ہون جب انکی اقرارون مین

ہی خط مشک ختن سے دون مثال اوسکے گرد
زلف کی تو دوستو بو بھی نہین تا تار مین

گھر مین جو کچھہ چاہیے کہہ لیجیے بندہ کو اب
پھر نکلیے متبذل اب کوچہ و بازار مین

ہمنشین کچھہ پوچھہ مت گذری جو کچھہ ہم پہ
کل جو تھا مشغول غیر اوسکو ہوا استفسار مین

یہی ہے خوف اوسکی رو برو کچھ آہ و زاری مین
نکلجاوی نہ منہ سے حال دل بے اختیاری مین

کرو کیونکر نہ فرعونی کہ جب خدمت تمہاری مین
کہڑی رہتی ہون موسی سی ہر اوقات جون بدکار مین

یگانہ صاف بیگانہ ہین صاحب دوست دشمن مین
ہوا حاصل سہ بندہ کو تمہاری دوستداری مین

بہلے معلوم ہوتے ہین وہ ہمکو سب سجاوٹ سی
نبت ہین گہر ہین لہر ہین گوٹی کنار ہین

نہ آوین بندہ خانہ مین قرار اپنی یہہ حسب منشا
تو پہر کیونکر قرار آجاوی ہمکو بیقرار ہین

غم واندوہ و رنج و درد سوز و نالہ و افغان
یہہ ان روزون مین ہین غمخوار اپنی غمخوار ہین

شب مہتاب لگتی ہی شب دیجور سی بدتر
کہ بن مہر وہ کیا کہتی ہے مہکو بیقرار ہین

کہان لعل گہر کی ہار مین ہوتی ہی یہہ خوبی
نکلتے ہین میرے یہہ اشک جیسے اشکبار ہین

علی مشکل کشا ہین ہر جگہ پر یاد کرتا ہون صنعت
مصیبت مین الم مین رنج مین سختی مین خوار ہین

کیفیت کیا ہی ہے بے باک تیری آنکہون مین
بودا نظر آتا ہی کیون خاک تیری آنکہون مین

سرخ ڈورے نہین بے باک تیری آنکہون مین
ہی نشان شنجرف تیری آنکہون مین

دیکہکر اشک مسلسل کو وہ ہنسکر بولے
بیٹہی ہی انسو نگی دواک تیری آنکہون مین

زلف کی کالی کو تو دیکہی تو وہ چونک اٹہی
سحر ہی یا کہ ہی تریاک تیری آنکہون مین

کہہ دیا مجسے مکدر اوسے تو نے ظالم
خاک اڑی گرد ش افلاک تیری آنکہون مین

تو نے دیکہا جسے وہ قتل ہوا اے قاتل
ہر ش یہ تیغ ہی سفاک تیری آنکہون مین

تو نے صانع کو جو صنعت مین نہ دیکہا صنعت
پہر یہہ بینائی ہی کیا خاک تیری آنکہون مین

ہی رسم جہان کی یہہ ستاتے ہین
دل کون بدلتا ہی اے یار کسی سی یہان

یا للہ مری حقیقین دشمن یہہ لغا کا ہی
ہم اسلئے اس دل کو نا چار بدلتے ہین

صنعت ہین تیری شکل سی بیزار ہوی ہم

وہ یہہ کہتے ہین نہین آتے ہین ہم
یان بن آئی ہی موی جاتے ہین ہم

حشر مین شاید نہ دست آویز ہو
اسلیئے ہاتھو نہ گل کہاتے ہین ہم

یار آتا ہے کوی دم مین یہان
دل کو یہہ دم دیکے بہلاتے ہین ہم

کہئے کس منہ سی کہ ہر جائی ہی وہ
ہای یہہ بہی کہتے شرماتے ہین ہم

مار کر اپنے چہری ای دوستو
اپنے جوہر اوسکو دکہلاتے ہین ہم

کچہہ نہو جیہو اپنی بہوک اور پیاس کو
خون دل پیتے ہین غم کہاتے ہین ہم

لب پہ جان کو آگئی ہے ہجر مین
لب پہ شکوا یار کا لاتے ہین ہم

رشتۂ الفت کی یہہ تاثیر ہے
وہ ہمارے اونکے کہلاتے ہین ہم

آنکہ صنعت جس گہڑی اوس سے لگی
ہای وہ ساعت نہین پاتے ہین ہم

وہ زلفونکو سلجہاکے کیا باندہتے ہین
مری دلکو اوسمین گویا باندہتے ہین

ادا شاعری کو نہین اسمین ہوتی
ولیکن ہم اوسکی ادا باندہتے ہین

نہین غیر تیری ہوا خواہ لیکن
وہ لوگو نہین اپنی ہوا باندہتے ہین

تڑپتا ہو نہین نیم جان جنکی خاطر
وہ میری لیے نیمچا باندہتے ہین

کہان مشک تاتار اور نہ لفظ اوسکی
سب اوسکو زراہ خطا باندہتے ہین

جو دیکہو تو عیب اونکا کہلتا ہی آخر
جو مضمون شاعر بندہا باندہتے ہین

عجب منصفی شاعرونکی ہے یہہ تو
ق نیاز اپنا اوسکی جفا باندہتے ہین

وہ مطعون ہوکر بہی ملتا ہی اسسے
یہہ تسبیر اوسے بیوفا باندہتے ہین

وہین سانپ لہراتے ہین دیکہہ صنعت
تصور جب اوس زلف کا باندہتے ہین

ردیف نون

کیونکہ اوسکے ہجر مین جینے مین بھی غم سی ہم
دم خفا ہمسے ہوا ہی اور خفا ہین دمسی ہم

گر بنا دین شربت دردِ دگر رہے بجا
غم مین اوس کمر کی لب کے دیدۂ پرنم سی ہم

ہمکو او دمبدم دی دیکے ہر دم ستم اوٹھا
ہین بڑھو کو جہین ظالم ایک تری دی ہم سی ہم

کوٹے تھے جیسی جہاتی شک ہے خلقت تمام
جب سے ای محرم ہوی محرم تری محرم سی ہم

ہو کہ ترسان بولی صنعت یہ بھی صنعت کی یاد
کود جب دیوار اونکی پاس پہونچی دم سی ہم

کبھی جو روئین ہنسین مٹھہ کر بہم ہم تم
تو کیا ہین ابر سے بجلی سی یار کم ہم تم

گلو نہ سرو پہ قمری پہ بلبلون پہ بہار
کبھی تو باغ مین چلکر کرین ستم ہم تم

رکھا دمون ہی مین دمبدم تو دی ساری غم
بیٹھی پھیر کبھی تنہا تو ایک دم ہم تم

یہ رین نہ کسطرح دفتر جو ہمنشین ملکر
ستم کو اوسکے کرین کچھ بھی گر رقم ہم تم

شفیع حشر مین صنعت جو احمد مختار
تو کس لئے کرین عقبا کا بار غم ہم تم

رسوا ہوی دیوانے ہوی زار ہوی ہم
کیا کیا نہ تری عشق مین ای یار ہوی ہم

اب آپکی خاطر پہ اگر بار ہوئے ہم
تو سخت سبک لوگو مین ای یار ہوی ہم

کہا کہا کی تو غم آپکا تیار ہوی ہم
تسپر بھی ستمگر کی غمخوار ہوی ہم

طاقت دل و دین و خرد و صبر و قرار آہ
سب کہو کی تری ہجر مین نا دار ہوی ہم

یہانتک تو تن زار پہ کل کہای ہین ہمنے
غم مین تری جو صورت گلزار ہوی ہم

گاہی بھی ہمین روبرو ہونیکا نہین حکم
دل دیکی تمہین ایسے گنہگار ہوی ہم

صد شکر کہ اس چشم پہ کل اوس نے کہلای
اب دیدۂ اغیار مین گو خار ہوی ہم

اک بوسہ بھی تمنے ندیا حسنکا صدقہ
قربان اگر آپ پہ سو بار ہوی ہم

ایک عمر مین وہ مہر سے بولی تو یہہ بولے

جو دیکھتے ہی ظالم ہو تو نہین کچھ کہی ہی — بوسہ کا کیون نہ اوسی ہو سوال مشکل
اب دیکھئے ہو ملنا کب تم سی تو وہ بوسے — مت منہ سی تم نکالو اپنی یہہ قال مشکل

مشکلکشا کا خادم ہی جان دو اسی صنعت
ہو وی وہ اسیہہ آسان جو ہو کمال مشکل

کسطرح سے پہنچے وہ گر انبار کی ہیکل — یہاہی لگی گولی یہہ جسی بار کی ہیکل
بیکل مجھے کیون کرتے ہو گر آج کا وعدہ — عادت تو سدا آپ کی اقرار کی ہیکل
کل محتسب آیا تھا جو میخانہین اوسلے — رندون نے بنا دی وہین ہتیار کی ہیکل
وہ جا ہے ہی جسکو وہ مری تابع ہی ہمدم — انروزون مری ہاتھہ مین اوس مار کی ہیکل
رہین سلک گہر اشک جگر پارہ مین یاقوت — یہہ چشم نے تیری لئے تیار کی ہیکل
ناچاری سی ہم دیکھتے ہین آپکی انکھین — یعنی کہ اب اس سے دل بیمار کی ہی کل

وہ آجکل وعدہ پہ کیا کرتا ہی کل کل
صنعت ابھی نوبت تری اقرار کی ہی کل

کانمین کن بہول گلہ دا آپ بانی سیبیگل — ہمنشین اوس رشک گل پر کسطرح بہولیہون
مر گیا ہون دیکھتے ہی جو شب گلرو کی گانت — تم مری جیلہ مین سینا حضرت ادریس بہول
گل ہو تلوی سے مقابل تیرے اور اشک مین — بیس ہے شیر اکف یا اور ہے او نیس بہول
ہین جو وہ بارہ امام دو جہان دوسرا — جعفر کی نذر اونکی چاہیے چوبیس بہول
اونگلیو نیر ہی حنا بار گران اوسکی صبا — اوسکی خاطر سرخ گلہ ندی کی ہتا تیس بہول
انکو تم مت سمجھیو سیپارۂ قرآن مگر — حضرت مرسل کو یہہ خبر ہین اوسکی تیس بہول
ہے تو امید جنان لا تقنطو کی علم سے — ہمکو اغوا کر کے ہر گز فوج ابلیس بہول

تہا اشارہ اسمین یعنی ہے تو جہتیسا پڑا
بہیجے صنعت کو جو اوس گلرو کے کن چہتیس بہول

جب وہ گلرو نہو گلگشت مین ہمراہ مری
مہر بھلا کیون نہ لگین آنکھون مین یہہ خاصی پھول

جا پڑی اوسکی گلی مین نہ کسی حیلہ سے
یا الٰہی وہ کہین بدلے مری ہاسی پھول

عشقمین بے اذنی دیدہ کمال ہی بلبل
دیکھوست جیسے جیو ہرگز کہین منقاری پھول

دلمین یہہ بات بھلا کیون نہ لگی خار میرے
گلبدن مانگو جو تم باغمین اغیاسی پھول

ہمنے تعویذ کیا بازو پہ اپنے باندہا
گر پڑا تہا جو وہ گل آپکی دستاری پھول

دوشتو جامہ مین پھولا نہ سمایا صفت
اوسنے مارا جو مری ناک کو ایک پیاری پھول

یاد چشم اوسکی ہی ہوتا تو جو متوالا ہی دل
دیکھہ مت دیکھہ اے ہی طرفکو تو تو متوالا ہی دل

وہ جسا تہا بان و مال و دین و ایمان مرے
متو تو نسی مین نے اوسکو دیکہا بھالا ہی دل

ہو حساب دوستان در دل اگر وہ بوسہ دے
اس توقع پر نہ مین نے اوسکو دی ڈالا ہی دل

جسکے درد و غم نسی ہر شب بنم ہی انکھین مری
اوسنے کشمیر سے تجکو بڑا پالا ہی دل

جا بجا رسوا ذلیل اور خوار کرتا ہی مجھے
یہہ بغلمین مین نے دشمن دو سنتو پالا ہی دل

اونچ نیچ اوسنے کہی ہمکو جو غیرت نکی حضور
سنکے اس غم ہی ہمارا اب تہ و بالا ہی دل

ہی کہان دلبر مین صفت کی جو دلبر ہو لگے
جسکو ہم سمجہو ہو صاحب دل تو ایک بھالا ہی دل

ملنے کا اوسکی ایدل مت کر خیال مشکل
جسکا کہ خواب مین ہی تجسے وصال مشکل

دل پہنس گیا ہی اپنا ایسی جگہہ کہ جسکا
دشوار دیکھنا ہے ملنا کمال مشکل

تیر نگہ کا اوسکی دل ہو گیا نشانہ
ہی دور سے بھی جسکے اب دیکھہ بھال مشکل

سمجہے تہے اوسکو آسان لیکن جو غور کی اب
سارے جہان سے ہی چاہت کی چال مشکل

وہ پیر دی نزکی ہی محنصہ کی حالت
اسدل ہو گیا ہی اب انفصال مشکل

ہو وصل کی تمنا دشوار کیون نہ اوسے
کہ نا ہو جسکے آگے اب عرض حال مشکل

ردیف لام

طریق عشق مین دیکھو کس تیار گی دنتک

ہون یار نازکی سی جسے یاسمن کے پھول
کس رنگ سو گئے اور بھلا وہ چمن کے پھول

دیتا ہے بیگنہ مجھے دشنام دیکھنا
جھڑتے ہین کیا ہی منہ سی یہہ غنچہ دہن کے پھول

کشتہ ہون گلبدن کا دمیت ہی میری یہہ
غسال رکھیو تو میری اندر کفن کے پھول

کھودی تھی نہر جان بھی کھودی تو ہی
شیرین ہین ہای آج اوسی کوہکن کے پھول

یہہ نازکی کہ ساتھہ ہی غش کھاکے گر پڑا
گلبانہ مین لگا جون ہی اوس گلبدن کے پھول

جل جل کے ہم نے آتش ہجران سی گلبدن
گل کھاکے یہہ کہلائی ہین اپنی بدن کے پھول

ہر آن اوسکے فضل کا رہیے امیدوار
صنعت غرور زہد پہ مت شیخ بنکے پھول

پھل پھیے پہلے کہلتے ہین نخل چمن کے پھول
اور یہان کہلے ہین پہل سی بت تیز گی کے پھول

غش آگیا ہے دیکھہ کے ایک گلعذار کو
ساقی جو آوی بیچ مین میری دہن کے پھول

بوسہ کبھی نہ لیوی وہ گلرو تو سمجھیے
خوشبو کسیکو دیتے نہین ہین چلن کے پھول

تاثیر ہے عجب تری وحشی یہ گلبدن
لگتی ہین سنگ جو شمین دیوانہ پن کے پھول

گل پہلے بھڑہی کی آگ سی کہلتے ہین دو ہیتو
پانی سی اور شگفتہ ہون ساری چمن کے پھول

صنعت یہہ طرفہ تر ہی غم گلعذار مین
لخت جگر نکلتے ہین آنکھو تسی بنکے پھول

جیلہ بندہ کو عنایات ہون سرکار سی یہوں
کسطرح جاوی نہ یکبارگی اس بار سی یہوں

درد گلرو سی جور و ناہون وا گئے ہین
جای لخت جگر اس دیدۂ خونبار سی یہوں

کرکے زخمی مجھے کہتا ہی وہ قاتل ہنس ہنس
دیکھو کتری ہین کیا ہمنے تلوار سی یہوں

خط نہین طرفہ ہے یہہ گلبہ چمنبن کانٹے
ورنہ معمول ہی نکلے ہی سدا خار سی یہوں

ہو گئے جید رقیبونکے جگر مین وہین
اوسنے مارا جو ہری رخنہ دیوار سی یہوں

سجاوٹ ہی وہ دھوان دھار شمع روتیری
کہ جس سے لگا وہی صنعت سے فانکسار کو آگ

آجاؤ کبھی تو نامہ پیام کب تک
اس بیقرار دل کو لوں تھام تھام کب تک

میری طرف لو سچ مچ تشریف لائیگا
ہو منتظر تمہارا صاحب غلام کب تک

یہہ آرزو ہے آکر تم بھی کبھی تو بولو
مین آپ اپنی دلسے ہون ہمکلام کب تک

میر بطرف سے قاصد کہتا یہہ تو زبانی
جیتا رہون تمہارا اے لیکر نام کب تک

صنعت یہی ہے رونا گر آپکا تو کہیے
اس شہر کے بچین گے دیوار و بام کب تک

پہرا ہے جیتا کولی وہان سے نامہ آتا
نرماہ اوسکی تو ایمیری چشم تر اب تک

نہ ہمنے عشق بت سرو قد مین پہلے پایا
یہہ سچ ہے سرو مین آیا نہین ثمر اب تک

یہہ مہر و مہ تیرے پاسنگ حسن ہون نکہی
بنا کی تو نے فلک کہکشانکی گر اب تک

نظر لگے نہ تیری مجھکو ہے یہہ خوف جیسے
نہ اوسکو دیدہ حسرت سے بد نظر اب تک

تمہاری راہ ہی تاتک گذر کیا جی سے
کیا نہ آپنے صنعت کی گر گذر اب تک

دکھائی شکل تو نے کیا سر دیوار کر دینگ
رہا شش در سا جو مین صورت دیوار کر دینگ

نہ میرا نام روشن محفل عشا قمین ہوگا
بسان شمع گو میری کئی سو بار گر دن تک

سمائی کسطرح ہوگی مری ہمدم کہ او قابل
نزاکت ہی سے لا سکتا نہین دیدار گر دن تک

ابھی اغیار آتا پاس جانا تکی نہ ہوگا
کئی تو جب تک نکوئی یار مین دو چار گر دن تک

گلوئے یار و نازک ہی جو ہنگام تپان خورد
تعجب ہے رہے دیوانہ وہشیار گر دن تک

یہہ گل کہانے یہ مین اغیار نازان گلبدن جسکو
کرو گر امتحان حاضر مین ہم دلدار گر دن تک

اگر اغیار بل در پہ ہین مغرور صنعت

وہ اور ہستی ہی گویا ابر اور کٹاری برق

عشق و الفت نہین اپنی بن تقدیر کو طوق
کسطرح نکلے یہہ اب ہاتھہ ہی تدبیر کے طوق

مر گیا دیکھکے مین ہار کسی گلرو کا
لکھیو مانی تو گلی مین مری تصویر کے طوق

سرو آزاد کہتا اوسکو گرفتار کہین
ہمنشین اسلیئے ہی قمری دلگیر کے طوق

سرسری اوسکو سمجھنا یہہ جرأت کی چہلے
اوسنے پہنا ہی گلو مین ہین عجب تیر کے طوق

مارا ہی زلف سے تو چشم کا حلقہ دکھلا
حضمین بہتر ہی صنعت صاحب زنجیر کے طوق

ردیف کان

حور و پری ملائک فلمان و انس و جان تک
ہی شیفتہ اوسیکا سب ہی جہان جہان تک

غمنے تمہاری حالت کی ہی مری یہ حالت
حیرت سی مجھکو ہر ایک رہتا ہی مہربان تک

ہوش و قرار طاقت تاب و خرد و توان تک
رخصت طلب ہی ہمسے فرقتمین بلکہ جان تک

اس عشق لامکان کا ہر ایک مکان مکان ہی
لوح و قلم ہی لیکر اور عرش و لامکان تک

شبخون اوسنے مارا لوٹا دھری دھری کر
آراستگی کی نوبت پہونچی مسی میان تک

کیا قہر ہی کہ یہانسی یون بستر لب بہرن ہم
آ ہی ہمین ہمتو ساقی یہان تجھکو مہربان تک

حسن گر انکا تیری خورشید ہو یہہ باشد
تو لی اگر فلک آورین جامی کہکشان تک

صنعت اگر وہ بوسہ دی جان و دلکی بدلے
مت چوکیو یہہ سودا اگر گذرے یہانتک

لگے خدا کرے اسد لگی انتظار کو آگ
لگا ہی جسنے کہ اس میری چشم زار کو آگ

وہ شعلہ رو جو کرے گرمیان رقیبونسے
تو کسطرح نہ لگے جان بیقرار کو آگ

جمیٹ نہ مجھسے تو گرمی مین جلکے یون بولے
لگاوں ایسے مین جھوٹے تری پیار کو آگ

اگرچہ ناز نہ تھی اوس شجر مین پر تیرا
حنائی دیکھکے پنجے لگے چنار کو آگ

وہ ماہرو جو نہو سیر گلین ہمراہ تیرے
تو سمجھے یہہ دل بریان گل و بہار کو آگ

محراب و تیغ و قوس و کمان و ہلال عید
سب یکطرف ہین ابروی خمدار یکطرف

اغیار بار یاب ہین محفل مین آپکی
ہم مہب کی سب سی بیٹھے ہین لاچار یکطرف

غمزہ و آن و عشوہ کر شمہ ادا و ناز
دل کیا بچے جو ہو وین یہہ دو چار یکطرف

کھینچے ہر ایک اپنی طرف زلف چشم و رخ
ق
وندان و ہان و کاکل بل دار یکطرف

انمین مجھے ہر ایک کی خاطر عزیز ہے
مین کسطرح سے ہو رہون ای یار یکطرف

صنعت مین بخشوائے یہ ابیات کی مستعد
ایک سو علی جی احمد مختار یکطرف

یوشیدہ ہی ملو مگر ای یار صاف صاف
لوگو یمین نہ ہو ویگا اظہار صاف صاف

اقرار یہ لو تم سر بہی ہلایا کبھی نہ واہ
ہان آپکی زبان پہ ہی انکار صاف صاف

مین نے کہا کہ آپ نگدر مین کس لیے
سنکر سنا ہی بیٹھے وہ دو چار صاف صاف

آئینہ وار کیون نہ ہو حسرت مجھے بہلا
آوین جو یاد اوسکے وہ رخسار صاف صاف

ملئے کبھی تو یا کہو کچھہ کہا کرے مرین
اسکا جواب دیجئے ایکبار صاف صاف

طرتا ہون غم مین مدہی ڈالو تو لیست ہے
کہتا ہون تمسے ہو کے مین لاچار صاف صاف

صنعت کو اپنے بس مین کیا اوسکو لبی ہی
کہتا ہر ایک تہا سر بازار صاف صاف

فقط تڑپ مین نہ شاگرد ہی ہماری برق
مدام سیہ ملتی ہی دل سے بیقراری برق

ہماری آہ و ہوان دہار کی یہہ شوکت ہے
نقیب رعد ہے فوج ابر اور سواری برق

نہ آیا ڈہنگ تجھے اوسکی اچپلاہٹ کا
تڑپ تڑپ کی بہت تو نی جان ماری برق

جلا چمک کی نہ ہر وقت اور تو کہ مجھے
ہر ایک بوند ہے بوندی کی ہی کٹاری برق

ہماری آہ شرر بار سے ڈری ہے رعد
چمک دکہای ہے کیا ہمکو تو یکاری برق

جہڑی لگائی نگیون نے اوسم آمدن صنعت

دم مین کسیطرح سے نہ آوے کسیکے جو | کرتے ہین ہم بھی ایسی ہی غلط کہتے ہی اختلاط

پوچھا مزاج اولکا جو صنعت نے تو کہا
بہتا نہین ہون یہ لگاوٹ سے اختلاط

مانیومت کبھی یہ بات ہی اے حور غلط | تیرا عاشق مجھے سب کہتے ہین مشہور غلط
لن ترانی تھی یہ موسی کی طرح ایمان لاؤ | جلوۂ یار تھا وہ روشنی طور غلط
دار پر رکھدیا لیکر اوسی کو فہمون نے | حق تو کہتا تھا وہ کیا کہتا تھا منصور غلط

عرض حال اپنا کیا ہین نے تو اے صنعت
سامنے اپنے کیا کرنہ یہ مذکور غلط

اگر کرتے نہ صاحب مجھسے کم ربط | تو کرتا کیون بھلا بندہ سے غم ربط
لکھا تھا اپنی قسمت کا جو تم نے | کیا موقوف مجھسے یک قلم ربط
مین اپنے دل سے کتنا ہی بڑہاؤن | گھٹاتا ہے وہ مجھسے دم بدم ربط

نخلبند ہے ترے مجھکو کل آئی
نہ بوچھا غیر سے صنعت بہم ربط

ردیف ن

دل تو کہی ہے مجھسے کہ چل یار کیطرف | اور شرم کہتی ہے مجھے عار کیطرف
دیکھا جو مین نے ابروے خمدار کیطرف | دیکھی تھا بار بار وہ تلوار کی طرف
حیران چشمبین لیکے عصا کو وہ رہگئے | دیکھا جو تو نے نرگس بیمار کیطرف
دیکھے جو ایک نگہ مرے رشک چمن کو تو | پھر عندلیب جہانکی نہ گلزار کیطرف
ٹکڑے ہی جگر صدف کا ہو کیونکہ نہ شبنمی | دیکھی جو میری چشم گہربار کی طرف

صنعت یہ آرزو ہے کہ محشر مین جام کو
پھیلاؤن ہاتھ حیدر کرار کی طرف

غم مین ڈبوئی ہے یہ دل زار کیطرف | ہے چشم دل ہی چشم ہے خونبار کیطرف

مہر سے پیار سے الفت سے کرم سے اخلاص
ہو تو اسطرح سے ہو آپ سے ہم سے اخلاص

ہمکو ہی جور سے ایذا سے ستم سے اخلاص
اور ہمین درد سے اندوہ سے غم سے اخلاص

ہین وہ نادان بجذبا چہور تجھہ کہتے ہین
دیر سے کعبہ سے اور بت سے صنم سے اخلاص

جان دی اور ہوے مجنون جہانمین مشہور
تہا جنہین ہیر سے لیلیٰ سے لعل سے مہ سے اخلاص

ہی قصور اونکی یہہ فہمید کا دلمین ہی جنہین
حور و غلمان سے جنت سے ارم سے اخلاص

جای ہستی سے جو ہنستا ہوا تو کہہ ہمدم
درد سے رنج سے خواری سے الم سے اخلاص

اپنی ہستی تجھے منظور ہے گر ای صنعت
دم سے تو اپنے ہے رکھہ یا کہ عدم سے اخلاص

سوای بغض نہین نام کو جہان اخلاص
غضب ہے اوسی رکھتا ہی ایک جہان اخلاص

مجھے ہی صورت اخلاص جس سے وظالم
کری ہے قتل محبت کا پھر کہان اخلاص

نہ مارے مین کرون رشک حور اوسکی قصور
کری جو تجھسے ذرا بہی فرشتہ خان اخلاص

پڑہ اوسپہ قل جو مواد یکمکہ تری صورت
یہ بعد مرگ تو کرا وسی بدگمان اخلاص

کمر تو قتل پہ باندہو مری میان جب تم
کہون مین ہے مری اور اوسکے درمیان اخلاص

مین جان رشک سے ای جانجان کیونکہ بدلون
رکہی جو تجھسے ہے ہر ایک السن جان اخلاص

اب ایسے شخص سے کیونکر کوی بسر آوی
نہان تو بغض رکہے اور کری عیان اخلاص

لئے رقیبونکو ہمراہ میری گہر آئے
عجب طرح کا کیا آپنے میان اخلاص

جہانمین کوئی دشمن سے بہی نہین کرتا
کیا جو آپنے صنعت سے مہربان اخلاص

کرنے جواب ہمسے لگے جھٹ سے اختلاط
ہے جھوٹ موٹ سب یہہ بناوٹ سے اختلاط

فرمایئے تو آج ہی منظور کیا تمہین
کہتے ہو تم جو ایسی گہلاوٹ سے اختلاط

بے اختیار مینے بلائین جو اونکی لین
بولے کہ آپ چہڑ سے لگاوٹ سے اختلاط

شمع رو دیکھکے صورت تیری پروانہ نمط
کیون نہ لگ جاے ہر ایک گل کو جمین آتش

ہے توحید یہ فدا روز ازلسی صنعت
کیونکہ دوزخ کی لگے گی تری تمین آتش

اس اشک نالہ سی ہی مرا دل گہی بآب گہی باتش
کہ جیسی ہوی گلال کے گل گہی بآب گہی باتش

کچھہ اسکو سمجھونہ اور ایدن جو آوین باران فرقت
یہہ حرمت اوسکی ہی ہمیشہ نازل گہی بآب گہی باتش

نجات طوفان سی نوحکو دی وہ نار گلسی خلیل کے
کری ہی آسان وہ سبکی مشکل گہی بآب گہی باتش

یہی محبت کا پھل ہی جلن بجھہ جو سر خسرو پہ اور ہو
لسبان شمشیر شوخ قاتل گہی بآب گہی باتش

بھلا وہ تہ سا بچہ پریوش مدام لوحی جو آب آتش
تو کیونکہ ہمبھی نہو وین مایل گہی بآب گہی باتش

ادہر ہی ہمسے یہہ سرد مہری ادہر قلبو نسی گرمیان ہین
نکیونکہ اس عم نسی ہو ینین داخل گہی بآب گہی باتش

بھای آنسو جلای نالہ یہ اپنی حالت ہی سوچ مسلم
بابر وگر ما گرمی ہی منزل گہی بآب گہی باتش

ہی سرد و گرم جہان چشیدہ وہ ایہہ صنعت کو اشک و نالہ
لسبان حمام ہے وہ شاغل گہی بآب و گہی باتش

اک دم بھی نہین لگتی مان یاد فراموش
اور آپ ندین غیر و نسی دان یاد فراموش

کچھہ بات کسیکی نہین یاد آپکو رہتی
شاید کہ یہہ ہی آپکی ایجاد فراموش

یہہ یاد رہے یار مین بوسہ ہی ندو نگا
جب مجھسے بدیگا وہ پر نیاز فراموش

صورت تو تری دیکھکے ہو جاتی ہین والہ
اپنی نہین خود مانی و بہزاد فراموش

دلبر کے لئے تڑپ بھی ہی دل یون کہ تہ دام
گر صید کو ہو جای ہی صیاد فراموش

تعلیم کری یاد بتان ہمکو خدا نے
کی آپکے حقین مگر ایجاد فراموش

لولے ہی وہ دل لینے یہ بھی یاد مقرر
اور کرتا ہے دی گا لیان ارشاد فراموش

یا شاہ نجف عرض ہی صنعت کی یہہ تجھسے
ہو جاے نہ خاطر سی یہہ آزاد فراموش

یہان تلک بھی نہین چاہی ہی سنگدلی
کیا نہ حالیہ صنعت کی تو نے یار افسوس

کیا ہی انتظار اوسکے مین یان آرام سو سو کوس
اگر مشعل سی لیکر ڈھونڈیگا گلفام سو سو کوس
اگر ایک آن صاحب بندہ خانہ کہین بھیجی
برنگ آسیا مین گو جگہہ سی ہل نہین سکتا
سوای خال و زلف و یار کب ہنستا ہی مرد دل
اگر ہو جھوٹھہ صاحب ہاتھہ بندہ کو قلم کیجے
پڑین پتھر تری بس چاہنی پر کوہکن ناداں
اسی منہ سی تو اپنی آپکو کہتا تہا عاشق ہون

ترا لکھنا سی جسکی کہتا ہی ایک ایک کاغذ سو سو کوس
نہین ملنے کا مجھسا عاشق بدنام سو سو کوس
تو اوڑ جاوین میری دلسی غم و آلام سو سو کوس
پھراتی ہے مجھی یہہ گردش ایام سو سو کوس
رکھی دانہ بچھادی اور کری دلم سو سو کوس
گئے ہین آپکے تو نامہ و پیغام سو سو کوس
ہوا اب تک نہین ایسا کسی کا کام سو سو کوس
کہ مر کر آپ شیرین کو کیا بدنام سو سو کوس

ق

بہ آوین اوس سے کیونکر کام دل کیا کیجے صنعت
ہمارے نام سی بھاگی ہی وہ خود کام سو سو کوس

سیاہی خون یا کہ میری چشم تر آتش
دیئے کا اثر کہتی ہے یہہ آہ شرر بار
اپنی یہہ شرر ریز فقط آہ نہین ہے
سوزش ہے بنا عشق کی مین کرم سمندر

پانی مین لگاتے ہین یہہ لخت جگر آتش
لگ اوٹھتی ہی سنتے ہی جیسے تپش آتش
مین تب سی غم عشق مین ہون سر بسر آتش
ہے زیست مری آگ ہی رہنی کو گہر آتش

کو مثل چنار اپنا بدن سبز ہی صنعت
باطن مین جو دیکھو تو مرا ہی جگر آتش

بیتش ہجر سے یہان تک ہی بدن مین آتش
سنکے پڑ جائینگے ہمدم تیری تن پر چھالے
شعلہ سو تیری ہی شرارتکے سبب بعد از مرگ
شمع سان اپنی زبان بھی ہی دہن مین آتش
اسقدر اپنے ہی ہر ایک سخن مین آتش
ہی یقین یہہ کہ لگی اپنے کفن مین آتش

ردیف شین

پاس اغیار ہے ہر ایک قرینہ سے تمہین
اور مری یاس سے تم بھاگتے ہو دور ہنوز

حال دل کہنا تو کیا اوس سے ملا نا نکہین
اپنا اتنا بھی تو ہمدم نہین مقدور ہنوز

تخت دل یون ہی مری نوک مژہ پر جم
کہ گویا دارا یہ موجود ہے منصور ہنوز

اپنا صنعت نی اوسے جیسے کیا عالم مین
یہی چیر چاہی یہی غل ہی یہی شور ہنوز

ردیف سین

بیٹھے ہین اپنے پیرائی ترے بیمار کے پاس
تو بھی چل بیٹھ ذرا اپنے گرفتار کے پاس

مجھکو کچھہ پاس ادب بھی نہین اتنا اسدم
دیکھتا آپکو ہون جب کے مین اغیار کے پاس

مثل منصور کے دل دار سے مت ڈر یہ گنہ
بھیجنا گر تجھے منظور ہے دلدار کے پاس

پلکین ہو جائیگی یہ مشک تمہاری افشان
مردمون بیٹھو نہ اس دیدہ خونبار کے پاس

صحبت بد کا یہہ چسکا ہی نہین چین و قرار
جب تلک آپ نجا لین کہین دو چار کے پاس

اپنی نظر مین نہین ہی وہ دوست ہی دشمن ہی سوا
بیٹھا اوٹھتا ہو ہر وقت جو اوس یار کے پاس

بیقراری سی نہین چین بقول جرات
غم سنانیکو جو بیٹھون کسی غمخوار کے پاس

یہی صنعت کی دعا ہی کہ طفیل شبیر
پھر نہ جاوین کہین حیدر کرار کے پاس

مجھے یہہ آہ ہے رہ رہ کے بار بار افسوس
رہی نگہ مری تم ایک شب ہزار افسوس

گذر گیا مین اس ارمان مین ولیکن آہ
کیا نہ آپنے مری طرف گذار افسوس

یہہ خاکسار ہوا گرد راہ تیر بھی
مٹا نہ آپکے قدسی کبھی غبار افسوس

جو غیر آپکے قربان ہون مری ہوتے
کری نہ کیونکہ بھلا اب یہہ جانثار افسوس

ہزار حیف یہی منصفی ہے ایصاد
اسیر دام ہو بلبل سنے بہار افسوس

رہو ہو غیر سے تم ہمکنار چھوٹ مجھے
ہزار حیف و صد ارمان بیشمار افسوس

لبو نہ آہ قلق دلمین چشم پر طوفان
عجب طرح کا مرا پیتا تھا دکنار افسوس

قندیل آسمان کا جلے کیونکہ اب چراغ
قندیل کی جب اوسکی ہون اندر بلال جا

پا بوس آپکو تیری ہی اے شہسوار حسن
چوبیس اونکے ساتھ ہین اختر ہلال جا

کفش ستارہ دار جو لوہین کر چلے
پیدا ہون وہ قدمپہ منور ہلال جا

پھر کیون نہ آسمانسی زمین چار چند ہو
اوسپر ہلال ایک ہی اسپر ہلال چار

صنعت نے کلیات ہلالی کی سیر کی
باندھی نہین ہین اوسنے کہین پر ہلال جا

قاصد ابھر خدا لایار جانیکی خبر
اوسنا اوسکو بھی میرے وحشتہ جانیکی خبر

دیکھتے ہی ہنسن گیا دل لف کے حنجالین
کب مجھو تھی اس بلای ناگہانی کی خبر

جو گیا پھر کر نہ آیا ہے عجب کچھ سیر وان
کچھہ نہین معلوم ملک جاودانی کی خبر

کیجیے صیاد کی کیا مہربانی کا بیان
نے خبر دانیکی لیتا ہی نہ انیکی خبر

آپکو لیلی وہ سمجھے اور گویا مجنون مجھے
اب پری نے سنکی میرے ناتوانیکی خبر

اب گلا کرنے سے کیا حاصل دلا جو ہو سو ہو
تھی مجھو آگی ہی اوسکے ظلم رانی کی خبر

حضرت موسی نکرتے دید کا ہرگز سوال
اونکو ہوتی گر جواب ان ترا نیکی خبر

کھچ سکے گا کل یہہ اوسکی مار کر سر رہیے
ہندنک بہو بچی ہی اب بغداد و مانی کی خبر

کس بہروسے پر یہہ صنعت ہان ہین ای بیخبر
کیا نہین صنعت تجھے اس زندگانی کی خبر

روایت ۱۱

مین تو ہون یار اسی غم سے لب گور ہنوز
اور تمہین خاطر اغیار ہے منظور ہنوز

دیکھتے ہی وہین قاصد کی زبان کٹ گئی
کہ میرا منہ پہ نہ لایا تھا وہ مذکور ہنوز

اوسکے تو در پے آزار ہی پھر القاتل
یہہ ہوا ہے نہین پیارے ترا رنجور ہنوز

مہربانیکی بھی حالت مین جفا کا اوسکی
وہی انداز ہی اور ہی وہی دستور ہنوز

تم جو تھے غیر کے گھر چوشہ مین اوسدن
ہے اوسی غم سے مرا شیشہ دل چور ہنوز

لوگونسے کہ جانی بھی دو یہان سے تو کیا جہاں

کیا غضب ہی کہ سمجھتا ہی وہ غیرون کو بھلا — اور کہتا ہی سدا عاشق غمخوار کو جوار
کیا برا مانے اب جور و ستم کا اوسکی — جو بھلا اپنی ہی دے طالب دیدار کو دار
تیغ ابرو کیطرف گر کرے اب رو قاتل — پہینک دون بہون پہ وہین مغربی تلوار کو دار
مار کا بوجہہ سمجھا لانگیا جب اونسے — اپنی گردن سے وہین پہینک دیا مار کو مار
ہجر مین کر نیکو طوفان نہ لگی دامن — مردمون پل کی بھی اس دیدۂ خونبار کو پار
شعلہ رو دیکھکے دستار وہ گلنار ترے — شیخ تسبیح کو اور کر دی زنار کو تار
چادر و نہر نہین باغمین جاری ہیو جہ — رشک گل تونے کیا رشک سے گلزار کو زار

داغ دل دیکھلے صنعت تا کی ہی گر شوق چمن
باغمین جاکے تو نہ گسن بہار کو مار

ابرو جبین و تیغ و کمان ہر ہلال چار — ناخن بدل ہین اپنی یہہ ملکر ہلال چار
بالی جڑاؤ نمین لٹکتی نہین ہلال — حلقہ بگوش مین ترے دلبر ہلال چار
دو دو ہلال تیری علی بندمین ہین واہ — کیا مین بسر تھی اونے زیور ہلال چار
کیا تاب لائین تاب جو تیری جبین کو دیکھ — ہے ایک ہلال چرخ پہ ہون گر ہلال چار
چوتھی فلک پہ دیکھکے خورشید نے بجای — تو مت اوڑا پتنگ لگا کر ہلال چار
قوس و ہلال و قد عشاق کہکشان — ہین غم سبی تیری خم یہہ ستمگر ہلال چار
دو ابرو اور لبون کی تیری کس سے مدام — می کا بہرا دکھا ہی ساغر ہلال چار
رکھتا ہے اک ہلال یہہ کیا چرخ چنبری — جالی کی رکھتا ہی ترا چنبر ہلال چار
جو ترکی یہہ نہین ہی ہلالی تری کلاہ — لیتے بلائین ہین تری ملکر ہلال چار
جھومر مین اوسکی دو دو لٹکتی ہین جو ہلال — ہین یہہ ہلال عید کے ہمسر ہلال چار
ہمشکل دو ہلال کڑی ہین یہہ بیشک — یا پاؤن آپکی ترے کافر ہلال چار

ردیف (ای) بندی

یہہ فقط اسمجھہ کا قصور ہی کہ کہی ہی تو کہ وہ دور ہے
وہ رہے ہی صفت مین نہان تو فر شہر ہی غیر شہ تیا

تنکا زمی سامنے تو ہو کی خفا توڑ — دل کعبہ ہی کافر نہ اسے بہر خدا توڑ
کرتے ہی نظر گات یہ اپنی جو ہو ی سخت — فرمایئے کیجہہ آپکا کیا مین نے لیا توڑ
جاری ہی میرے چشم کا چشمہ شب و روز — دریای غم ہجر کا سمجھو اسے تا توڑ
طوفان کی طرح غرق ہوا پلین اک عالم — پل چشم کا پل اشک نی شاید کہ بنا توڑ
یہہ تیز ہے تیر نگہ یار کہ او سکا — کیا توڑ ہے کیا توڑ ہی کیا توڑ ہی کیا توڑ
ممکن نہین وہ ماہ ملے مہر سے تجکو — تارے اگر افلاک کے تو لائی دلا توڑ
ایک روز جو مین جوڑ کے ہاتہہ اوس سے لگا ق — اب غیر ہی تو رشتۂ الفت کو ذرا توڑ
اسبات کو سن مجھسے ہی توڑا اوسی لگا — ربطا اوس سے کیا اور بہی یہہ او سکا کیا توڑ

ہی آبرو ی عشق اسی مین ہی صفت
اب آنسو دن کا تار نہ تو بہر خدا توڑ

اوس گل کے جو دامن کو دیا مین نے جہاڑ — ایک ہاتہہ صفائی کا لبس اوس نے سی بہی دیا جہاڑ
ہوا سمین لالہ غبار دل جانان — چلکر سر محفل تو رقیبونکو دلا جہاڑ
صد شکر کہ سر کاٹ کو کی اوسنے صفائی — یہہ بہی تری گر دنسے دلا خوب لگا جہاڑ
کر سر و چراغان مجہو وہ گل یہہ کی ہے — محفلین کہ جلتا ہی یہہ کیا خوب بنا جہاڑ
جس دوست نی میری اوسی دیکہا ہو اتمین — یون ہی ہی رقیب اپنا زمانہ یہہ لگا جہاڑ
کیا شاعری کی ہی یہہ مصور نے ورق پر — کل اوسکو لکہا اور قد عاشق کو لکہا جہاڑ
شب لیلیٰ شیخ یہہ خلوت مین کہی تہی — تنکے سی تو ڈاہی کو ذری اپنی بلا جہاڑ
ایسا نہو شاید مجہے کاٹی کوی بچھو — پھر تو کہیدوا سکو کوی بہر خدا جہاڑ

صفت کو جو جاتے ہوی دیکہا تو وہ بولی

عالم نے کی نظر گر اوس ماہ جبین پر
یہہ حسن کا عالم ہی کہ ہی ماہ جبین پر

دل آ دہی کہتا ہی کہ یہہ بھی نہ مدینن
جون جون کہ زہ کرتے ہین گلا غیر پر ین پر

ایکبار تو ہان منہ سی تو کر اوپ سنگین
پتھر پڑی سو بلکے اس تیری نہین پر

شب پیر کا خادم ہی دل و جان سی صفت
کہدو ایئو صفت تو بھی نقش نگین پر

آی تھی جس جا سے ہم کیا کیا نخواری کھینچکر
لیچلے پھر اوس جگہہ یہہ بیقراری کھینچکر

کیون نہ فربہ ہو اوسی معلوم مجنونی شبیہ
جسکو تم لقمہ دکھلا دو ہماری کھینچکر

کہہ سکی کا کل نہ اوس سے تو سر مو آپکے
مانی کیا نادم ہوا صورت تمہاری کھینچکر

ہم خبر اسنے تکیکا کیلیے اگر بھلا
لائی ہی پر یہان ہمین بی اختیاری کھینچکر

یہہ بھی حسرت رہ بجاوی ہی میان خاصہ غلام
دیکھہ لو تلوار کی تم آبداری کھینچکر

جنبش ابرو سی اپنی ہی یہہ حالت ہو تو
دشمن جانی کو یا تلوار ماری کھینچکر

جلوہ فرمایون ہی شعلہ آہ کا بالا ہی دود
جسطرح ہاتھی پر پرکہتے ہین عماری کھینچکر

چشکی لی جب اوس کٹاری دار یار جانیہ غیر
رشک سی ہم کیون نہ مرجاوین کٹاری کھینچکر

دور ہو صفت کا غم صدقہ نبی کی یا علی
آپکے در پر پڑا ہے غم یہ بھاری کھینچکر

اوسکو ڈھونڈھے جا کی کوئی کہان نتو فرشتہ ہی نہ غیر
جو مکان ہی اوسکا لامکان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

نہ خور کو اوسکی تلاش ہی نہ تعلق دین معاش ہی
جو ذرا قرار اوسکو نہین میان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

وہ عیان ہی ہر ایک چیز مین نہان ہی سبکے ضمیر مین
کوئی پا دہی اوسکا کہان نشان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

وہ نشہ کیطرح سی ملمین ہی بسا ہوئی ہی دل و کلمین سے
یہ جہا ہی معنی و لفظ سان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

نہ بتکدہ مین نہ برہمن نہ شیخ کعبہ مین کوی وطن
وہ ساتھہ سبکے ہی مثل جان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

تیری زلف سان سیہ پوش ہو نہین میانہ خانہ بدوش
اوہ جا کیطرح سی آشیان نتو فرشتہ ہی نہ غیر

محفل مین نہ دی بیٹھنے وہ دشنام کہین اور

تہا عرض اپنا یا نہ تہا مقدور
تجھسے باہر ہو ی نہ تا مقدور

یوسف مصری کو تیری آگے
ہو وی بات نہ بات کا مقدور

ولطین ہے کیجیے تری پابوس
اتنا بہی پر نہین مرا مقدور

زور کا زر کا عجز کا ہیکو
کون سی بات کا نہ تہا مقدور

پاس رسوائی نے تری پر یار
اپنا یک لخت کہو دیا مقدور

اب بہر ی آنکہہ سے تمہین دیکہے
اتنا صنعت کا ہی بہلا مقدور

آشنا گرچہ تو بہت سب کا ہوا آخر کار
بجھہ سوا پر نہ کوئی ڈہب کا ہوا آخر کار

دن تو جون توں کٹا دیکہئے اب کیا ہووے
پہر یہہ اقرار وہی سب کا ہوا آخر کار

چاہ سے تیری نکالا تہا او سے ای یوسف
غرق دل پھر تری غبغب کا ہوا آخر کار

دیکہکر ماہ کو شب تو نے جو تیوری بدلے
تو وہ با دلین گیا دبکا ہوا آخر کار

آشنا جسکو سمجہہ لے کیا محفل مین آ کے
پہر وہ اپنے ہی مطلب کا ہوا آخر کار

عشق تو چہوڑ دیا جور سے تیری ظالم
دیکہنے کا ہمین پہر لبکا ہوا آخر کار

لعل مغرور تہا سر خی پہ سو کل محفلین
حکم لب کو تری اغلب کا ہوا آخر کار

کفر دین عہد مین تیری نرہا ای کافر
سب رواج ایک ہی مذہب کا ہوا آخر کار

ناز و انداز و ادا قطع نظر ان سبنے
دل گرفتار تری جہب کا ہوا آخر کار

بجھہ اکیلا تو نہین تو ہے ترا صنعت
حال یہہ دیکہہ او سے سب کا ہوا آخر کار

تہا یوسف کنعان بہی بہت گرچہ حسین پر
عاشق تہا دل و جان سے او سی پر وہ نثین پر

قربان نہون کسطرح مین اوس آفت دین پر
دیکہو سی جسے حور کے جل جائین وہ بین پر

یہہ بقدر حوصلہ تقدیر نے تقسیم کی
دل ہی بندہ پہ صاحب و کریمی آپ کی

روز محشر کو اگر قائم رہی ہوش و حواس
ہی ارادہ بار کینیچونگا دہائی آپ کی

درد بندہ کی سوا کوئی اوٹھانیکا نہین
یونتو سب کہنے کو مرتے ہین خدائی آپ پر

جو پڑی قسمت ہی صاحب آپکا کیا ہی قصور
مجھکو مرتا دیکھہ مرتے ہی خدائی آپ پر

کون ہی صنعت کا تم بن یا علی کونین مین
مجھسے عاصی کی مقرر ہی رہائی آپ پر

گو رات کیا آپنے آرام کہین اور
کس منہ سے مین اسبات کا لون نام کہین اور

مجبور ہون یہان آنے مین کیا کیجئے صاحب
لگتا ہی نہین یہہ دل ناکام کہین اور

ہی ایک وہ دمباز یہی طور ہی اوسکا
ہی قصد کہین اور تو پیغام کہین اور

یہان رشک کی آتش سی کباب اپنا ہوا دل
تم غیر کے ہاتھونسے پیو جام کہین اور

اب غرق خجالت مین ہمون غرق ہین کیونکر
چھپ چھپکے کرین آپ جو حمام کہین اور

ہو جھوٹ تو ہم ہاتھہ قلم کر دیئے ہین اپنے
خط ہاتھہ سے اپنے کیے ارقام کہین اور

کہتا ہی وہ دمباز غزل اور بھی صنعت
پڑھکر ہمکو سنا لیجیو انعام کہین اور

کسطرح سے ہم جائین دل آرام کہین اور
تجھہ بن نہین یا یہہ دل آرام کہین اور

ہم اشک سی دن رات جھڑی کیون نہ لگاوین
تم کالو جو برسات کی ایام کہین اور

کہتے تو کہا حال دل اوسسے یہہ دوڑے
ہو جاہی نہ اسبات کا انجام کہین اور

اسواسطے کرتا ہون مین اون بتکی پرستش
ہو جاہی خدایا نہ بت رام کہین اور

مین نے جو کہا عجز سی حال اپنا تو بولے
یہہ بکر کی باتو نکا بچہا دام کہین اور

گردن سی زبان کھینچ نکلوا یمیری
کر جاہ کا مین آپکے لون نام کہین اور

آئے ہی خفا ہی وہ گلا کیجیو نہ صنعت

کمایا نہ تونے رحم اوسکی آشیان پر
کیون خاکمین ملائی بلبل کی باغبان نے

اوسمین فقط گہر ہین اور سمین لعل و گوہر
کیونکر ہنسی نہ روتا ابر گہر فشان پر

ملتا نہین جو یلے جھٹتا نہین جو جھونکا
کیا کیجئے کہ ہم تو مجبور ہین یہان پر

کچھہ داستان ہماری اوسکو نہین سناتا
آتا ہی مجھکو غصہ اب اوسکی قصہ خوانی پر

اوس وزیر تیرا صنعت پھر لامکان مکین ہی
رہجای گر وہ پیاری ایک شب تیری مکان پر

دربار مین نہین ہر تیری بار بار بار
کرتے ہین بہر ی آنمین لاچار چار چار

دستار شیخ جی کہین اوسکی نظر پڑی ہی
کرتے ہو یہہ جو جبہ و دستار تار تار

وہ خانہ خراب دل عشاق اوسکی تمین
غم نے تمہارے کر دیا مسمار مار مار

ملتا نہین وہ مجھسے تو ناچار جا بجا
کرتا ہون درد دلکو مین اظہار یار یار

صنعت کو غم نہین ہر بکہہ کے اوس گلبدنکی رات
شبنم بہی روز ہی تہی یہہ گلزار زار زار

ڈہادی تونے جو ہمسایونکی گہر رو رو کر
کیا یہہ طوفان کیا آبدیدہ تر رو رو کر

حال دل کیہی کبہی اوس سے اگر رو رو کر
تو وہ کہتا ہی کہ بدنام نکر رو رو کر

طفل اشک اپنی کو ہم لخت جگر کیون نہ کہیں
ہم نے پیدا کیے یہہ لعل و گہر رو رو کر

ایسے حرکات شب وصل مین کرتا ہی وہ شوخ
تاکہ ہو جای مجھے صاف سحر رو رو کر

زلف و رخ اوسکا نظر آی نہ ہمکو تو بہلا
کس طرح کاٹین نہ ہم شام و سحر رو رو کر

ویکہہ رو تا ہے مجھے ہنس ہنس کے وہ بوالہوس صنعت
اب اسی شکل سی تو جائیگا مر رو رو کر

ختم ہی مجھپر وفا اور ہو فای آپ پر
سخت دلپر ہی فلک اب کیونکہ ہا ہم ہو ملاپ

جیسے مجھپر بیچو دی اور خود نمای آپ پر
مین تو اوسکتا نہین اور ہی منای آپ ہم

پر تو وہ تہا یہہ اوسکا کہ انا الحق بولا
ورنہ یہہ بات تو ہتی طاقت منصور سے دور

پاس ہی غیر کے اور پاس اوسی ہی اوسکا
ایک ہم تکتی ہین ٹٹہی ہوی مجبور سے دور

رکہئی بات جو محفلین سلام اوسنے لیا
اپنے نزدیک تہا یہہ اوسنے مغرور سے دور

بعد مرنیکے بہی نفرت یہہ اوسی ہی مجہسے
مقبر مین ہی جو گذرا تو مری گور سے دور

اضطرار اور قلق کو مری سمجہی ہی وہی
جو ہوا ہو ویگا اپنی کبہی منظور سے دور

ہم گنہگار دنکا محشر مین چہوڑا نا صنعت
یہہ تو کچہہ بات نہین اے پر نور سے دور

ہی آہ آتشین میری اس آن کی شان ہے
مانند شمع شعلہ ہے ہر دم زبان پر

کر مرد مان چشم کو اسدم تو سرخرو
ای لخت دل وہ شوخ ہی اب امتحان پر

کر دنگی پیچہے یار نکلو ائیو زبان
حرف شکایت آہی جو میری زبان پر

کیونکر نہ دلبر یکا رہے کہیت اوسکی بات
تم غور کر تو دیکہو وہ آپ ہی کس آن پر

آوین خیال اوسکے ہین کب ہمسے خالی کسیا
جس شخص کا دماغ کہ ہو آسمان پر

نشیمہ کسی دون مین پریشان ہون دوستو
لہرای جس ادا سی ہی زلف اوسکی کان پر

صنعت سنا دی ہکو تو ایک اور سری غزل
غش ہم ہین دلسی یار تری اس بیان پر

جہاد پڑ نیکے سنکے تن دوستان پر
ہم اس سے سوز دل نہین لاتی زبان پر

دبنا لہ دار سر مہ نہین اوسکی چشم مین
کر نیکو قتل باندہی ہی جبڑ اوسنے زبان پر

مین بنکی قصہ خوان جو گیا شکوہ اوسکی بات
لایا جبہی اپنے کہانی زبان پر

سنتے ہی اپنی خوبی قسمت دہ ہو گیا
ہے ہے نہ کوئی بات چڑہی اوسکی کان پر

صنعت بدلکی پہر سنا تیسری غزل
مرضی ہی دوستون کی تری امتحان پر

دل بیتاب کیونکر لگ گیا ناخن سی حیرت ہے
کسی صورت نہین ہی سلجھتا مسیحا ناخن پر

عقیق و لعل مرجانکو نہین نسبت کچھ اسکا
عجب ہے رنگ مہندی کا تری یا ناخن پر

اگر چھیڑی ستاری نے تو ہو دلکو مری فرحت
مری عقدہ کشائی اوسکی ہی احبا ناخن پر

سوائی حسن و خوبی ہی تمہی آغا تاب ایسی
تصدق جسمہ ہو حسن بتان بنجا ناخن پر

حنا کا اوسکی پر پوری یہ رنگت سی رہے عالی ہی
کہ اہل صنعت گلگاری رنگ ہین جنوا ناخن پر

جو دیکھی اوس نے تجلی جناب کی منہ پر
ہوا یان سی جہنگین ماہتاب کے منہ پر

بدن مین تیری مقتول کی رہا تش عشق
کہ جیالی پڑ گئی تیغ پر آب کے منہ پر

تمام عمر مین اوس سے سوال بوسہ کا
نہ لاسکا کبھی مارے حجاب کے منہ پر

کلف کو ماہ کی تل سی تمہارے کیا نسبت
وہ جہائیان جو ہین ماہتاب کے منہ پر

یہہ سنکے مارے ڈالی کہ تجھپہ مرتا ہون
کہی تو یہہ کوی اوس بے عتاب کے منہ پر

نہین ہین داغ یہہ چمچک کی کیا تعجب ہے
چمک ستارونکی ہی آفتاب کے منہ پر

بس اوسکو بلبن ہو معلوم اپنی لاف زنی
کہ ہی یہہ ابر تو چشم پر آب کے منہ پر

کسیکی چشم پہ غش ہو نہین دیکھو میری
بجا گلاب کے چھینٹے شراب کی منہ پر

ہین عاشق سارے حلقہ بگوش حیرت مین
جو دیکھا حلقہ نتھہ کو جناب کے منہ پر

ق

کہ یعنی ہالہ مہ گرد مہ کے دیکھا ہے
یہہ طرفہ ہالہ کہ ہی ماہتاب کی منہ پر

کسی پہ اندلون مرتے ہین آپ سے صفت
ادب سی کہہ نہین سکتے جناب کے منہ پر

یہہ چشم تر بھی ہی اور ہو بھی خشک رنگ زرد بھی ہی
نشان تمام ہین اب اضطراب کے منہ پر

ہوا ہی پیر تو کر ترک میلشی صفوت
نہین یہہ بہتی ہی اہل خضاب کے منہ پر

مجھسے دیوانیکو کیونکر نہ کہی دور سے دور
چشم بد دور ہی اتنو وہ بری حور سے دور

اب یہ بھی جان زبان بند کہو ہی ہین الگ
اسکھڑی یار نہوا ایسا تو رنجور سے دور

یاد مین اوس دہن کی گل سوسن زبان
سخت دل کرتے ہین اس حشم سے تا پیر سفید

صحبت تنگ سے ہو تیرہ درون مثل دل
مس کو جسطرح سے کردیتی ہے اکسیر سفید

گشتہ چشم سیہ کے لیے ایماء لقا
سرمہی ہے کفن اور قبر کی تعمیر سفید

ہای کسی رنگ میرا حال ہوا اوسپر روشن
جوش گریہ سے تو ہو جاتی ہے تحریر سفید

اور زبانی بھی جو کچھ کہیے تو اوسکی ہے
خوف سے ہو رخ قاصد دم تقریر سفید

زلف کو مار جو کہتے ہین سو اب کیون نہین
کیون نہین دستی ہین دلکو یہ موی گیر سفید

ہان مگر سانپ لوٹ جاتا رہا ڈسنے والا
کینچلی ہے یہہ نہین زلف گرہ گیر سفید

یا روا غیار سے کیا کیجے گلہ ای صفت
ہو گیا خون زمانیکا ہی جون شیر سفید

ردیف دال

تو ہے استاد فلک قہر وہ تسخیر تعویذ
کہکشان مانگ مہ و خور کے برابر تعویذ

اوس پہ بیداد پہ تاثیر کسی نے بھی نکی
سورۂ جن بھی پڑہے اور لکھی اکثر تعویذ

برق کی کوند مین کچھہ فرق سر مو بھی نہ تھا
اوس پہ یکے جو ہین چمک کی بھی معجز تعویذ

گمیان غیر سے اب اور بھی گر تا ہی وہ شوخ
کیا ہی نادم ہوئی ہم جیکہ جلا کر تعویذ

ہاتھہ پہ بازو پہ گلے مین کمر پہ سر پہ
اپنے ہر عضو پہ رکھتا ہے وہ دلبر تعویذ

حرز جان اتنے ہون جس شخص کے مثل محسن
اوسپہ تاثیر کرے کچھہ کوئی کیونکر تعویذ

تنگ گئی مر گئے سب علوی و سفلی والے
نچلا اوسپہ کوئی جنتر و منتر تعویذ

درد سر کس لئے اتنا نہ گھسو صندل کو
باندہ دو اپنے گلے کا مرے سر پر تعویذ

دل بہر لگا کبھی اوس بت سے نہ میر
ہے دلالین ریا مین عدو لکھہ کے برابر تعویذ

ردیف را

گر ہی رونے مین جو لخت دل بے تاب ناخن پر
وہ ہنسکر بولی روٹھی پر ہین کیا خانہ خراب ناخن پر

ہلال عید کو بھی انگلیو نسے وہ بتاتی ہین
کہ دیکھی ہے جنہون نے تری آب ناخن پر

مین تہا ناخن بدل اول اب مہندی لگا اوسنے
سجا با قتل کا یہہ اور بھی اسباب ناخن پر

عجب کیا ہی جو عابد دیکھکر اوسکو کہین سجدہ
نظر آتی ہے اونکو صورت محراب ناخن پر

کسطرح جنبان تجلکو مین چھوڑون کہ تو میرا ۔۔۔ ہی بار کا تو یار اور او ستار کا او ستار

صنعت کو بھی ستارہ ہی کرای عشق کہ تو
معجز نکا اتالیق ہی فرہاد کا استاد

تمنے غیر ونکو کیا آنے سے دہان ای یار بند ۔۔۔ یہان ہوے نہ رخصت سے مجھکو کہو لنج بتوار بند
کل یہہ حالت باغبان کی ہاتھہ سے بلبل کی تھی ۔۔۔ پر نوچ باز و کھٹی آنکھین کھلی منقار بند
دیکھکر چیرا تیرا چیر گریبان ہے کل ۔۔۔ قہر ایک عالم پہ کرتا ہی تیرا او ستار بند
ای عزیز اسمین نہ شک کر ہی یقین مجھکو بھی ۔۔۔ یوسف مصری کہوا اس لب سے دم گفتار بند
ہو مقابل آپ کی جو حسن مین ہو کر دو چار ۔۔۔ جیمین آتا ہی کہ لیجے اوسکی فصد چار بند
انتظار ایسا ہی کسکا جو بوقت نزع بھی ۔۔۔ کر نہین سکتا ہی اپنی چشم یہہ عار بند

اور بھی لکھہ لے غزل صنعت بدلکر قافیہ
ہاتھہ سے کاغذ کاتب تو ڈالیو ای یار بند

کسکے چشم سرمگی کی دلمین ہی اب جا بند ۔۔۔ ہمدمون جو ہوگی سینہ سے آنی آہ بند
اوسکے عاشق کا نہو کس راہ سے عالم رفت ۔۔۔ جسکا عالم دیکھکر ہوتی ہی ہمدم راہ بند
ہی گھلاوٹ زلف سے اوس رخکی جو بھین دونون ۔۔۔ ورنہ یہہ ابر سیہ کرتا ہی نور ماہ بند
ہے جو اس بیمار کو تیرا خیال انتظار ۔۔۔ گاہ یہہ کہولی ہی آنکھین اور کر ہی گاہ بند

از برای مصطفےٰ زنہار صنعت کا کوی
دین و دنیا مین نہووی کام یا اللہ بند

خط مونڈھے سے تو عارض ہوی یا صورت سید ۔۔۔ پر ہوا حشر جو مصحف کی ہو تحریر سفید
یہہ تصور ہی کسی سیم بدن کا مجکو ۔۔۔ ہی سویدا بھی درون دل لگیر سفید
تو نہ آیا تو یہان ہو گئی تکتک کر راہ ۔۔۔ دیدۂ منتظران باعث تاخیر سفید
یہ طلسمات ہی یا تاب رخ سیم بدن ۔۔۔ عکس سے جسکے طلا کی ہوئی زنجیر سفید

نہ کر اہی باغبان بلبل کے پر بند — جو کرتا ہے تو ظالم کر نظر بند
تو اپنے پاسکے آنے سے ظالم — خدا کے واسطے کافر نہ کر بند
کمر بھی ہے میان ایسی تمہاری — لیا کیون تم نے پہلے کا کمر بند
وہین ایک پل مین اوس سے جا ملی ہم — تصور مین کرے جب چشم تر بند
ابھی سن پائیگا صیاد میرا — ارے ناصح تو اپنی چونچ کر بند

نہ قیدی ہون یا بستہ نہ محبوس ۔ مگر الفت کا ہون صنعت نظر بند

نہ کوئی یار ہے اپنا نہ ہمدرد — سنا دین بیکسی مین کسکو ہم درد
محن و رنج و تعب آرام و غم و درد — بہم آکر ہوے ایسے نہ ہمدرد
بدیکھون شکل جب تک آپکی مین — کسیصورت نہین یہ کم درد
رفیق و مونس و غمخوار اپنے — ہین ان روز و شبین اکثر غم و الم درد
اگر نامہ لکھی وہ یار مجھکو — تو اوڑ جا دل سے اپنی یک قلم درد
بغیر از آپکے ہر لحظہ ہر پل — دل و جان پر یہہ کرتا ہے ستم درد

خبر لو جلد صنعت کی علی جی
ستاتا ہے اب اوسکو مبہم درد

جلا دہے شاید میری صیاد کا اوستاد — یا ہے میرا صیاد بھی جلاد کا اوستاد
کسطرح نکلیے تجھے بیداد کا اوستاد — ہے شوخ تو چرخ ستم ایجاد کا اوستاد
ہر ایک ستمگار کا اوستاد فلک ہے — پر تو ہے فن ظلم مین اوستاد کا اوستاد
اگر میری محفلین وہ کس نا نکل جائے — بندہ ہے ہر ایک بانکی اوفتاد کا اوستاد
صیاد کو بھی صید کیا گھیر کے مارا — زلفون کا تری دام ہے صیاد کا اوستاد
تصویر تری نام خدا دیکھ کے اوبت — حیران رہا مانی و بہزاد کا اوستاد
ہے سرو سہی طفل دلستان تو ہے شمشاد — ایسے سرو رواں تو تو ہے شمشاد کا اوستاد

ہی عکس لعل لب ہی تری جام آب سرخ
بے شوق سے نہیں ہی یہ پیاری شراب سرخ

خطرہ ہی تیغ صید کو فتراک میں بھی
ہووے نہ میرے خون سے اوسکی رکاب سرخ

دیکھا جو تجھکو غیر نے محفل میں گلبدن
جاری ہی اپنا اشک بہ رنگ شہاب سرخ

گلگوں قبا ہی آپ ہی گلفام لب ہیں لعل
کرتا ہی اسلیے ہی وہ رنگ انتخاب سرخ

لگتی بھلی ہی جسطرح خورشید پر شفق
چہرہ پہ اوسکے یوں ہی نمایاں نقاب سرخ

تاثیر اوسکی لب کی ہی صفت یہ دیکھیے
کرتا ہی سبز پان وہ کھاکر شہاب سرخ

ماہ رو تنہا وہ اور ہر منہ ڈری تنہا ہر سفید
کیا مقابل منہ ہو اور دونوں بہم دیکھ سفید

حال قال شیخ آہن پر بلمع ہے گویا
غور سے دیکھو تو ہی تیرہ درون باہر سفید

پہرے ہیں اہل ہنر سے بے ہنر چلے ہوئے
صفہانی سی بہت ہی تیغ کی جوہر سفید

تو تو وعدہ پر نہ آیا بیوفا اور یہاں ہوئے
دیدۂ مشتاق تیری راہ تک تک کر سفید

بل بے تاثیر خیال حسن یار سیم تن
ہی سویدا بھی دل لگیر کی اندر سفید

شمع پروانے سے شرماتی نہیں ہی اب تلک
باوجود اسبات کی ہی پاؤں ہی تا سر سفید

شعبدہ ہی یا طلسم اے سیم تن یا عکس رخ
جو تری تن پر طلا کا ہوگیا زیور سفید

کھل گیا اپنے لگنے کا حال ہر یک ملم
دور سے آئی نظر جب شکل خنجر سفید

ذبح کر بخوف تمغین خون نہیں ہی اسلیے
تا پر پر چھٹیں نہ تیتر اور ری خنجر سفید

لگ گیا ٹیکا سیاہی کا قمر پر رشک سے
اوسنے دیکھا جب تیرا الماس کا جوہر سفید

اس تری داڑھی سفید اور ریش یہ اے شیب
ہی عجب یہ بھی کہ نکلی زاغ کی بھی پر سفید

ہی سیہ باطن تو صفت اب بھی کامل ہی مل
یعنی مسی جائی ہی کسیر سے اکثر سفید

جدا ایک ایک اسکا ہوا کہ لگا بند
نہوگی دیکھنے سے چشم تر بند

ردیف الف

جاری ہی خون چشم سے چشمۂ آب کیطرح
بیٹھے ہین مردمان چشم خانہ خراب کیطرح

خفتہ بخت ابنی جب جاگی تو کیا کہین وہ
وصل کی شب گذر گئی ہمکو تو خواب کیطرح

سمنے سکھایا تھا عتاب غیر کی بیٹھی اوہے
سودہ ہم ہی پہ صاف کی اوس نے عتاب کیطرح

غیر کے ساتھہ گر میان کہ کبھو ہم بیٹھی
کیون نہ جگر جلے اپنا کبھی کباب کیطرح

فکر معاش یا معاد کہی تو کیا کرین بھلا
بحر جہان مین زیست ہی اپنی حباب کیطرح

ہووے اگرچہ بستر اپنی شہسوار حسن
چومون قدم مین دمبدم تری رکاب کیطرح

بھیجدیا جو کاہ کمر ہمکو سر بسر پیام بر
اوس نے نکالی صنعت اب اوسی جواب کیطرح

ردیف الف مع نون

ہلتی نہین ہوا سی بہ نخل چمن کی شاخ
لرزان ہی اوسکی سامنے سر و سمن کی شاخ

ہی ہمرہ ناتہ کاٹ پہ رکھی ہی اوسکی راہ
شاخ چنار شکی تبھی نارون کی شاخ

گھور بیٹھہ رکھکر ہ ونگلی وہ بوالبصدا
دیکھی نہو تو دیکھہ یہ سیب ذقن کی شاخ

دنبالہ اوس کے چشم پہ کہینچی اس اعتبار
یعنی دراز ہوتی ہی کاکل ہرن کی شاخ

بندوق کہکشان ہو ستارہ ہون گلیان
صنعت ہو ہلال اب اسی نونگلن کی شاخ

دیکھی ہی چشم یار سپید و سیاہ و سرخ
جون ابر نو بہار سپید و سیاہ و سرخ

زندان مسی و بان سے الوان مختلف
باہم ہین اسی لگا سفید و سیاہ و سرخ

شام و شفق و سحر ہی یہہ ہر روز نکین
بدلے ہی روزگار سپید و سیاہ و سرخ

زلفون کی ہمسری تو سر موئے ہو سکی
ہوتے ہین گرچہ مار سفید و سیاہ و سرخ

صنعت خلاف رنگ عجب تو نے کی ہی
یکجا کیے ہین یار سپید و سیاہ و سرخ

غیرون کے ساتھہ آپ ہین جب محو عیش سرخ
کسطرح دل نہ بھنگے ہو مثل کباب سرخ

نہین ہے قصد اگر تمکو میری شب خونکا
جبا ئی تمنے مسی مل کے پان کیا باعث
تمہاری ابرو و مژگان پہ ہی مدار اپنا
لیے پھرو ہو یہہ تیر و کمان کیا باعث
کسی کی چشم کا بیمار ہو کیا شاید
کہ رہتا ہی جو صفت ہر آن کیا باعث

ردیف الجیم

علیسی سی بھی نہو دی جس آزار کا علاج
بچہر کیونکہ کر سکے تری بیمار کا علاج
لون نام عشق بار و گر مین کہین تو بار
وہ کیجیے جو ہو وی گنہگار کا علاج
اغیار ہین مریض طبیب اونکی آپ ہین
آیا موافق اونکو ہی سرکار کا علاج
آزاد و جہور نیکے نہین یہان نہ جب تلک
بندہ کریگا اونمین سی دو چار کا علاج
مین آپ تیری چشم کا بیمار ہون بھلا
بیمار کیونکہ کر سکے بیمار کا علاج
درد و فراق سے وہ ہلاکت کی ہی قریب
اب چلکے کیجیے صفت غم خوار کا علاج

کچھہ اذن کشیدہ ہی سرکار کا مزاج
پہنتا نہین چھپائی ہی کچھہ پیار کا مزاج
ہو جیے حفا نہ دیکھنے سی چشم کی طرف
ہو ہے ضرور یو نہ نچہنا بیمار کا مزاج
دیکھو نہ طرف اوسکی فقط اپنی بات ہی
جاتا ہی آسمان پہ اغیار کا مزاج
ہم نے تو سر جہکا دیا واللہ دیکھکر
مائل بقتل ابرو ی خمدار کا مزاج
طرح قارون کی تو نا دان اوٹھا نجگا رنج
ہوا حاصل یہی تو پھر کیا ہی ہی رنجکا رنج
شش جہت مین یہی تو جنگ تو خمسہ الا یہات
نہین کم ہونیکا زنہار شش و پنج کا رنج
نہ سوار اور نہ تو فیل نشین اور نہ وزیر
اور نہ شہ ہو دیگا پھر کیلیے شطرنج کا رنج
گلرخسار پہ جو سبزہ نمو دار اوسکی ہوا
کہینچنا ہمکو پڑا ابتک اب رنج کا رنج
داد نا فہم دی اور اہل سخن کچھہ نہ کہی
بس اسی بات مین صنعت ہی سخن رنجکا رنج

دی ہر ایک کو تو عشق دکن نسبت

ردولف ۱ دمشقی

قتل ناحق کیا تو نے جسے تلوار کسیٹ
اش تو اوسکی نہ تو ظالم سر بازار کسیٹ

مین نے مرنا نہ سنے جو بہانا ہی کف پا اوسکا
بولے کاہنو نہین نہ مجکو سر ہی غمخوار کسیٹ

عرش پر اپنا ہو پایہ نہین آیمین تو شک
لے پلنگ پہ جو مجھی فرش ہی وہ یار کسیٹ

ہی سند مجھکو ہی بہر شفاعت یارو
خط اگر ہاتھہ ہی دی ایتے وہ دلدار کسیٹ

اوسکے کوچہ مین نہین آپسے جانا صنعت
بیقراری اوسی لیجاتی ہی ہر بار کسیٹ

روکون مین اوس چھکیت کی یار کدہر کی چوٹ
پالٹ کی رو کی تو وہ چھوڑی کمر کی چوٹ

مارا جواب مانگتی ظالم نے اب اوسے
ہوتا ہون دیکھکر مین مجمل نامہ بر کی چوٹ

جاتا نہین ہی درد کبھی اوسکا زینہار
لگتی رہے ہی بات کی جو بشر کو بشر کی چوٹ

ہے صدمہ فراق سی مجروح جسقدر
کسکو بھلا دکھائی ہی اپنے جگر کی چوٹ

چیرا جو جیب مین نے تو ایک ہاتھہ چیر کا
اوس نے لگایا رو کی پھری ہی جو سر کی چوٹ

نادان بیخبر دن سی جو مارہی تو غم نہین
دانا کی ہاتھہ سی لگے کلبرگ نر کی چوٹ

یہہ پیار کا سبب ہی کہ گالی کو ساتھہ ہی
لگتی نہین ہی جو سخن سیمبر کی چوٹ

اغیار پست فطرت بدبین کی بات ہی
ہر وقت لگی رہتی ہی نیچے سی در کی چوٹ

صنعت کیا ہی سینہ کو اب آہنی سپر
یعنی کہ خالی جائی نہ اوس فتنہ گر کی چوٹ

ردولف ۲ الثانی دمشقی

خطا و جرم و گنہ مہربان کیا باعث
خفا ہو ہم سی جو ای بدگمان کیا باعث

ادا و ناز و کرشمہ وہ آن لطف و کرم
کہون مین دلکی پہ ساتھہ لگا جان کیا باعث

کہین کا قصد نہین آیکا تو پہر کہیے
منگائی بان و سی عطر دان کیا باعث

کوئی ہی یاد تمہین سحر و دم فسون تو کتا
مری ہے آپ پہ ہار اجہان کیا باعث

شمشاد و الف سرو سہی نکلا تو کیا پھرا | قامت کو تیری دیکھ پشیمان ہی فاختہ

ہے قد کا تیری شور دو عالم مین جو ظہور
صنعت یہہ اپنے واسطے پنہان ہی رہتی ہے

ہر ایک بات مجھی پر جو تم نے ڈالی رات | کدہ تھا آپکا کبھی مزاج عالی رات
مدام زلف کی سودی سی ہم پریشان ہین | ٹلی نہ سر سے ہمارے کبھی یہہ کالی رات
ہمارے تن پہ یہہ گل عشق نے کھلائی ہین | کہ ایک مو کی جگہہ بھی رکھی نہ خالی رات
ہے زلف رخ سی تیری اختیار مین ورنہ | کبھی تو دنکو بڑہایا کبھی گھٹائی رات
ہوا جو سرو چراغان نئی طرح سے مین | تو آیا بہر تماشا وہ لا ابالی رات
ہوا وہ آینہ رو جب مرے مقابل آ | تو عکس سے ہمین آئی نظر دیوالی رات

لگا انار سا چہٹنے یہہ دیکھہ کر صنعت
جو ہم نے آہ شرر بار ایک نکالی رات

ملو ہو غیر سے تم ہم پہ یہہ قلق ہی سخت | کہو کہ کس سے کہین بات یہہ ادق ہی سخت
کہنچا تہا دار پہ منصور حق کو کہنے سے | غرض جہان مین کہنا یہہ لفظ حق ہی سخت
رقیب ساتھہ تمہارے ہوا اور مین تنہا | فلک ہی دور زمین کا بنٹ طبق ہی سخت

کہا مین سنگدلی اے صنم نہین لازم
کہا ازل ہی سے صنعت مری خلق ہی سخت

دیکھے تصویر کو کیا اوسکی بدن سے نسبت | لب بناوٹ کو ہو بے ساختہ ین سے نسبت
وہ قبا ایک قطرۂ نیسان ہی یہہ ہے لخت جگر | مرد مون آنکہ کو کیا دیدۂ نسی نسبت
کیون نہ مغموم ہون ہستی مین عدم سے ہر کس | کہین پردیس کو ہوتی ہی وطن سے نسبت
حسن ایک روزہ ہی ترا حسن مدام | ہو غلط تجکو اگر دیکھے دو لمن سے نسبت

کس و ناکس کی سمجھتا ہی فریب اے صنعت

شب وصال ہی کا نام ہی شب معراج
خدا کے فضل سے ساری وہ ہمنے پائی رات

مین اپنے دل مین تو باتین بہت بناتی تھی
پر اوسکے آگے نہ ایک بات بھی بن آئی رات

کسی سے آنکھ لڑائی جو اوس نے محفل مین
ہماری اوسکے رہی صبح تک لڑائی رات

نہین ہین چہرہ پہ زلفین مگر رسے آپکے
کہ ہوتی دنکی یہہ دونون طرف سے آئی رات

نہ ایک روز و شب زلف وہ دین اس باعث
کہ ہا یا وصل کا دن ہجر کی بڑھائی رات

جو آیا گھر مرے وہ ماہتاب مہمان ایکبار
تو مونہہ پہ غیر کے نکی چھٹنی لگی ہوائی رات

اس انتظار کو کہتے ہین بھی اشد الموت
تمہارے آنیکی قاصد نے جو سنائی رات

نہ آئے تم تو اسی انتظار مین صنعت
تڑپتے پڑتے کہ کوئی مر گیا بن آئی رات

وصل کی آپکے نہ پائی رات
مانی مسکے لیے خدائی رات

جام مینا و باغ چاندنی رات
بن تیرے کچھ نہ یا بہائی رات

تیری آمد مین دمبدم سب سے
بھی پوچھے تھا کتنی آئی رات

ہجر مین تیرے او بت سنگین
نظر آئی مجھے خدائی رات

اٹ گیا مین دھڑی دھڑی کر کے
کیسی تم نے دھڑی جمائی رات

تم نہ آئے جو اپنے وعدہ پر
بیقراری ہوئی سوائی رات

ہو گیا سن مین ستی ہی صنعت
اوس نے جانیکی جو سنائی رات

کہتے ہین کہ ہوتی شب ہجران ہی قیامت
پر ہے یہہ غلط ہجر سے آسان ہی قیامت

انکار ہی کر دیجیے ہونی ہو سو ہو جائے
ہر روز کی یہہ آنکی ہان ہان ہی قیامت

تھا نوح کا طوفان بھی قیامت کا نمونہ
پر مین مرا دیدۂ گریان ہی قیامت

ہی بام پہ تو یا کہ سوا تیرے پہ خورشید
ہمکو تو یہہ اے مہر درخشان ہی قیامت

سر دیے سوا اور نہ سوجھی اوسکو کچھ بات
جسکو نظر آئی مرے خونخوار کی صورت

اشک آنکے جو مژگان پہ پیدا ہوئی ہے آج
دی دار اسی ہمنے گنہگار کی صورت

درد و غم و اندوہ جو ہم نرم تھے صنعت
سب اوڑ گئی دیکھا اوس میرے غمخوار کی صورت

اجی آپکا ہے وہ قامت قیامت
کہ کھینچے ہی جس سے ندامت قیامت

اوہی آپ یہاں سے تو رو رد کے پھیرین
مجا دونگا حضرت سلامت قیامت

جو اوس قد سے آگی بڑھ ہوگے تو تمکو
کہیگا ہر ایک بت ملامت قیامت

مونڈا خط نہ اوسکا اوہی حرف مصحف
دکھائی ہے اپنی علامت قیامت

میرا مجھکو ہمسایہ رکھ کہی ہے
کہ رو رو کی صنعت اوٹھا مت قیامت

نظر آتی نہین وہ شکل ہمکو اب کسی صورت
مگر ہان فضل سے اپنے دکھا دی رب کسیصورت

ہزارون شکل کی بہروپ کرتا ہونگین اپنے عالم مین
کہ تا بن جائی اوسکے دیکھنیکا ڈھب کسیصورت

ہوا ہون جان بلب مین اس تمنا مین کہ گاہے تو
گذر جانب بلب اوس شوخکی یکشب کسیصورت

بہت تکلیف ہوتی ہی جو لخت دل نکلتی ہین
کمان ابرو کوئی تدبیر کیجیے اب کسیصورت

دل غمگین کہنکا ہی سان کیطرح پہلو مین
وہین آرام ہو نکلے جو سبکا سب کسیصورت

طفیل پنجتن ایسا کرم کیجے جو صنعت کی
برآوین یا علی کونین کی مطلب کسیصورت

اگر کرے وہ صنم اپنے گھر خدائی رات
تو کسطرح سے نہو جمع وہان خدائی رات

خیال مین جو بسی اوسکی میرزائی رات
تو خواب صبح تلک بھی مجھے نہ آئی رات

فلک نے وصل کے گو سو طرح بنائی بات
پر اوس نے کھو لکی رقیبون وہین بڑھائی رات

کبھی نہ سات مرے تو نے بت جگائی رات
کہ ہم نے مانی بھی جسکے لیے خدائی رات

آوینگے آج آپ کہ کل صبح و شام کب
ہونگے منتظر یہہ آپکا صاحب سلام کب

بیمار عشق کو تری اپنے بیگانے سب
کہتے ہین یا الہی یہہ ہوگا تمام کب

آزادگی بھی ہوتی ہے اکثر وبال جان
پر ہون نہ رہ رہگی تو ہو محبوس دام کب

دیتا نہین وہ دیدنی کو دشنام بھی کبھی
لینے کو آدرہ ہے کسیکا سلام کب

ہر مل جوانی چشم کا سیلاب ہی یہی
تو مردمون ٹہر سکے دیوار و بام کب

افوج آہ نالۂ و افغان نہو اگر
ملک جنون کا ہو سکے پھر انتظام کب

جس آشنا سے کہتا ہون صنعت حال دل
گھبرا کے وہ کہے ہی یہہ ہوگا تمام کب

ایسے ہین اعجاز فرما اوس گلرعنا کے لب
ہوگئے بیکار گویا حضرت عیسیٰ کے لب

بوسے جہنبھلا کر کہ یہہ کیا تجکو لیکا پڑ گیا
وصلکی تب مینے چوسی اوسکی جب جہنبھلا کے لب

اشک سی لبریز ہے اپنا یہہ شیشہ چشم کا
دیکھتے ہی خشک ہو جاوین جسے دریا کے لب

تنگ غنچہ کو کیا تنگی دہنکی نے تری
اور آگے لب کے کل ہی رہگیا پہلا کے لب

موتیونکو موتیا بند ہوگئے دندانکو دیکھہ
لعل کو تو زد ل پر خون کیا دکھلا کے لب

رنگ ہی رنگ مسی صنعت کو تیری اوزن
رشک نیلم کر دیے اوس انجمن آرا کے لب

جب جب گئی نظر وون سے دل آزار کی صورت
پھر ہوگئی کچھہ اور دل زار کی صورت

سب نے یکمہ یہی کہتے ہین اوس یار کی صورت
خالق نے یہہ ہاتھہ اپنے سی تیار کی صورت

دیکھی جو تری چشم تو اے یار وصا سے
نرگس ہے کھڑی ضعف سی بیمار کی صورت

کسطرح نہ ہم غم کی بھلا شکل بتاوین
خوش آپ ہون جب دیکھکے اغیار کی صورت

کس رنگ کھلا ہی ہین یہہ گل آپکے غم نے
آدیکھو تو اوس سینہ افگار کی صورت

دل بیتاب تڑپتا ہی یہہ جلبر کے لئے یون
جون دام مین ہو مرغ گرفتار کی صورت

ردولف الثار

صنعت کی ہوئین جلد مراد دل حصول
ہے دیر اسمین حیدر کرار کیا سبب

دلبر بایان جہان گرچہ نمودار ہین سب
آپکے مو بمو پر صرف یہہ نگار ہین سب

لیلی و میرو دمن گو کہ طرحدار ہین سب
جسکے ہم غش ہین اجی اوسکے یہہ شہر یار ہین سب

مرض الموت ہی وہ عشق جسے کہتے ہین
وق و ہمل تپ خفقان اور یہہ آزار ہین سب

جتنے معشوق جہانمین ہین مگر آپ سوا
بے تامل یہہ کہونگا کہ وفادار ہین سب

قوس ابرو ہی ہنسی برق سی اوسکی کہٹا
میرے رونیکی یہہ اے مردمو آثار ہین سب

باغ مین چاہ و فوارہ و شبنم اور نہر
گلبدن حال مرا دیکھکے یہہ زار ہین سب

کسطرح دل مین یہہ دل خانہ زنبور کیا
مردمون تیر مژہ اوسکے تو خمدار ہین سب

عرض کرنا تو گستاخی ہی تقصیر معاف
آپکے جتنے ہین اقرار وہ انکار ہین سب

زاہل العقل یہہ بندہ تو اکیلا ہی نہین
غور کر دیکھو تو اس عشق مین لاچار ہین سب

کوکبن بلبل و پروانہ و مجنون صفت
عشق مین اوس مہ کی ہوتہ ذکر فگار ہین سب

مردمون روئے ہم ایسا ہی غم یار مین آب
جو نہین نام کو نم دیدہ خونبار مین آب

شیخ کسطرح سی برجی مین ہین جتنی معجا
یون جہدا تیر مژہ اپنے دل زار مین آب

بر ملا آپکا کسطرح سے شکوا کیجے
سو جہتے لاکہون ہین اسکے جو ن اظہار مین آب

جو کہ تہی آپکے غصہ مین لطافت آگے
اوس سے کمتر بہی نہین پاتے ہین ہم یار مین آب

چہٹ گئی جنکے لئے اپنے بیگانے سے
اونکی ہم چہوٹنے پاتے نہین دربار مین آب

گرچہ حاضر ہین غلامی مین ہزارون صاحب
پر یہہ بندہ بہی رہے آپکی سرکار مین آب

اپنی تابع کیا صنعت نے اوسی صنعت کی
بہی چہر چاہی ہر ایک کوچہ و بازار مین آب

لایا ہے کہینچکر اوسی رشتہ سی عشق کے
صد آفرین ہی عشق تجھے مرحبا نصیب

بیٹھا جو برمین یار تو مین نے یہی کہا
اب ہون فدا ای یار کہ تجھسے فدا نصیب

یہہ بات سنکے وہ لگے کہنے کہ بندگی
آگے بہی تو یہی تہا اجی آپکا نصیب

پہر کیون نہ اتنلک مجھے لایا وہ اسجگہ
ایسا ہی گر جہ آپکا پر زور تہا نصیب

مین ترس کہا کی آپ اوہر کو جو آگیا
فرماتے ہین اب آپ کہ لایا میرا نصیب

احسان کا تو اب یہہ زمانہ نہین غرض
آہا تمہارے گہر نکرے پھر خدا نصیب

مین نے کہا کہ آپ کی ہو بندہ پروری
تشریف یہان جو لائی یہہ صنعت کا کیا نصیب

کرنا تمہین اس بندہ کا آزاد نہین خوب
کیجیے گا ایسی آپ بہی پھیر یاد نہین خوب

دیکہہ اوس قد موزونکو تو کہنے جاتی ہی
اتنا یہہ اکڑنا تیرا استاد نہین خوب

دوسنکے نہ رکہا کہین مجھکو یہہ ڈر ہے
اتنا بہی قلق ای دل ناشاد نہین خوب

ایکروز کہا مین نے کہ مر جایگا کوئی
ایسا ستم ای ظلم کے اوستاد نہین خوب

تو سنکے وہ کس ناز سے کہنے لگا کیا خوب
تو کون جو کہتا ہے کہ بیداد نہین خوب

ایکروز وہ تنہا مین کہی لگ صنعت
ہر روز کا یہہ نالہ و فریاد نہین خوب

آپ اندنون جو ہم سی ہین بیزار کیا سبب
اسکا ہمین بتاؤ تو ہے یار کیا سبب

ہے دلمین اوس سے آپ کہی دلدار کیا سبب
سوتے نہین خلیق طرحدار کیا سبب

ہین نیم جان ہون اسلئے ای یار بیقرار
پورا کیا نہ آپنے اقرار کیا سبب

غیرون سے واثق آپکے قول و قرار ہین
ہوتا ہے ایک ہم سے یہہ انکار کیا سبب

انکھین دکہا ہین اپنی ادسکو مین ہین کیا
حیران جو ہی یہہ نرگس بیمار کیا سبب

کیا جرم کیا گناہ کچہہ ارشاد تو کرو
اگلا سا وہ کرم ہی نہ وہ پیار کیا سبب

دل کافر کو جو عشق صنم چندر رہا
چند امور دبار الم چندر رہا

دم آخر بھی وہ دمساز نہ آیا اور ہم
چشم مین منتظر یار دمم چندر رہا

جی کی جی ہی مین رہی دم نہ ہا اور ہلکا دم
ہانے جسدم ور جانکن قدم چندر رہا

پیچ کاکل سے ترے اور خم ابرو سے مدام
مین گرفتار کو یا پیچ و خم چندر رہا

سیر ہستی تو بہت ہو چلی اب اے صنعت
چاہیے راہئے ملک عدم چندر رہا

ردیف الباء

ہر ایک کو مین نے آپ ہی اپنا کیا رقیب
وہان جسکو لیگیا وہ میرا ہو گیا رقیب

بس دیکھتی ہی آپکو دشمن میرا ہوا
کیا دوست کیا یگانہ وبیگانہ کیا رقیب

کی عرض مین نے غیر سے ملتا نہین ہی خوب
رسوا کریگا آپکو یہہ ہے برا رقیب

بوسکہ دو بھی یو نہین کہی ہی کہ دشمن کیا
چہرہ پہ تو کسیکے نہین ہی لکھا رقیب

اچھا تو دوست دونون مین لیکن ہی آمین بیچ
آپا دوسکے مین رقیب وہ ہی آدکا رقیب

لاچار ہو کے ہمنے سکھایا اوسے عتاب
یعنی ہر ایک لگ نہ چلے اس سے تا رقیب

بھلے وہ صاف ہمپہ ہی کرنے لگا عتاب
پہر اوسگھڑی کہ سامنے موجود تھا رقیب

نادم سا ہو کے مین نے ادہر ہای روکیا
کچھہ تو ہنسے وہ آپ ادہر کچھہ ہنسا رقیب

کہرو ی ہے غیر کو سو گری ہی جا بجا مین
اوسدم مثل یہہ کہنے لگا ہر ملا رقیب

صنعت یہہ سچ ہی ہوتا ہی خوب مہربان دوست
دشمن بھی دوست ہوتے ہین اور آشنا رقیب

فرقت مین اوسکے دیکھی دکھلای کیا نصیب
ہو وصل یا وصال ہو جو ہو سو یا نصیب

عیش و طرب نشاط ہو تسمت مین غیر کے
درد و الم فلک نے ہمارے کیا نصیب

تمنے جہان مین کہین دیکھا ہے اسقدر
بخت سیاہ طالع بد اور برا نصیب

یہہ سنکے اوس نے مانگ کی تقدیر سے مدد
پہر اپنے والیونپہ جو کچھہ آگیا نصیب

خوف رہتا ہی دردبا مکا ایک عالم کو
ایسی رو رو کے نہ ایچشم تو برسات لگا
ساتھہ رہتا ہون تو کہتا ہی وہ جھنجلا کے مجھے
سایہ سان کسلیے پھرتا ہی تو دنرات لگا

اور جو جاتا نہین صنعت تو کہی ہی وہ شوخ
کہ ترا اب کہین دل اور کسی بات لگا

ہی غم ہی تیرے شیشہ دل چور کسی کا
یہہ عرض کری اونسے ہی مقدور کسیکا
جو دیکھتے ہی کرتا ہو سر دور کسی کا
وہان جاکے کری کیا کوئی مذکور کسیکا
ای لخت جگر غمسے تیری دار مژہ پر
ہے لخت جگر صورت منصور کسیکا
عشاق کا باقی نر ہے تخم جہان مین
مردہ ہے دلاے بہی منظور کسیکا
ایک شخص نے محفل مین کیا اونکو بہی ذکر
تڑپے ہے پڑا تنور مین رنجور کسیکا
تو چین بجبین ہوکے لگی کہنے کہ ہرگز
یہان بار دگر کیجیو نہ مذکور کسیکا

صنعت وہ دلی یا نجی بس یہی ہی اسمین
عاشق تو جہا نمین ہی تو مشہور کسیکا

وہ جلوہ گر ہے ہر ایک جا کہان نہین ملتا
جہا نمین کونسی جا ہی جہان نہین ملتا
ہر ایک سمت مین سن سن کر صدا دیتا ہون
بہٹکتا پھرتا ہون پر کاردان نہین ملتا
کہا مین تیرے لیے خلق سے جدا ہون یار
غضب ہی تیسہ بہی تو دلستان نہین ملتا
تو پھر مین اپنا سا منہ لیکے رہگیا اوسدم
کہا جب اوس نے کہ مین تجسا جہان نہین ملتا
میری کہانی سنائی جو اوس ستمگر کو
مجھ اب ایسا کوئی قصہ خوان نہین ملتا
ہر ایک شب وہ قمر کیطرح سے پھرتا ہے
مجھی پر اوسکے قدم کا نشان نہین ملتا
یہ ناتوان ہون غم نازنین مین مین کیسا
اجل کو بستر غم پر نشان نہین ملتا
خط آگئے پہ بہی وہ اسقدر ملکدر ہے
جواب صاف بہی قاصد کو وہان نہین ملتا

جو غور کیجیے تو صنعت مین صانع ہی موجود
ہر رنگ نکہت گل پر عیان نہین ملتا

آیینہ تجکو نہ اے رشک چمن دکھلایا
دل عشاق کو یہہ رنج محن دکھلایا

کوہ فرہاد کو اور قیس کو بن دکھلایا
تو نے اس شکل سی منہ غنچہ دہن دکھلایا

ابر نیسان بہی ہوا شرم سی پانی پانی
اپنا جب چشم گہر بار نے فن دکھلایا

ساتہہ لگدا نہ کہین اسکیے تو ذی عیار
گہر بہٹہارا مجہے عہد شکن دکھلایا

تن اغیار رہینا رشک کی تیر و نسی وہین
اوس نے چلو نسے جو تن مین کے بدن دکھلایا

سر موزلف سی ہمسر نہوا لاکہون بار
سنبل و مار سیہ مشک ختن دکھلایا

آگئی لہر جو رونے کی تو آنکہون نے مرے
طرفتہ العین مین دریای محن دکھلایا

بدگمانی اسے کہتے ہین کسی شخص نے جو
اوسکے عیار کا جب اوسکو کفن دکھلایا

ہنسکے بولی مجہے نادان سمجہہ کر صاحب
اپنی عیاری کا یہہ آپنے فن دکھلایا

بات صنعت سی بن آئی نکوی وصل کی تجہ
ایسا کس نے اوسے بے ساختہ پن دکھلایا

آیا وہ نہ یہان قاصد کل وعدہ دلبر تہا
بستر پہ مین بیکل رہتا اور دہیان سو ہی رہتا

ناصح نہ سمجہنا تو مجہکو کبہی تر دامن
تصویر نمط میری کو ہاتہہ مین سیا رہتا

برسات مین دیکہتے ہی بارش کو کلی ہر تن
تہی چشم ایک چشمہ برسین دل مضطر تہا

وہ ہاتہہ گہ سنتہی مین ذبح ہوا اوسدم
کیسا قتل اسد پیر اللہ واکبر تہا

قاصد جو کہے ہے تو ہے قید گران اوسپر
بیکل تری خاطر وہ کل شوخ ستمگر تہا

ملنے کا خیال اوسکو ہوتا جو بہلا مجہسے
تو خوابمین آجاتا وہان کسکا وہ دیور تہا

صنعت نہ بسر آیا تو ابرو ی قاتل سی
یون کہنے کو گو تجمین سو طرحکا جوہر تہا

ایک مدت مین مرے ہاتہہ وہ گل رات لگا
تسپہ کہتا ہی کہ اب مجہکو نہ تو ہاتہہ لگا

تاکہ ہوتا مین قدمبوس کسی حیلے سے
پاؤن بہی اوسکا میری ہاتہہ نہ سیہا لگا

وای اے قسمت نہ اوسنے بھر نظر دیکھا مجھے
سامنے اوسکی کھڑا رویا کیا تڑپا کیا

چھپ کے ملنی مجھسے پھر کٹوائی میر محاز بان
آپکے ملنے کا مین نے گر کہین چرچا کیا

غائبانہ بھی وہ دم بھرتا ہی اے صنعت ترا
ایسا او سیر تو نے کیا جادو کیا ٹونا کیا

نالہ سینہ سے کب نہین آتا
یار آتا ہے جب نہین آتا

جان تولی ہے پر ابھی تمکو
دلکے لینے کا ڈھب نہین آتا

جان جاتی ہے واسطے جسکے
وہ یہان ہے غضب نہین آتا

دم تو کب کا نکل گیا ہوتا
ضعف سے تاب نہین آتا

اور جو چاہیے سو کہہ لیجے
پھر نہ کہیے کہ اب نہین آتا

ناتوان ہون یہ نیرنگی کو جانے مین
کچھہ رقیبون سے دب نہین آتا

اور صنعت تو یاد ہے لیکن
اوسکے ملنے کا ڈھب نہین آتا

مرے تو پاس نہ روی سیم تھا نہ زر تھا
پھر کیون نہ دور رہتا مجھسے وہ سیم بر تھا

آرام اسمین کیجے آہو نکلی اکثر تون سے
اب ہی ہوا محل یہہ آگی کبھی جگر تھا

تا صد سو وہ یہہ بولے آتا جو تو ادھر تھا
تجھکو بھی اپنے جیکا یا آبرو کا ڈر تھا

اللہ ری آبداری اوس خلق مسکے غم مین
آنسو جو نکل بہا تھا سو بے بہا گہر تھا

بلبل کو ذبح کرکے گویا غبان ہوا خوش
ہر عضو مین پر اوسکے یہہ عشق کا اثر تھا

عاشق کی تیرہ غم مین طالع ہے یہہ ستمگر
چار و نظر ف سو اوسکے ایک شور انگیز تھا

آسکے تو ایک ہی وہ اور ڈنی ہی گل کی خاطر
گلشن مین آج اوسکا اوڑنا ہر ایک سے بڑھا

دل برسے اسلیے اب بر نہین آیا ہی
تا یہہ کہو نکوی صنعت بھی مفت بر تھا

ڈرجاتا ہون اوسدم جو کوئی کہتا ہی مجھسے
اب شہر مین ہے یار نمودار تمہارا

سب اپنے قدیمونکو گئے بھول پیارے
ایسا یہہ نیا کس سے ہوا پیار تمہارا

گر یہ سبھی نہ رکھیے نہین تقصیر کچھہ اپنی
ہے یہہ بھی لگایا ہوا آزار تمہارا

مانع ہین نہین غیر کا پر ساری جہانمین
مشہور ہے بندہ جو گرفتار تمہارا

گر جاتا ہو نین شرم سے ہر جای نبی کا
کرتا ہے کوئی عیب جو اظہار تمہارا

لڑکونکی تو مشہور ہے ہٹ اب مین کہان دین
تھا ایک تو آگے ہی مین بیمار تمہارا

یہہ طفل سرشک ہو گیا ہی ہار گلے کا
دیکھا جو کہین موتیون کا ہار تمہارا

صنعت کو کسی بات پہ آزردہ نکرنا
غم کھانیکے لائق ہے یہہ غمخوار تمہارا

یہہ فندقون نے حسن نکالا کف پا کا
مخمل کیونکر نہو دیکھنے والا کف پا کا

سب خار خسک خونکی دریا مین ڈبوئے
چھالے نے برا نام اوجھالا کف پا کا

مین نے تو یہہ چاہا کہ ملون نجف سے آنکھین
ایک بوسہ ہی دیکر مجھے ٹالا کف پا کا

ارمان یہی حین رہا اوس کے کشتی شب
سایہ بھی کبھی مجھہ پہ نہ ڈالا کف پا کا

کیا اوسکے نزاکت کا بیان کیجئے ہمدم
اندازہ یہہ ہے سب سے نرالا کف پا کا

کم خواب کا ہو فرش تو آوے اوسے کم خواب
چبھتا ہی جو ہو فرش دوشالہ کف پا کا

ہی ماہ سی دہ چند چمکنے کی صنعت
بیٹھہ بھی ہے یا جامہ پہ ہالا کف پا کا

آپ فرماتے ہین اب تو نے مجھے کیا کیا
کس جگہ کس روز کسکے روبرو کیا کیا

دیکھہ تو مین نے پیری غم مین تری کیا کیا
سن کے فرمایا دوا نے تو نے سن بھی کیا کیا

مین تجھے چاہا کیا تو غیر کو چاہا کیا
ہای ظالم عمر بھر تو نے جو کچھہ چاہا کیا

کیجے کیا خوبی قسمت کی جو ایک عمر بھر
مین تو تجکو دوست تو دشمن مجھی سمجھا کیا

وہی جبر سب جیسے کہ کوئی بسر تیر نہا

ہے وصل کی شب مین تری جانیکا یہہ دھڑکا
سدہ بدہ ہی نہ سر کی نہ مجھی ہوش ہے دھڑکا

ہے ایکتو وہ شعلہ ترا جانسوز تیرا حسن
اب دامن مژگان کو ہلا اور نہ بھڑکا

ترسم آیا نہ زنہار تجھے ای بت ترسا
ترسا مین تری دید کو اور وصل کو پھڑکا

اے ابر بہاری تجھے رحمت مین کہون جب
جو وصل کی شب تار لگا دیوی تو جھڑکا

آیا نہ تو وعدہ پہ تو حالت تہی یہہ اپنی
دوڑا مین ادہر یار جدہر بات ہی کھڑکا

صبر و دل و دین ہوش و قرار اوسی کیا
ہنسکا تو وہ استاد ہی اور بانی ہی اڑکا

بانکی وہ ادا زلف کی بل ہے تری کافر
پیچ دیج پہ ہون قربان دیوانہ ہون اکثر کا

صنعت تری صنعت کو تو اب بانکی ہم
لایا تو اوسے دام مین ہر چند وہ پھڑکا

ہمنے ارمان بہی تا لب گور کیا
لگ کی چھاتی سے کبھی اوسی نہ مسرور کیا

عشق سے اپنی جو مشہور ہوا عالم مین
اوس پہ ہر ہر نے دیوانہ مجھے مشہور کیا

بہر نظارہ یہہ بندیکو خدا نے یارو
چشم تو دی تہی ولے اشک نے ناسور کیا

قرب کا اپنے مجھے اور قرینہ بتلا
یہہ ستم تو نے بنیا اوبت مغرور کیا

یعنے حالت کو مرے دیکھنے تو کر ترا
یاس آیا جو مرے تو نے اوسی دور کیا

آتش غم سے تری واسطے ہمنے میخوار
سینہ بریان کیا دل خوشۂ انگور کیا

پر عداوت ہی مرے ساتھہ یہہ تجکو بنام
آگے غیرون کے اوسے تو نے نہ منظور کیا

خوبی بخت سے ہم یار کے گھر تک پہنچے
جبکہ دربان نے دروازہ کو معمور کیا

کوئی بچتا ہے تری چشم کا بیمار بھلا
گو کہ صنعت نے علاج اوسکا بقدر کیا

مجھہ کو تو شکوہ نہین ہی یار تمہارا
پر کہتے ہین سب کیسا ہی دلدار تمہارا

جان کنی کی مین نے اور بی نام اوسکا کوکن | ہمنشین مشکل ہے میرا کام یا فرہاد کا

یار جانی دشمن جان ہوگیا سنکر اوسے ۔ یہہ اثر اچھا ہوا صنعت تری فریاد کا

جیب اپنا سا بہی دو چار گریبانمین نتہا | پر جنون آیا تو ایک تار گریبانمین نتہا
تہا گلوگیر حقیقت مین وہ خون عاشق | تکمہ لعل تری یار گریبان مین نہ تہا
از ازل تا ابد دست جنون یمین یار و | کونسی روز یہہ سیار گریبان مین نتہا
روز و شب شام و سحر دست جنون کی دولت | ہاتہہ اپنا کبہی بیکار گریبانمین نہ تہا
کیونر مہمان سی وحشت مین ہوتا نام | تار بہی نام کو زنہار گریبان مین نہ تہا
خون عاشق تہا وہ شفافی گردن کی سبب | رنگ یان تیرے نمودار گریبانمین نہا
دیکہکر دست و گریبان تجہے اغیار سے | آنسو ونکا مری کب ہار گریبانمین نہ تہا
دشت وحشت کا کچہہ احوال نہ پوچہہ اے مجنون | کونسا خار نمودار گریبانمین نہ تہا
تن عریان کو مین کاہی سے چہپاتا ناصح | حال داماں مین تہا تار گریبانمین نہ تہا
یہان تلک وہ بیجیان یار ہین اور ائن اوسکی | تار کا بہی کہین آثار گریبانمین نہ تہا

اسقدر دعوی سنی مین جو تو تہا صنعت
نقشہ لا تجہے اظہار گریبانمین نہ تہا

بیڑیان اوسکو نہ تو اوبت بے پیر پنہا | اپنے دیوانہ کو یہہ زلف کی زنجیر پنہا
یہی جی چاہے ہے دل چہلنی کو ایک عالم کا | چہلے اون ہاتہونمین دیجیے کوی تصویر پنہا
اپنے عاشقکو پنہا طوق لو اب یار زنجیر | جو پنہا تا ہے پنہا لیک تبو قیر پنہا
پہلے تو کاٹ تو لے سر کو مرے ایقاتل | جب گلی اپنے کے تو غیر کو زنجیر پنہا
مار ڈالا ہے تیری زلف نے جسکو کافر | اپنے ہاتہونسے کفن اوسکو تو بی سر پنہا
اوسکی نزدیک تو یہہ بہی نہین کچہہ دور اگر | ہار اوس ہاتہہ سے دیوی مجہے تقدیر پنہا

پور پور اوسکے چہلونکا یہہ عالم صنعت

بار کشتی تھا وہ اد تہی ہی قسمت اد لٹی
اوس نے مارا مجھے پیر تیرے نے منہ پھیر لیا

کیڑے مزہ دے کے جانب زہل بے تاثیر
خسرو سے شیرین کی تصویر نے منہ پھیر لیا

آپکے چہرۂ پر نور سے شرا کے او دہر
مہر سے صاحب تنویر نے منہ چھپر لیا

اوسکو درد نہ پھر ایار کہ میری خاطر
ایک جہان سی ترے دلگیر نے منہ پھیر لیا

ہے بی سی مجھے امید شفاعت صنعت
مرے افعال سے یہان پیر نے منہ پھیر لیا

دو چند حسن ہو جس سے شتابہ ہتی لا
اب آفتاب کے ساغر مین ساقیا می لا

مین اوس پہ لکا دیوانہ ہون اے برادر
کہ دیکھکر جسے مجنون ہو گئے لیلا

مجھے یہہ سوچ ہی کیونکر اوسی جہون چھوڑن
کہ دیکھنے ہی سے بس جسکا رنگ ہو میلا

بہرا ہے علم مین لیکن عمل نہین کرتا
نکیونکہ شیخ کو کہیے کتاب کا تھیلا

کبھی نہ میر طرف اوس نے التفات کیا
تمام عمر سے کرتا رہا مین واویلا

مین پاؤن پڑتا ہون دست جنون خدا کو مان
ہمارے چاک گریبان کا پاؤن مت پھیلا

ہوا جو آپکا میلان غیر سے صاحب
اسی سبب سی ہے صنعت کا تمسی دل میلا

قول ہے ایمرغ دل یہہ عشق کی اوستاد کا
دل کسیصورت سے آزردہ نہو صیاد کا

کاتب قدرت نے بہتر جان اوسی دو کر دئے
ورنہ چہرہ پر تو ہے معمول ایک ہی صاد کا

سخت جانی نے پر مین اپنی کسقدر نا دم ہوا
رہگیا گر دنمین خنجر ٹوٹ کر جلاد کا

سنکے وہ اس تذکرہ کو ہو مبادا منفعل
ہے طریق عشق مین بیجا گلا بیداد کا

ذبح کرنے مین مین اوسکو دیر تک دیکھا کیا
کند تہا خنجر پر اُا احسان یہہ ہے جلاد کا

بن گیا پتہر سراپا مین بتونکی عشق مین
کند گردن پہ مری خنجر ہوا فولاد کا

لف کا محبوس ہون جہیہ نہین قید فرنگ
عمر بھر ہرگز نہین مین منتظر میعاد کا

جنکو ہو حق سے خوش معاش کیا

آتا ہے تو ابھی کچھہ بھی بجانا اوسکا
نشہ ٹوٹھہ گیا ہمدمون بجانا اوسکا

بھولتا مجھکو نہین بیار سے آنا اوسکا
جھٹ بگڑ کر وہین جتوا لکا بنانا اوسکا

دوستو عشق مین اوس ماہ کین کہو کیونکر نبھے
مجھکو منظور ہے لوگو نخین برہانا اوسکا

سنتے ہی روح نکلجائیگی قالب سے مرے
حرف رخصت نہ کوئی مجھکو سنانا اوسکا

یاد مین آپکی جس نے ہو بھلایا ہے مجھے
منصفی سوچو تو ہے دل سے بھلانا اوسکا

اوس گھڑی گذرے مین کیا کیا مرے کچھہ دل مین خیال
جب کوئی کہتا ہے کیا خوب ہے گانا اوسکا

ظلم ہو جبہ کرے کوئی کسی پر ہمدم
یاد داد رسدم مجھے آتا ہے ستانا اوسکا

گوشہ چشم سے وہ تیز نگہہ پھینکے ہے
دل کے قربان کہ ہوتا ہے نشانہ اوسکا

تحسین صنعت تری واللہ بھی بہتری
دل سے ایکدم بھی نہ تو نام بھولانا اوسکا

صاحب دل دیکھنے کا اب ہو خیال اوسکا
دیکھو تو یہہ ارادہ کیا ہے محال اوسکا

پیاری عبث ہی ہمسے ہر دم سوال اوسکا
ہمکو ہوا ہے آپ ہی رکھنا وبال دل کا

کرنے ہی غرض میری عین الیقین ہوگا
جب تک نہ دیکھیے گا آنکھون سے حال دل کا

یہہ آرزو ہی کٹ جاوے ایک رات ملکے باہم
ارمان یہہ کبھی تو دیکھیے نکال دل کا

رکھیے اسے بخوبی یا پھیر مجکو دیجے
کر دیجیے ایکدن تو کچھہ انفصال دل کا

سب خال سے لگے ہین دیکھی ہے خال اوسکا
آباد شہر کوئی ہے خال خال دل کا

بگڑی ہی جبسے صنعت ہمدم دہر ہی ہی
یہہ جذبہ محبت اور یہہ کمال دل کا

جبسے کیا اوس بت نے پیر نے منہ پھیر لیا
میری آہون سے بھی تاثیر نے منہ پھیر لیا

دم آخر ہی تو بخیر کو حسرت ہی رہی
یعنے اوس صاحب تکبیر نے منہ پھیر لیا

فرقت مین تیرے خون جگر سے نکل گیا
اور دم بھی ساتھہ آہ کے تن سے نکل گیا

کل اسطرف وہ ایسی ہی ہین سے نکلگیا
دیکھے ہی اوسکو جی میرا تن سے نکل گیا

جو جا ہیے سو کیجیے مرتے ہین آپ پر
بے ساختہ یہ میرے دہن سے نکل گیا

عالم کو تیری دیکھہ کے عالم کہی ہی یون
اتنو وہ شوخ ساختہ پن سے نکل گیا

گو مین نے آگے غزل سے قدم عشق مین رکھا
پر وہ بھی اتنو حسن دمن سے نکل گیا

مسکن دلونکا ہی یہہ سمجھہ جعد پر شکن
مار اپڑا جو اوسکے شکن سے نکل گیا

کل دیکھہ تیرے حسن کا عالم خفیف ہو
کر چاک پیرہن وہ چمن سے نکل گیا

صنعت کو جیسے یاد تمہاری ہی یا علی
تب سے وہ رنج و درد و محن سے نکل گیا

یہہ ایسا مرد مون مائل ہی دریا چشم گریانکا
کہ اب شوار ہی ملنا میرے مژگانسے مژگانکا

ہمین تو خلد سے بہتر ہی یار دید جانانکا
قصور اپنے سے خواہان ہو کوئی اس عرض علمانکا

جو عالم آپکا ہی وہ دو عالم مین نہو ویگا
پری کا حور کا غلمان کا اور جن و انسانکا

بھلا ایسے سے دل کیونکر نہ جیسکا یہ عالم ہی
تبسم قہر چشم آفت مژہ خونی خو وبانکا

طریق عشق مین رکھنا قدم مردانہ اے صنعت
کہ تو روز ازل سے مدح خوان ہی شاہ مردانکا

عشق نے دلکو تماشا کیا
چشم تر نے یہہ راز فاش کیا

مسجد و دیر و نار و نور مین یار
تو ہی نکلا جہان تلاش کیا

عشق گلرو مین ہے غلط اے ہمدم
چشم تر کو گلاب پاش کیا

کٹ گئے سب رقیب جب مجھسے
طلب اوس نے قلم تراش کیا

در تک آ دیکھہ مین ہون اے ظالم
تیرے کوچہ مین بود و باش کیا

کیون نہ شعر اونکا خوب ہو صنعت

عاشق کسیکا تو بھی کہین یار کیا ہوا

زاہد حرم مین طالب غلمان و حور تھا
واللہ سب یہہ اوسکی سمجھہ کا قصور تھا

وہان غیر کے مکان مین نشہ مین وہ چور تھا
یہان سر بزم اپنے شیشۂ دل چور چور تھا

مسجد مین بتکدہ مین حرم مین حریم مین
دیکھا جو غور سے تو اوسیکا ظہور تھا

تیر نگہ کی سہم سے غش آگیا اوسے
رستم تھا دل اگرچہ بہادر تھا سور تھا

ق

جا کہ ہاتھہ تو دیکھو نہین آیکا
کیسا نجات تمکو میان ایسے دور تھا

مین اوسکی مٹھی مین اپنا سلسلہ دیکہ گیا
بولے کہ نبض کا تجھے کسدن شعور تھا

صنعت یہہ ہی غضب کہ تو طالب ہے دید کا
وہان لن ترانی سنکے جلا کوہ طور تھا

اپنا عاشق نہ مجھے وہ بت پرفن سمجھا
عجز و الحاح کو وہ ناز کا رد فن سمجھا

یہہ خدا جانے کیا وہ بت پرفن سمجھا
دوستی کرتے ہی جانی مجھے دشمن سمجھا

کوچۂ یار کو بلبل نے تو گلشن سمجھا
شیخ کعبہ اوسے اور دیر برہمن سمجھا

جسکو دیکھا وہ گلا کاٹ کی خود آپ ہوا
مین تیری چشم فسوں ساز کو رہزن سمجھا

تن عریان پہ جو کل مین نے کہلائی جلکر
بدگمان اوسکو بھی پہلکار کی چلمن سمجھا

کچھہ بن آئی نہ مجھی مین نکیا اوسکی پاس
دوسرے بگڑی جو مین یار کے چتون سمجھا

سلک دندان مسی پان نے چکایا مجکو
گرد الماس کے مین نیلم و کندن سمجھا

آہ کے تیر سوی چرخ جو چلتے دیکھو
ہر ستارہ کو ہر ایک شخص نے روزن سمجھا

چونکتا ہے کوئی ٹھوکر کی ادا کا شتہ
صور کے شور کو گہنگرو کی جھنکار سمجھا

سنگ دل جای جدہر مین بھی ادہر جاتا ہون
مین تو چمک اوسی اور وہ مجھی آہن سمجھا

ایسے جلادسے کیون دلکو لگایا صنعت
اپنے دلکو تو ذرا جان کے دشمن سمجھا

شب فراقمین دلپر یہہ اضطرار رہا — نہ ایکدم کسی پہلو اسے قرار رہا
وہ شب کو غیر کے دلبر جو ہمکنار رہا — عجب طرح سی یہہ دل برمین بیقرار رہا
وہ اور شکوہ تو جتنا تہا در کنار رہا — یہہ ستم کہ تو غیر دلسے ہم کنار رہا
چمن مین یار فقط چشم دیکھنے کا ترے — مدام نرگس شہلا کو انتظار رہا
رہی ہے بحر مین جسطرح حمر دمون سے آج کل — یہہ اپنا لخت جگر یون بچشم زار رہا
وہ بال جان ہوئی مانی کو کھینچنے تصویر — نہ زلف کھینچ سکی اوسکی سر اپنا مار رہا
تڑپنا رونا بکا کرنا در بدر پھرنا — تمہارے غم مین یہی ہمکو کاروبار رہا
نہ دیکھا اوس نے اوٹھا آنکہہ مین ہزار طرح — اشارہ کر رہا بکتا رہا پکار رہا
بجا ہے پند و نصیحت تو آپکی لیکن — گلیمین اوسکی تمہارا اگر گذار رہا
تو آج کل ہی مین سن لوگی ناصحا مشفق — نہ آپکی بہی گریبان مین ایک تار رہا

مدام عشقمین اوس خوش نگاہ کی صنعت
یہہ طفل اشک بسن نے گلی کہا رہا

کچھہ تو بتا ئی کہ یہہ سر ا کیا ہوا — اگلے کرم کدہر گئے وہ پیار کیا ہوا
آتش سے رشک کی مین جلا اور شعلہ رو — خوبی کا تیری گرم یہہ بازار کیا ہوا
ہین بار یاب سب تری محفل مین اون میان — آیا غلام بہی اگر ایک بار کیا ہوا
روتا ہے زار زار دل زار کے لیے — دل دی بتا یہہ تجکو اب آزار کیا ہوا
دل سے ہزار طرح کا انکار ہی اوسے — کرتا ہی گرچہ منہ سے وہ اقرار کیا ہوا
بیمار چشم سے جو کہڑی ہی عصا لیے — ایسا یہہ تجکو نرگس بیمار کیا ہوا
دستار بہی بچہوڑ ہی گریبا مین تو شیخ — یہہ اوسکے دیکہکر تجھے دستار کیا ہوا
سب کو نصیحت آپ فضیحت ہوئی سو کون — ہوگا تو خوب سا ہی ابہی خوار کیا ہوا

صنعت کرا ہتا ہی جو ہر دم مری طرح

قاتل کے اپنے سر مری آنکھونکو دیکھکر — یک لخت بند ہو گئی نخچیر کی صدا
اللہ اکبر ایسا ہی صیاد کم سخن — جو وقت ذبح بھی نہین تکبیر کی صدا
تیر نگہہ مین او سکے نہ آواز فی الشتاں — معیوب ہی جو تو وہ پہ ہو تیر کی صدا
آماس پاسے پھنس گئین کرتان اسقدر — جو بند ہو گئی تیرے زنجیر کی صدا
آیا وہ پوچھنے مجھے تو نے ہزار حیف — سینہ سے لب تک آ ئینین تاخیر کی صدا
کہتا ہون کچھہ نکلتا ہی کچھ اوسکی رو برو — ہو دور سے جیسے صاحب تعزیر کی صدا

صنعت تمہارے نالونسی ہمسایہ تنگ ہین
دلگیر سب کو کرتی ہی دلگیر کی صدا

جو سامنے مین جلوہ اوسکی تار کر بیٹھا — تو جھٹ وہ آئینہ چہرہ سے آڑا کر بیٹھا
فقط تیری ہی دلاجی پہ آج ابتو — بہروسے صبر کے اوس سے بگاڑ کر بیٹھا
یہہ کیا ستم ہی وہ غیرونکے گھر نشا ہین — مین جلکے غم مین گھر اپنا اوجاڑ کر بیٹھا
دل تجھے بھی مبادا کہین نصاف سنا دے — ابھی وہ غیرونکو ہی خوب جھاڑ کر بیٹھا
مقابلہ کیا خسرو سے بن لے اوفرہاد — طریق عشق مین تو دل پہاڑ کر بیٹھا
ہمارے تن پہ جنون ہی لباس خاکستر — اسیکو آنسو نے چیر پہاڑ کر بیٹھا

تجھے یہہ آنسو نسی سطح اب ہی صنعت
تو سینہ آہ کی شعلونسے پہاڑ کر بیٹھا

یہہ لخت دل نہین مژہ خونبار پر چڑھا — دلدار کے لیے ہی یہہ دل دار پر چڑھا
جیکے ہی جسکے لاکھون گریبان تار تار — کیسا یہہ رنگ ہی تری دستار پر چڑھا
ہمسایہ آئی وہ تو مین سو سو بہانے سے — کوٹھی پہ بیٹھا اور کبھی دیوار پر چڑھا

صنعت کی ہی وہ شکل کہ صیاد مرغ کی
دیہی بدام کر کے گرفتار پر چڑھا

ہمین تو ہجر بہتر ہے خوشی ہو وصل کے جسمین
یہی ہی قاعدہ اپنا بھی اور ساری خدائیکا

خلاف وصل ای ہمدم کہ جسکی صبح ہوتی ہے
دکھاتی ہی شب وصل آہ سبکو دن جدائیکا

ہمین پر جور کیجے ظلم کیجے غیر سے ہرگز
نلیجے پر خدا کی واسطے نام آشنائیکا

برابر لاکھ کہے ہی ایک صنعت بھی پہ شہرت
طرحدار و نمین تمکو دہیان ہی کر خو دنمائیکا

دن رات زلف و رخسی یہہ پیچ و تاب دیکھا
کانون نہین سنا تہا جواب عذاب دیکھا

بیخ و ستم قلق غم اور اضطراب دیکھا
دل یکی تمکو ہمنے کیا کیا جناب دیکھا

مردم جو ہین سو آنی اور طفل اشک تہا
اس چشم تر کا بالکل خانہ خراب دیکھا

وہ جاکے پھر نہ اولٹا سیدہی سناؤن تجکو
ای چرخ تیرا ہمنے بس انقلاب دیکھا

لکھا گیا ہمارا آخر جواب نامہ
خوبی لکھی کہ یہانتک راہ جواب دیکھا

یہہ صندہی ہمنشین وہ رونیکو ہین ہنساتی
اور ہنس پڑی جو مجھکو چشم پر آب دیکھا

کس گلبدنکی غم مین کرتے ہو تم یہہ صنعت
ق حال آپکا یہہ طرفہ ہمنے جناب دیکھا

آنکھو نمین لخت دل بہی اب بین بعینہ گل
اور حال اشک ہر پل جاری گلاب دیکھا

ہے شیخ و برہمن اوسیکا جہمک کا
کنشت و حرم دیر و بتخانہ و مسکا

کیا مہ کو ہالہ مین بالی نے قیدی
گلا اوسکی مچھلی نے کاٹا سمک کا

وہ ہین اوسکا پھیکا ہو شیرین سے دلچ
سنے شور فرہاد تیرے نمک کا

نہ الماس مین ہے نہ بجلی مین ایسی
پری مین دیوانا ہون تیری چمک کا

وہی دین و دنیا کی حامی ہین صنعت
کہ رکہہ تو بہروسا نبی کی تمک کا

برہم ہے سن وہ نالہ شبگیر کی صدا
اولٹی اب اوسپہ تو نے یہہ تاثیر کی صدا

دلچسپ ہی ہر ایک مزامیر کی صدا
ہے اوس پہ یکی اور ہی تاثیر کی صدا

کیجیے ہم سے ملاقات تو گاہی گاہی
کچھہ بہی ہی خوف اگر آپکو رسوائیکا

جس نے ترسایا مجھے اور نہ اوسی ترسایا
مبتلا کوئی نہوا اوس بت ترسایئکا

تم جو کہتے ہو کہین رات نہین ہم جاگے
بے سبب کیا ہی یہہ آنا تمہین انگڑائیکا

بہر نظر اوسکو ندیکہا تہا کہ غش ہوگئی گری
کیجیے کس سے گلا آہ توانائی کا

دوسری ہمکو سنادی غزل اس سے بہتر
دلمین کر دہیان ہی صنعت تجہی یکتائیکا

دیکہنا کیون نہو دشوار اوس ہر جائیکا
جبکہ بنیائی ہے شکوہ کری بنیائیکا

ہے تصور مری آنکہونمین اوس ہر جائیکا
پھر بہلا کیونکہ مین شکوہ کرون تنہائیکا

قصد بہر اوس نے کیا جلد خود آرائیکا
ہوش یا یا جو بجا اپنی تماشائیکا

ہٹ نکر مان کہا رات نہین ہی باقی
تیرے قربان نہین وقت یہہ مچلائیکا

ایک مین ہی تہ و بالا نہین نالی سی تری
کون کشتہ نہین اس آفت بالائیکا

اوس جگہ ہو گئے ہم خوبی قسمت سے اسیر
کہ جہان داب نہین داد کی شنوائیکا

عرض حال اوس سے کیا مین نے تو بولا غیا
ہی یہی عقل تقاضا ہے یہ دانائیکا

لاکہہ صورت سی بگی کوئی دیا سر پیٹے
آپ احوال نہ سینی کسی سودائی کا

جس نے یہہ اوس بت کافر کی بنائی پیٹے
ہاتہہ ہو جائی خدایا قلم اوس نائیکا

اور بہی ہمکو سنادی غزل اب بحر مدل
تجکو دعوی ہی جو صنعت سخن آرائیکا

مرا ہو جائی ابکی بار گر نقشہ رہائیکا
تو لکہہ لیجیے مچلیکا نام لون گر آشنائیکا

بلا ہی ایک تو عالم وہ اوسکے میز رائیکا
ستم ہی اور تیر ڈہب ہی اوسکو دلربائیکا

ہوا ہی مشغلہ ورد زبان ساری خدائیکا
وفا کا آپکی صاحب ہماری ہو فائیکا

مجہی کو قتل کیجے کسلیے چورنگ باندہا ہے
مجہی ہے رشک تیری اور یہ تیغ آزمائیکا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

یون تو ہر شے مین ہے ظہور اوسکا
پر محمدؐ فقط ہے نور اوسکا

پر تو وہ ہے ہر ایک یہہ ادنی سا
موسی و نار و نور طور اوسکا

آہ کیا کیجے ازل سے کام اپنا
عجز اپنا ہے اور غرور اوسکا

قرب اپنا تو پہلے پیدا کر
پاس ڈہونڈہی ہے بے شعور اوسکا

حور و غلمان کا جو طالب ہو
چہوڑ تجکو یہہ ہے قصور اوسکا

ہے یہی بات عقل کے نزدیک
فی الحقیقت ہے قرب دور اوسکا

غہلے یا ملے وہ ہے مختار
پر تجہے کدر ہے ضرور اوسکا

گوکہ ظاہر نما رہے زاہد
دل سے پر چاہیے حضور اوسکا

دردِ دوری ہوا ہے صنعت کو
پاس آ کیجے دردِ دور اوسکا

دیر و کعبہ مین ہی جلوہ اوسی ہر جا ئیگا
تو ندیکھی تو ہے نقصان یہہ بنا ئیگا

ہو گیا یار جو کشتہ تری رعنائیکا
فائدہ کیا اوسی اعجاز مسیحا ئیگا

عوصناع ممکن فضل خلاز و مان
به ن ع مین ن ق مین

گلستان سخن طرازی مرقع انجمن سازی کلام پر بلاغت

کلیات صنعت

طبع زاد استاذ زمان سخنور یگانه دوران شیخ کریم الدین مرحوم تخلص صنعت

مطبع نامی منشی نولکشور مین بطبع مین مزین مطبوع ہوا

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول جسی جو علیحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب دواوین اردو و فارسی درج کرتے ہین ۔

کتب دواوین اردو و فارسی

بہارستان سخن اردو ۔ ناسخ و آتش و آباد کی بمطرح غزلین سہ مصرعہ ۔

دیوان مخزن فصاحت ۔ تصنیف منشی جواہر سنگھ جوہر ۔

دیوان گویا ۔ بتصنیف فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر ۔

دیوان رند ۔ تصنیف نواب سید محمد خان بہادر لکھنوی شاگرد آتش ۔

کلیات ناسخ ۔ کلیات شیخ امام بخش ناسخ ہے دیوان حوض و حاشیہ مین ۔

کلیات آتش تصنیف خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی ۔

کلیات نظام اردو ۔ یہ کلیات بلاغت نکات از کلام معجز نظام جناب نظام الدولہ نواب محمد مردان علی خان بہادر نظام

کلیات نظیر اکبر آبادی ۔ اسمین مخمس و مسدس و دیگر نظم ہین ۔

دیوان فدا ۔ یہ نہایت عمدہ کتاب تصنیف مولوی فدا حسین صاحب ۔

کلیات مستہ امانت مخمسات امانت شاعر لکھنوی کے مخمسات ۔

دیوان اسیر ۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر شاعر نامور ۔

کلیات ذکی ۔ ملک الشعرا مہدی علیخان مرحوم ذکی کی تصنیف ۔

دیوان غافل ۔ تصنیف جناب منور خان صاحب غافل ہمپایہ آتش و ناسخ ۔

کلیات امیر اللہ تسلیم ۔ نام تاریخی نظم ارجمند تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد رشید نسیم دہلوی ۔

دیوان ذوق ۔ کلیات سید ابراہیم دہلوی تخلص ذوق ۔

منتخبات میر و درد و سودا ۔ واسطے مدارس اودہ کے طبع ہوا ۔

کلیات میر سلم الثبوت ۔ اوستاد کا کلام ہے بعد نظر ثانی مکرر طبع ہوا ۔

دیوان صادق ۔ مصنفہ قاضی عبد الحق صاحب

Kalleyat Ghalib

INDIAN INSTITUTE

عون صناع و ممکاو فضل خلاز و کمان
بہ ن صناع مکین ن فضل ق مین

گلستان سخن طرازی مرقع انجمن سازی کلام بلاغت نظامی

کلیات صنعت

طبع زاد استاد زمان سخنور یگانہ دوران شیخ کریم الدین مرحوم مخلص بہ صنعت

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بطبع بین مزین مطبوع ہوا

Kulliyāt-ĕ- Ṣan'at

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

